[illegible]

for your other book

Love –

"تحقيقات الثاني"

بعونِ صناعِ مکین و مکان و فضلِ خلاقِ زمین و آسمان

کتاب لاجواب تحقیق نایاب نتیجۂ ذکاوت و ہمہ دانی موسوم بہ

# تحقیقاتِ انسانی

مصنفۂ منشی کالکا پرشاد صاحب خلف دیواری لال صاحب حسب تجویز مصنف ممدوح

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں [illegible] مطبوع ہوئی

# دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | |
|---|---|
| دریاے مضامین و معانی یہ دہان ہی<br>انسان کو شرف جوہر تقریر سے بخشا | موج گہر عجب معانی یہ زبان ہی<br>یہ طرفہ ترین قدرت خالق کا نشان ہی |

قدرت خداوندی نے انسانی ہستی کو ایک بڑی بیچدار حکمت سے بنایا ہی کہ جہانتک اُسکی باریکیون پر غور کرو ایک نئی کیفیت دریافت ہوتی ہی ہمارا خیال جیسی جیسی بلند پروازی کرتا ہی انسانی ہستی کے قدرتی میدان مین ایک نیا تماشا پاتا ہی۔ جیسا کچھ کہ انسان توانا اور لائق ثابت ہوا ویسا ہی ناتوان اور ناقابل اسی لیے کہا جاتا ہی کہ ہماری ہستی کو قدرت نے بھول بھلیون اور اُلجھاون مین ڈالدیا ہی۔ فلاسفرون نے گذشتہ زمانہ مین بہت کچھ کوشش کی ہی کہ منشاء قدرت انسانی ہستی سے دریافت کرین لیکن آخر اُنکو یہی کہنا لازم آیا کہ معلوم نہین ہوتا معاملہ کیا ہی مگر یہ بخوبی ثابت ہوا ہی کہ انسانی ہستی ایک بڑی قدرت والے کا کام ہی اُسنے انسانی وجود کو قدرتی عجائب خانہ اور حکمت بالغہ کی نمایشگاہ قرار دیا ہی۔

اس بندۂ ناچیز کاستا پرشاد خلف دیواری لال صاحب ساکن قصبہ داؤدگنج نے بھی
انسانی ہستی کے متعلق چند خیالات ظاہر کیے تھے وہ عزیزون کو ایسے پسند آئے کہ مسودہ
کی نقلین اتارنا شروع کین مگر بے احتیاطی سے سنتالیس ورق اصل مسودہ کے گم کر دیے
جنکے افسوس مین مین نے ان خیالات کو ردی مین ڈالدیا مگر جناب مستطاب قدردان
اہل کمال فیاض بیمثال منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع و
اخبار لکھنؤ نے کہ وہ قدرت کی طرف سے دنیا بالخصوص ہندوستان مین اسی لیے
بھیجے گئے ہین کہ شرقی زبانون اور کتابون کو نہ صرف قائم رکھین بلکہ انکو ترقی دین
اور مصنفون اور انشا پردازون کو انکی تصنیفات کی اشاعت کے روسے حیات جاودانی
بخشین براہ قدیم عادات فیاضانہ و احسانات کریمانہ میرے خیالات کی اشاعت کو بعد دانی
نام منظور فرمایا لامحالہ بقیہ مضامین کی ترتیب و تکمیل مین مصروف ہوا اور انکو یکجا
کرکے تحقیقات انسانی نام دیا اور بخدمت جناب ممدوح بغرض اشاعت پیش
کیا اللہ تعالے انکو اور انکے کارخانہ کو دنیا مین ہمیشہ قائم رکھے اور ان اوراق کو مقبول
عوام فرمائے

# تحقیقات انسانی
## مقدمہ اول

انسان ضعیف البنیان بحشم صورت صرف خاکی پتلہ ہی نہین ہی بلکہ فطرت مین یہ وہ قیمتی شی ہی جسکا نظیر عالم امکان مین نہین ملتا - یون تو قادر بیمثال کی تمام پیدا کی ہوئی چیزین ایک دوسرے پر فائق ترہین لیکن اس عجیب ہستی کے مرتبہ کو کائنات کی تمام چیزین نہین پہونچ سکتین -

حکماء زمانہ گذشتہ نے حتی الوسع انسانی فطرت کے مرتبہ کو خوب ہی جانچا اور اسرار کی تیرگی کو عقل کی روشنی سے بہت کچھ دور کیا تاہم انسان فی نفسہ قدرت کی حکمتون کا ایک وہ عمیق بحر اعظم پایا گیا جسکی تھا ملنا دشوار ہوئی بڑے محققون اور فلاسفرون نے عقل موشگاف پر زور مارے کہ انسانی ہستی کی انتہائی تحقیق پر پہونچین تاہم کچھ نہوا اور ایک جدید کیفیت پیدا ہوتی گئی -

کسی فلاسفر نے اعتراف نہین کیا کہ وہ تمام وکمال تحقیق کی منزل پر پہونچگیا بلکہ یہ مزید لطف ہوا کہ جیسے جیسے عاقل اور فرزانہ پیدا ہوتے گئے انکو انسانی تحقیقات مین ایک جدید دلچسپی اور عجیب کیفیت حاصل ہوئی -

یہ سوال کہ انسان کس طرح مخلوقات پر مرتبہ و بزرگی مین افضل ہی اس بدیہی جواب سے جو اُسکی بناوٹ - بول چال اور عقل و نطق سے ٹپکتا ہی ساقط ہوتا ہی کہ جو کام انسان کرتا ہی کوئی مخلوق نہین کرسکتی جہان انسان کی رسائی ہی کوئی نہین پہونچ سکتا یہ جس اسرار کو انسان دریافت کرتا ہی دوسرا کب دریافت کرسکتا ہی انسان جس خاک سے بنایا گیا وہ خاک ہی اور ہی جس پانی سے وہ خاک گوندھی گئی وہ پانی ہی اور ہی جس غرض سے اُسکی ایجاد لازم ہوئی وہ مخفی ہی قادر توانا نے جو حکمتین اُسکی رگ و پے مین خون کی طرح ملائین

اُنسے خود ہم واقف نہین - انسان اپنی تحقیقات سے خود عاجز ہی وہ معلوم نہین کرسکتا کہ اُسکی فطرت مین کیا کیا حیرت انگیز باریکیان بھری ہین اُسکے خیال مین ایسی نئی نئی روشنیان آنا فانًا پیدا ہو جاتی ہین جیسے وہ کبھی آگاہ بھی نہ تھا وہ کام کو بے ارادہ کر لیتا ہی سابق مین اُسکا نام بھی نجانتا تھا۔ ہمارا خیال اور ہمارا ذہن جب انسانی فضیلت کی لمون کو ایک وسیع بحر اعظیم پاتا ہی تو حیرت سے یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ کس برتاو کے لیے اُسکے رتبہ کا کوس تا بفلک شور افگن ہوا اگر جواب حاصل ہونا کچھ بھی مشکل نہین کیونکہ تمام آلات فضیلت جنکو ہاتھ پاؤن کان ناک عقل و فہم نطق و زبان وغیرہ کہتے ہین زبان حال سے انسانی بزرگی کے معنی ہمکو خوب سمجھاتے ہین درحالیکہ وہ ٹھیک اپنے نظری کام اور قدرتی منشا کے انجام دینی پر مانند انجن کے سرگرم ہون - اب وہ کام جو فطرت کا تقاضا رہے یا وہ فعل جو قدرت کا منشا ہی ایک سوال کی طرح دریافت کرنا لازم آتا ہی کہ وہ کیا ہی وایک راستہ ہی جو اغراض قدرت کی منزل پر پہونچا دیتا ہی - یعنی اُن تمام رگ پٹھون کو اُس کام مین مصروف رکھتا جسکے لیے وہ بنائے گئے صحیح طور پر بمنزلہ انسانی فطرت کے مرتبون اور قدرت خالق کی باریکیون کے حاصل کرنے کے ہی - انسانی فطرت کی باریکیان آلات تشریح ابدانی یا قواعد ریاضی سے معلوم نہین ہوسکتین اسکے دریافت کو صرف انسانی غور و فکر کافی ہی اور درحقیقت یہی ایک آلہ ہی جس سے کچھ تھوڑا ابت اسرار مخفی واضح ہوا ہی تاہم اُسکی قوت استعدادی اور ملکہ راسخہ کی کیفیت اور اصل حقیقت پر کماحقہ آگاہی نہین -

ہم مین اور حیوانات مین صرف اعتباری فرق ہی - کیا ہم وہ صلاحیت نہین رکھتے کہ اپنے تئین سچی انسانیت کے پیرایہ مین نمایا کرین اگر ہم صرف اپنے وجود اور صورت کے اعتبار پر انسان خیال کیے جاسکتے ہین تو خلقت میمون بھی انسان کہلا سکتی ہی - اور اگر ہم باعتبار محبت و انس اپنے بچون کے انسان کہلا سکتے ہین تو بلیان چڑیان کوے کتے - گھوڑے اور تمام حیوانات انسان کے نام سے پکارے جاسکتے ہین اگر رزق پیدا کرنے کے لحاظ سے انسان مشہور ہین تو چیونٹیان بھی انسان ہین پس کونسا

تفرقہ ہی جو ہمکو حیوانی گروہ سے جدا کرتا ہی - اس سوال کا جواب بہتر اس سے نہین ہی کہ ہم یوماً فیوماً اپنی قوت اوراکیہ کو کام مین لائین اور اُسکو ترقی دین کیونکہ تمام صفات سے بڑھکر جو صفت اور تمام قوتون سے اعلی جو قوت اس قادر لا زوال نے ہمکو عطا کی ہی وہ ادراک اگر ہم مین اپنے ادراک اور قوت استعدادی کو ترقی دیتے اور کام مین لانے کی صلاحیت نہین ہی تو پس ہم مین اور حیوان مین کچھ فرق نہین ہی اور یہ تو بالکل ہی سچ ہی کہ انسان مین اگر اعلی صفات موجود ہون تو شرف مین فرشتون سے بھی سوا ہی اور اگر یہی نہین تو پلید سے بھی بُرا ہی جسوقت ہماری آنکھون سے وہ پردہ جو غفلت کا پردہ کہا جاتا ہی علوم و فنون کی روشنیون سے اُٹھ جائے تو ہم صحیح طور پر اپنے نیچر کی جانچ کر سکتے ہین اور یکایک ایک نئی دنیا مین اگر قدرت کے حیرت انگیز صنائع کا تماشا کر سکتے ہین لیکن افسوس اُسی پردۂ غفلت کی وسعت اور بقا پر ہی -

وہ انسان ہی جو اپنے تئین نیک کامون مین فنا کرتا ہی - وہ انسان ہی جو اپنی ہستی کی باریکیون کو گہری نظر سے جانچتا ہی - وہ انسان ہی جو قوم کی بہتری کو اپنے نقصان پر ترجیح دیتا ہی سچ یہ ہی کہ جب انسانی خیال ادراک کی روشنی سے مستفید ہوتا ہی تو تمام غفلت کی تاریکیان ہٹجاتی ہین وہ خود اندازہ کرتا ہی کہ قدرت کی اغراض کا پیمانہ کس حد تک وسیع اور عمیق ہی وہ اپنے رگ و ریشہ کو ایک بڑی قیمتی چیز سمجھتا ہی اور انسے وہی کام لیتا ہی جو انکا کام ہی وہ انکو حیوانون کی طرح معطل نہین رکھتا وہ ان آلات فضیلت کو بیکاری سے غذای زنگ نہین بناتا وہ خوب جانتا ہی کہ ایک روز مجھے بڑی جوابدہی کرنا پڑیگی اور درصورت غافل اور خاموش رہنے کے سخت ندامت حاصل ہوگی جب ایک شخص انسانیت کے زینہ پر پاؤن رکھتا ہی تو وہ پہلے اپنے تئین تمام بُرائیون سے آزاد اور نقصون سے پاک بنا لیتا ہی اور درحقیقت منا ہی و معائب سے مبرا ہوتا ہی تکمیل مراتب انسانی ہی اور یہ امر مشکل تر از مشکل ہی - سقراط کہتا ہی کہ ای میرے دوستو موت سے بچنے مین کوئی مشکل نہین ہی بلکہ بدکاری و بددیانتی سے بچتا اور اس سے پرہیز کرنا بیشک ایک مشکل امر ہی کیونکہ بددیانتی موت کی نسبت بہت جلد

دوڑتی ہی ہر چند کہ جسقدر زمانہ دراز ہوتا جاتا ہی اُسی قدر لوگون مین مادۂ تحقیق بتہذیب وشائستگی بڑھتا جاتا ہی لیکن ہمارے ملک مین یہ بات نہین ہی یہ بات تو غیر ملکون مین ہی ہم جس حالت مین پیدا ہوئے اُسی حالت کو قایم رکھنا فرض سمجھتے ہین ہم ہین بالطبع بلکہ ترقی نہین حالانکہ روزمرہ کے برتاو اور عالم محسوسات کے تماشے ہمکو بخوبی سبق دے رہین کہ اپنی اپنی حالتون کو درست کرکے اپنے مادون کو ترقی دین۔

دیکھو یہ چڑیا جو سامنے اڑ رہی ہی کسوقت انڈے کی شکل مین تھی اور یہ درخت جو اپنی بلندی اور چوڑائی مین نظر نہین رکھتا اور جسکے سایہ مین چودہ ہزار آدمی آرام کرسکتے ہین گجرات مین دریاے سرجو کے کنارے ایک درخت ہی جو کبیر بڑ کے نام سے مشہور ہی اور ہندوستان مین اتنا بڑا کوئی درخت نہین پہلے ایک ذرہ برابر تخم کی حالت مین تھا اب کیسا تنومند ہی اِس بات کے یقین کرنے کا کوئی موقع اور کوئی امکان نہین کہ انسانی نسل کی ترقی مین قادر مطلق کا کچھ منشا نہین ہی ہمارا پروردگار ہمارے لیے لاکھون اسباب ترقی موجود کرکے چاہتا ہی کہ اپنی حالت مین ترقی کرین کیونکہ اُسنے سب مخلوق پر عزت وبزرگی بخشی ہی جیساکہ ایک بڑے فلاسفر کا قول ہی کہ بیشک اس دنیا مین انسان کو فطرت مین سب پر ترجیح ہی جبکہ درندون اور حیوانون کو قابون مین لانے کی انسان کو طاقت ہی سمندرون کو اپنا مطیع اور مسخر بنالینے کی انسان کو طاقت ہی۔

بڑے بڑے پہاڑون اور تودون کو ڈھادینے کی انسان کو طاقت ہی۔ تو کیونکر ان الفاظ کی قدر کیجائے کہ انسان ضعیف البنیان ہی یہ ضرور ہی کہ وہ اپنی عبودیت کا اظہار بطرز سرافگندگی وفروتنی ایسے الفاظ کرے جو شائستہ ہون مگر خاص دنیا کے کاروبار مین جو قوت انسان کو حاصل ہی لاثانی ہی۔ انسان خدا تک پہونچا انسان پیغمبر ہوا انسان پر تجلیات ربانی کا نور چمکا۔ انسان نے سب کچھ کیا اور سب کچھ کرسکتا ہی جہانتک کہ اُسکی حد ہی۔ مگر دوستو ہمکو اپنے استعدادی مادون کا ابھارنا بھی لازم ہی ہمکو اپنی اصلی قوت کا پہچاننا بھی شایان ہی جب ہم ایک خراب اور ابتر حالت مین ہین اور ٹھیک مصداق بود و نابود ہماری ہستی پر صادق آتی ہی تو سمجھون ہم انسان

نہین ہین بلکہ ایک کاٹھ کاڈبا ہین جسمین قیمتی لعل و زمرد محفوظ ہین۔
ایک یہ غفلت جو ہماری زنجیر پا ہی ہمکو ترقی کے میدان مین ایک قدم بڑھنے نہین دیتی اور گوناگون مصائب و آزار کو بوجہ غلبیان کاہلی راحت و عیش پر ترجیح دیتی ہی ان معنون مین کہ وطن کی فاقہ کشی بہتر ہی سفر کے تمتعات سے تکلیف شدید کے بعد بھیک مانگنا اور غیرون کا دست نگر ہونا اُن لوگون کے خیال مین اسباب جمعیت و راحت ہین جو ایک قصبہ کی بود و باش کو وطن کی محبت قرار دیکر آرام فردوس سمجھتے ہین وہ کہتے ہین ہمین فاقہ کرنا منظور ہی دیس ولیس خوار پھرنا منظور نہین غافل گروہ نہایت تاریک حالت مین بسر کرتا ہی اُسنے مطلق نہین پہچانا کہ انسانی ہستی کیا قیمت رکھتی ہی وہ صرف کھانا اور سونا مقصود کلی قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ دنیا واسطے عیش و آرام کے ہی۔ لیکن جن لوگون پر اپنی ہستی کی شمہ کیفیت بھی ظاہر ہوگئی ہی دنیا مین انھون نے اپنے افعالی کرشمون سے اعجاز اور کشف و کرامات کی دھوم مچا دی بس انتہائی قوت النسانی کا یہ شمہ بیان ہی کہ سچے انسانون کو عوام الناس دیوتا اور جادوگر کہنے لگے بلکہ اب بھی ہمارے ملک مین ایسے لوگ پائے جاتے ہین جو ریل اور تار کی ایجاد کو جادو یا کشف و کرامات سے تعبیر کرتے ہین۔ ہمارے ہندوانہ خیالات بارہا شہرت پا چکے ہین کہ انگریز لوگ اُنیسوین ۱۹ صدی کے اوتار ہین حالانکہ یہ ہمارے کشف و کرامات جو عوام کے ذہن مین جاگزین ہین علم ریاضی و طبعیات وغیرہ کی ایک ادنی روشنی ہی اب یہان سے قیاس کرنا چاہیے کہ جب ہم خود دنیا کے علوم و فنون سے خبیر نہین تو کس طرح اپنی بگڑی حالت کو بنائین اور کیونکر روے ترقی دیکھین بس بے علم و فن انسان نابینا اور بالکل حیوان ہی حیوانی خصلتون کو وہ اپنی طبعیت سے باہر نہین کرسکتا جو خود واقف نہو کہ اللہ تعالے نے انسان کو اپنی حکمت بالغہ سے اُن تین قوتون پر انسانیت کو غالب کرنے کی زبردست قوت بخشی ہی جنکا نام جمادیت حیوانیت اور نباتیت ہی اور یہ تینون بالخواص مبداء اشرار و فسادات ہین۔

## مقدمۂ دوم

رعیت کے لیے بادشاہ گوسپندون کے لیے گلہ بان - درختون کے لیے باغبان مسافرون کے لیے رہنما - فوج کے لیے سپہ سالار - ارکان عناصر کے لیے روح - اور تمام گروہون کے لیے ایک ایک سردار وحکمران کا ہونا ضرور ہی پس انسانی گروہ کے لیے بھی ایک مذہبی کا ہونا لابد ہی کیونکہ یہی ایک معلم ہی جو نیچرل جاہلون کو تعلیم - تربیت - ترتیب - اور تکمیل دیتا ہی قدرت نے اگر نقصانات پیدا کیے تو اصلاحات وتمتعات بھی پیدا کیے - بیماری پیدا کی تو دوا اور شفا بھی پیدا کی - سچا معلم اور مصلح انسانی گروہ کا ایک مذہب ہی خواہ وہ کوئی مذہب ہو کیونکہ اصول ہر مذہب کا دفع ذمائم وقبائح پر مبنی ہی اگر کوئی انسان مذہب کی قید سے بالکل آزاد ہی تو یہ امر خلاف فطرت کا مقتضا ہرگز نہین ہی کہ انسان بالکل اسی ہیئت پر قائم رہے جس ہیئت کے ساتھ اپنے مادہ سے نکلا -

نظر اُٹھا کر عالم کائنات کو دیکھو کونسی شی ہی جسکو اصلاح وترتیب کی ضرورت نہین مہندی کو جب باغبان تراشتا ہی تو کیسی سُڈول اور سُگھڑ معلوم ہوتی ہی نباتی دروازے اور محرابین اور طاق اُس سے بناتے ہین اور آگے چلو خطوط کو دیکھو ایک شخص قواعد دان ہی اور دوسرا ناواقف قواعد - اب دونون کے خطوط کو ملاحظہ کرو باہم کتنا فرق ہی وہ اگر کہنڈے اور کرسی سے حرف الف لکھیگا اور مبدء سے منتہی کو کسقدر خفی رکھیگا تو یہ اُٹھر پن اور بے پروائی سے کھینچیگا خواہ وہ تین کی جگہ کئی نقطون کا کیون نہو یہ ایک سیدھا حرف ہی ذرا جیم کو دیکھو قواعد دان کاتب سر دو نقط اور گردن تین نقط کی بنائیگا دو نقط نزولی دو صعودی سے جیم کا جسم نکالیگا اور سطح تین نقط سے - گردن نوک اور سر مین باہم ایک خط کا فرق رکھیگا مگر اس حرف کو وہ دوسرا شخص جب لکھیگا تو مطلق ان باتون کا خیال اُسکے ذہن مین نہ گذریگا بے تصنع قلم کاغذ پر پھیریگا کیونکہ وہ ناواقف ہی -

جس طرح قانون قدرت بے اُصول نہین اسیطرح اُسکی مخلوقات قواعد اور ضوابط سے خالی نہین - قدرت ہی نے ہمکو ایک ایسی کاریگر عقل بخشی ہی جو ہمارے ہاتھ سے طرح طرح کے دلپسند کام کراتی ہی مٹی کو پانی مین گوندھنا اور اُسکو قالب مین لاکر ایک موزون اور مربع

شی جسکا نام خشت ہی بنانا اور پھر اُسکو پژاوہ مین پکانا پکنے کے بعد لکالنا تراش خراش کرکے ایک سڈول صورت مین لانا چونہ کی تہ پر زمین جمانا اور ایک اُونچی عمارت بنانا اُسمین محرابون کا نکس طاق نکالنا کھڑکیان - جھنجریان - جھروکے بنانا - کمرے کوٹھے دالان مقرر کرنا اور پھر سب تیاری کے بعد چونہ کی سفیدی پھیرنا اُسپر مختلف الوان سے رنگ آمیزی کرنا ابتدا سے انتہا تک ترتیب وار صنعت کاری قدرت ہی نے ہمکو سکھائی ہی کیونکہ وہ خود صانع ہی اور یہ قاعدہ کی بات ہی کہ معلول مین اثر علت کا بالفعل موجود ہوتا ہی یعنی جس مادہ سے اشیار نکلتی ہین مادہ کا خاصہ ضرور انہین پایا جاتا ہی کیونکہ تسلیم کیا جائے کہ انسانی نیچر بالخواص آزادی پسند ہی نظام عالم آفرینش زبان حال سے کہ رہا ہی کہ کوئی نیچر آزاد نہین کل اشیار تراش و خراش زوال و کمال کی محتاج ہین غلہ اگر کچا ہی کھایا جاتا اُسمین پسینے پکانے کی علت نہوتی تو کہا جاتا کہ نیچر آزاد ہی آزادی بالفطرت قدیم سے بے فیض ہی کوئی نئی بات نہین سرو اگر آزاد ہی تو بے ثمری کی شاخ بھی لگی ہوئی ہی - انسانی گروہ اگر زنجیر مذہب مین پابند نہ کیا جاتا تو یہ بھی درندون چرندون وحشیون ہی مین شمار ہوتا اور بندر اور لنگور سے زیادہ اُسکی قدر نہوتی کیونکہ جس شی کا نام انسانیت ہی وہ ایک سچے مذہب سے پیدا ہوتی ہی - مذہب و دین ہمیشہ اصلاح پر قادر ہی وہ نیک تعلیم دیتا ہی اور اچھی راہ لگاتا ہی جب اللہ تعالے جل شانہ نے بیشمار اشیار اور مخلوقات پیدا کئین تو لازم آیا کہ اُنکے گروہون کو ایک سلیقہ اور رموز و نیت سے ترتیب ہو تاکہ خلط ملط ہوکر نظام عالم آفرینش کو ضرر نہ پہونچائین لہذا ضروری اوقات پر چند بشرف بندے پیدا کیے جنکو صلاحیت انتظام آفرینش بخشی اور اُنکو طریقے تسخیر قلوب کے تبلادیے اس حکمت نظامیہ کی رو سے گویا امصار مذاہب کی آئین بندی خاص خدا نے کی ہی جب خدا ہی کا وجود تسلیم نہ کیا گیا استغفر اللہ تو وحشت اور شیطنت کے مسلم الثبوت ہونے مین کیا شک رہا کیونکہ جس طرح نور کے عدم کو تاریکی کہتے ہین اسی طرح فقدانِ انسانیت کو وحشت -

انسان ایک کترا اور بنایا ہوا بوٹا ہی اور وحشی تو وہ گل -

پیشوایان دین کی نظرین دور بین اور خیالات وسیع تھے وہ جس زمانہ مین تھے اُس سے آگے آنے والے ہزارون برس کے زمانے کی تصویرین انکی پتلیون

مین پھرتی تھین۔ ہنگامۂ محشر کی سوزش اور بعث ونشر کی کیفیت انکی نزدیک ایسی تھی جیساکہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہماری آنکھون کے سامنے ہی۔ اگر وہی لوگ موجودہ و آیندہ حالتون کی خبرین نہ دیجاتے تو خاک بھی ہمسے اپنا انتظام ہوتا اور اندھون کی طرح لاٹھی لیے نشیب و فراز کو ٹٹولتے پھرتے ہمارے لیے انھون نے ایسی ضروری و آسان رسمین جاری کی ہین جنکے بجالانے مین کچھ بھی دشواری نہین یہ رسمین کچھ زندگی ہی کے زمانہ مین حاجت روا نہین ہین بلکہ بعد ممات بھی ہمارے کام آتی ہین۔ ہندؤن مین کیساہی دولت مند اور بڑی سلطنت والا راجہ ہو ایک بینوا کے ساتھ کریا کرم مین برابر اور میت مین مساوی ہی ایک آنے کے بانس راجہ کے جبنازے مین لگینگے جو بینوا کے لاشہ مین درکار ہوئے تھے وہی لکڑیون کا ڈھیر اسکی چتا مین صرف ہوگا جو اسکی چتا مین ہو اخواہ وہ خشبودار ہو جسکا نام صندل ہی یا کچھ ہو نام کو لکڑی ہی یہی حال مذہب اسلام کا ہی کہ جو ضرورت ایک بادشاہ کو ہوتی ہی وہی ایک مفلس اور محتاج گدا کو ہوتی ہی۔ یہ موجدان مذہب ہی کی پیش بینی ہی کہ ہزارہا برس کی آنے والی ضرورتون کے قاعدے انہی کی تجویز سے منضبط کیے انھین رسمون کی پابندی اور تتبع سچی النسانیت کہلاسکتی ہی۔

معتقدان نیچر اپنی موجودہ اور آیندہ غلطیون سے ناواقف نہین ہین وہ خوب جانتے ہین کہ انکی طریقت ایک ایسی منزل پر پہونچائی گئی جسکا نام الحاد یا بیعقلی یا ندامت ہی لیکن اپنی غلطیون کی اصلاح پر دیدہ و دانستہ قادر نہین اور یہ کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہین جو جان بوجھکر غلطی کرتے ہین (غلطی ہی بلفظ غلط) اور غلطی ہی کو اپنی طریقت سمجھتے ہین اس سبب غلطی کو غلطی کی نگاہ سے نہین دیکھتے اور اسکی اصلاح کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔

انقلاب دوران جس شی کا نام ہی جسکی حالت پر ہمارے پیشوایان مذہب نے صدہا برس پیشتر پیشین گوئی کی تھی یہی ایک نیچر کا زمانہ ہی جسمین کم و بیش نیک و بد۔ ایمان و کفر اور تمام ضدین کی امتیاز کی بصیرت زایل ہوگئی ہی کل چیزین غلط سلط کل ہسیاء غتر بود۔ کل مذاہب کھچڑی ہندؤن کے دین کی ترقی کا زمانہ

گذر گیا مسلمانون کے دین کی ترقی کا وقت نرہا آخر ایک ایسا زمانہ بھی ہونا ضرور
ہی جب قصقدون کی طرح نئے نئے مذہب تصنیف ہون اور نئی نئی اُستین اوتار لین چونکہ
مدت العمر مین ہر شخص یا ہر شئی کو ایکبار کمال اور ایک بار زوال ضرور نصیب ہوتا ہی
اسلیئے پرانے مذاہب پر ادبار آیا ہی اور جزا و سزا و دوزخ و بہشت و عذاب و
ثواب کے مسائل منسوخ ہو گئے لیکن سچا انسان لایعنی طریقون نیچرا اور
آریہ کو ہرگز پسند نہ کریگا اور وہ اُسی انسانیت کے کسب کا آرزومند
ہوگا جسکی صداقت پر قدیم مذہبی صحائف مقدس نے گواہی دی ہی۔

## مقدمۂ سوم

اگر میان نظیر اکبر آبادی زندہ ہوتے تو اس زمانے مین ہرگز نہ کہتے کہ غریب
بھی آدمی ہی امیر بھی آدمی گدا بھی آدمی ہی شاہ بھی آدمی صحیح بھی آدمی ہی بیمار بھی
آدمی مداری بھی آدمی ہی تماشائی بھی آدمی ہین بھی آدمی۔ یہ بیچارے سیدھے
سادے عارف اللہ تھے فیلسوف نہ تھے انھون نے ہمہ اوست کی دُھن
مین ایک طرف سے سبکو آدمی کہنا شروع کیا ؎ کہ بچشمان دل مبین
جز دوست ؛ ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست ؛ تحقیق و تدقیق کی نظر جب
دیوار آہن اور سنگ لاخ مین رخنہ کرتی ہی تو صاف کھل جاتا ہی کہ ناظر
کون ہی اور منظر کون — یہ روزمرہ گروہا گروہ جو ہماری نظر سے گذرتے
ہین سبھی آدمی نہین ہین بلکہ اُنمین بہت سے ہین جو صرف آدمی ہین بعض
خلاف آدمی ہین ؎ بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد ؛ چون باز
کنی مادر مادر باشد ؛ یون تو باعتبار شخصیت ہر کس آدمی کہلا سکتا ہی
لیکن سچے انسان کی تعریف کو لکھنؤ پیرپل کا روزانہ کاغذ درکار ہی۔
جب ہم اپنی ایک کیفیت خاص مین مستغرق ہوتے ہین تو ایک بوٹا سا قد
آنکھون مین پھر جاتا ہی جسکو مین فطرت کہ سکتا ہون یہ خوشنما قد ہمکو اپنے حُسن و جمال

اور ترکیب و اجماع سے طرح طرح کے معنی سمجھتا ہی اور کہتا ہی کہ جسکو لوگ انسان کہتے ہین حقیقت مین وہ مین بھی نہین ہون ہمارے انسانی خیالات کی گھوڑا پچھاڑ ندی مین بارہا ہی سیلاب آتے ہین اور اُتر جاتے ہین کہ ہم انسان ہین اور ہم انسان نہین ہین بعض اوقات حقیقت کی لہرین برابر فریاد کرتی ہین کہ دیکھو سنبھلو اپنے سفینۂ ہستی کو ساحل انسانیت پر لاؤ اور بعض ہنگام فطرت کا طوفان شور کرتا ہی کہ تم جس حالت مین ہو لاجواب ہو تم انسان نہین بلکہ فرشتے بھی نہین بلکہ اشرف المخلوقات ہو جب تم ایسے ہو اور تمھارے باپ دادا بھی ایسے تھے تو بس کیا غم کیا فکر کیا افسوس آزادی سے مسند خواہش پر استراحت فرماؤ مزے کرو خود مختار ہو سو جو گنہ کیجئے ثواب ہی آج عیش و آرام تمھارے لیے پیدا ہوا اور تم عیش کے لیے یہ ساری کائنات تمھارے لیے ہی اگر تم دنیا کی عام چیزون کو استعمال مین نہ لاؤگے تو مدعا علیہ بنوگے اور ہاروگے تجربہ اگر سابق ہی تحقیق معلم۔ ان دونون ہمکو یقین دلایا ہی کہ خیال ہی انسان کا رہبر ہی اور خیال ہی مقوی۔ خیال ہی دوست ہی خیال ہی دشمن۔ جدھر سیلان خیال ہوگا اُدھر ایک نیا نتیجہ نکلیگا۔

لفظ انسان کے معنی ہر صورت سے نکل سکتے ہین لیکن دیکھنا صرف یہ ہی کہ اصل حقیقت کیا ہی انسان کی بیرونی و درونی علامت کیا ہی کیا ہر وجود اسم بامسمےٰ ہی یا کوئی اسم بے مسمیٰ کیا امرا و اغنیا کو انسان کہتے ہین یا محتاج و تنگدست کو ۹ کیا قوت درون اور موٹے تازون کو انسان کہتے ہین یا لاغر و ضعیف کو ۹ کیا یوسف جمالون اور پریرخون کو انسان کہتے ہین۔ یا سیہ چردہ اور زشت منظرون کو ۹ کیا مطربان خوش گلو اور لولیان خوبرو کو انسان کہتے ہین یا نامبارک رویون اور زشت الحانون کو ۹ ان مین سے ایک بھی انسان نہین ہی ہرچند کہ سب انسان ہین۔

یہ وجود جو مجکو ایام زندگی مین بہت مدد دیتا ہی مجھے زندہ کہلاتا ہی لیکن جب اسمین جان نہین تو خود بھی مردہ ہی اور مجھے بھی مردہ لقب دیتا ہی بس یہی کیفیت انسان اور انسانیت کی ہی جس وجود مین انسانیت ہی وہ انسان کے نام سے زندہ ہی

اوسمین یہ نہین وہ مردہ ہی خواہ کیسا ہی نامور ہو۔ ایک انسان کا خیال ان رشتیون کو
ڈھونڈھتا ہی جو اُسکی ذات کو منور کرین اور شہرت دین کہ یہ انسان ہی جسکا خیال مذکورہ
بالا صفت نہین رکھتا وہ اپنے تئین انسان بنانا نہین چاہتا اور عمارہ طور پر انسان کے
معنی نہین سمجھتا اور انسان کے نام کی شرم نہین کرتا جو یتیم بچون کو محتاج پاکر اپنی فیاضی
کی جانچ کرتا ہی انکو رحم و محبت سے گود مین اُٹھا لیتا ہی اُنکے دیدۂ تر کو دامان لطف
و حیا سے پاک کرتا ہی ناز و نعم سے اپنے پیارے بچون کی طرح پالتا ہی تعلیم کے لیے معلم
تلاش کرتا ہی ناز و نعم سے اپنے پیارے بچون کی طرح پالتا ہی تعلیم
انسان ہی جھلا کو راہ راست پر لانے والی حرکات سے باطن ہین ایک سچی خوشی پاتا ہی بد
زبانون کی ژاژ خائی پر بد ظن نہین ہوتا اسے اپنے پسندہ افعال کے نتیجون سے غرض ہی وہ
مناظرہ پسند و بحث باز نہین اُسے خیال ہی کہ خود کو نقصون کی اصلاح مین فنا کر دے
ایک یہی سچا انسان ہی زندون بد مستون کی گالیان سُنتا ہی شرابیون بیخودون کے
سنگ ملامت و تظلم کا نشانہ بنتا ہی پتھر کھاتا ہی سختی سہتا ہی لیکن تلخ پند و شیرین وعظ
سے ساکت نہین رہتا ایک یہی سچا انسان ہی مشہور ہی کہ ابو عبدالرحمن حاتم اصم نہ تھا
بیابان مین ایک دن اتفاقًا وقت ہمکلامی باد اسفل ایک عورت سے برائی از بس خجل
ہوئی اور انفعال سے مطلب نہ ادا کر سکی حاتم نے فرمایا اور اونچی آواز سے کہ ہین
کہ مین ثقل سماعت مین مبتلا ہون اس تقریب سے ندامت زن دفع ہوئی اُس
تا بہ زلیست حاتم نے اپنے کو اصم مشہور کیا اور اصم ہی رہا ایک یہی سچا انسان
حضرت سید امام حسنؑ کھانا کھاتے تھے غلام کاسۂ آش لایا مگر لغزش دست
سے تمام شوربا سر مبارک پر گرا دستر خوان پر رکھنے نہ پایا آپ نے بچشم عنایت دیکھا
غلام بولا اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ خوش ہوئے اور قصور
معاف کیا پھر عرض کیا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اور بھی خرسند ہوئے اور کچھ نقد و جنس
عطا فرمایا ایک یہی سچے انسان تھے۔ حاتم نے ایک روز عام دعوت کی حتی الامکان کوئی
بشر بے اذن نہ رہا مگر جنگل مین جا کر دیکھا تو ایک ہیمہ کش سر پر لکڑیون کا گٹھا لیے چلا آتا ہی

حاتم نے اجنبی بنکر کہا کہ ای بارکش امروز عید سعید اور یہ ضیافت حاتم کے ہان جا صلائے عام
گوشت اور پلاؤ چکھ بار مصیبت کو سر سے پٹک - وہ عالی ہمت بولا ای بزرگ ہنوز کہ قوت بازو
برقرار است از بارکشی چہ عار ست

| | |
|---|---|
| ہر کہ نان از عمل خویش خورد | منت حاتم طائی نبرد |

تم نے فرمایا کہ ای بزرگ تو حاتم سے بھی ہمت و حوصلہ مین شرف لے گیا - ایک یہی
سچا انسان تھا بیان ہی کہ نپولین بوناپارٹ ایک نہایت مفلس اور محتاج یتیم تھا عہد
طفلی مین اپنے وطن سے دور ایک شہر مین طالب علمی کرتا تھا ایکبار مادر نے بجوش محبت
لکھا کہ ای قرۃ العین کہو کیسی گذرتی ہی یہان تو فاقہ کشی کی نوبت پہونچگئی تم اپنی کیفیت بیان
کرو بیٹے نے لکھا - اما جان جس حال مین ہون خوش ہون لیکن جس پرانی اور پھٹی کتاب
مین سبق پڑھتا ہون اُسی کے فیض سے دنیا کے بڑے بڑے علماء و فضلاء سے افضل
ذی علم کے جھنڈے عالم مین گاڑونگا - یہ زنگ خوردہ تلوار جو ہر شب سرِ بالین رکھکر
سوتا ہون مجھے شاہان روے زمین کے نیچا دکھانے کو کافی ہوگی اسی ٹوٹی تلوار سے دہر
کے پردے صاف کرونگا - وہ وقت قریب ہی کہ بوناپارٹ کے نام سے زمین و زمان تھرا اٹھینگے
آخر یہی ہوا کہ جب یہ اسکول سے نکلا تو بوسیلہ اپنی بے نظیر دانائی و بہادری کے کرنیلی
کے عہدہ سے بڑھتا ہوا مملکت وسیع فرانس کا بادشاہ ہوگیا اور جو جو اُسنے
کارنمایان کیے صفحات تواریخ اُنسے مرصع ہین کہتے ہین کہ جب اس لاثانی کشورکشائی
ملک روس پر تاخت و تاراج کا ارادہ کیا تو پہلے پہل کوہ الپس حائل ہوا جزلون نے
رپورٹ کی کہ اس راہ مین یہ قدرتی دیوار حائل ہی اگر ارشاد ہو تو دوسرے راستہ
سے فوج لیجاین نپولین نے جواب دیا کہ اگر کوہ الپس حائل ہی تو خود کوہ الپس نہین
رہیگا پہلے اِسے اڑا دو اور اسی کو روندتی ہوئی فوج نکلے تعمیل حکم تو ہوئی مگر سرنگون
کے اُڑانے اور آب و ہوا ناموافق ہونے سے لاکھون بہادر سپاہی کام آئے
اور اکثر اس جنگجو اور خودرائی بادشاہ کی مندی اور پُر حوصلہ روایتین
مشہور ہین بیان ہی کہ عام راستہ پر اپنے دمدمہ مٹی کا بنایا اسپر جو شخص غیر ملک کا

قدم رکھنا بونا پارٹ اُسکے بادشاہ سے جنگ کرتا گویا جنگ پر طبعًا عاشق تھا ایک دفعہ رعایا نے عرض کی کہ مینھ نہین برستا زراعت کو سخت نقصان ہی اور عام تشویش پھیل رہی ہی بونا پارٹ بولا ہان یہ بات ہی اچھا۔ ہم خود آسمان کی فیضا کی پروا نکرینگے حکم دیا کہ تمام توپین اور بندوقین آسمان پر فیر کیجائین انتہا تعمیل اِس حکم کی یہ ہوئی کہ صد ہا کوس تک گرد مین دھوئین سے روز روشن شب تاریک ہوگیا اور وہ دھوان آفتاب کی گرمی سے پانی بن بنکر ٹپکنے لگا اور اِس مصنوعی بارش سے کاروبار زراعت جاری ہوگیا۔ یہ ایسا باہمت اور مغرور بادشاہ یورپ مین ہوا جسکا نظیر تواریخ دنیا مین پایا نہین جاتا اب بھی بونا پارٹ کے نام سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ ایکبار یہ غنیم کے پنجہ مین فریب سے پھنس گیا اُسنے سمندر کے کنارے ایک نہایت بلند مینار پر قید کرکے رکھا بونا پارٹ نے بوتل توڑ کر اُسکے ایک ٹکڑے سے بدن چھیدا اُس سے خون نکلا خون سے پوشاک کے کسی ٹکڑے پر چٹھی لکھی اور ایک بوتل مین رکھکر سمندر مین پھینکدی وہ بوتل کسی جہاز فرانس کو جو شاہ کی تلاش مین پھرتا تھا ملگئی چٹھی پڑھکر رات کو مینار مذکور کے تلے جہاز آلگا بونا پارٹ تاریخ و وقت مقررہ پر مینار سے سمندر مین کودا جہازیون نے جہاز پر لیلیا اور پھر غنیم سے خوب ہی انتقام لیا ایک یہی سچا انسان تھا۔ راجہ پدم نے کئی بار علاء الدین غوری کے دانت کھٹے کردیے اور متواتر حملون و
زکون سے ناک مین دم کردیا گو آخرکار فریب و دغا سے بیچارہ گرفتار ہوگیا۔ ایک یہی سچا انسان
انسان وہی ہی جسمین انسانیت ہو۔ آدمی را آدمیت لازم ست ؛ عود را گر بو نباشد ہیزم ست ؛ اگر ہم تمام اُن جوہرون سے جو ہمارے واسطے پیدا ہوئے آراستہ ہین اور ساکنان جہان پر انکا اثر بھی ڈال سکتے ہین تو ہمنے اپنے استحقاق اور دعوائے انسانیت کو ثابت کردیا اور بتلادیا کہ اگر قدرت نے ہمین سزاوار ایسے شریف قالب کا نہ پایا تھا تو کیونکر اِس پاکیزہ اور خوشنما ملبوس مین نمایان گیا اور اگر یہ بات نہین تو پھر کچھ بھی نہین۔

صحیح طور پر مسئلہ انسان اور انسانیت پر انھیں لوگوں نے غور کیا ہی جو اپنی ہستی کی عدیم المثالی پر یقین کرتے ہیں اور جنھوں نے صرف بچشم وقعت توسیع قدرت ربانی پر قیاس کے گھوڑون کو گرم مہمیز کیا ہی جنھوں نے ذرا بھی اسرار ہستی دریافت کیا ہی وہ نہ صرف روشن دماغ بلکہ فارغ التحصیل ہوگئے ہیں وہ اپنی کائنات کو ایک ضروری شی سمجھکر عمدہ طور پر صرف مین لاتے ہین اور خوش دل رہتے ہین۔

## مقدمۂ چہارم

انسان اگرچہ قدرت الٰہی کا ایک منتخب نمونہ ہی لیکن حق یہ ہی کہ وہ بیوقوفی اور بیدانشی کی گٹھری ہی کرتا ہی لیکن کر نہین جانتا دیکھتا ہی مگر دیکھ نہین جانتا اسکے افعال اور اقوال مین ایک ایسا تزلزل اور تذبذب پایا جاتا ہی جسکو سیمابی حالت کہنا چاہیے اُسکو ایک ساعت ایک صورت پر قیام نہین جب یہ سوچتا ہی کہ مین کون ہون اور کیا کرون تو اُسوقت چند لمحہ کے لیے اسکے نیچر کی صحیح تصویر انکھون مین پھر جاتی ہی اور دماغ سے چور دروازے چشم انتظار کی طرح باز ہوجاتے ہین لیکن موج دریا کے برابر بھی وقفہ نہین ہوتا کہ وہی انسانی اندیشہ لہراتا ہوا چلا آتا ہی اور تمام صحیح حالت کو تہ و بالا کردیتا ہے۔

ہم ایک کام کرنے کا ارادہ کرتے ہین ہنوز اُس کام کا انجام بخیر نہین ہونے پایا کہ دوسری طرف عنان توجہ معطوف ہوگئی۔ ہماری ہستی و نیستی قدرت نے ترازو کی طرح دو پلون پر تقسیم کی ہی جسمین سے ایک پلہ سبک ہی اور پلہ ثانی اپنی گرانی و پایداری مین لاثانی ہے جس ہستی سے ہمارا مقصود بقا اور عیش و آرام کا ذریعہ ہی وہ درحقیقت ایک دھوکے کی ٹٹی ہی جسکی وقعت سُراب سے زیادہ نہین کاش ہم جس سرمایہ پر بھروسا کرتے ہین دو لحہ بچشم تحقیق دیکھین کہ اُسمین کیا ہی اور کیون ہی۔ انسان اپنی روزمرہ چالون اور مشاغل مین اپنے آپ سے بیخبر پھرتا ہی وہ نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کیون ہون حقیقت مین وہ اپنے تئین اُس نظر سے دیکھتا ہی جس نظر سے کہ کسی بزرگ نشش

تعالی فطرت کو صاحب وقعت دیکھتا ہی ۔ جب مین ایک سرسری نظر سے اس جسم کو
ہیئت مجموعی دیکھتا ہون اور خیال کرتا ہون کہ جسم کیا ہی مین کون ہون اور جو اندرون قالب
مطالبہ بولتا ہی کون ہی مجھ مین میری تحقیقات پر آمادہ کرنے والا کون ہی ۔ تو ایک عجب حالت
حالت طاری ہو جاتی ہی اور خیال رنگین کسی ساعت کے لیے دنیا یا زندگی کے
بار گران سے ہلکا کر دیتا ہی ـــ حیرت غشی تعجب اور وجدانی کیفیت کے سیلاب مین
سراپا غرق ہو جاتا ہون مین دریافت نہین کر سکتا کہ فی الحقیقت تماشا کیا ہی ماجرا
کیا ہی یہ سیلاب کدھر سے آیا اور کدھر جائیگا کہان تک اسکو سکون ہی اور بعد ازین کیا ہوگا
زیادہ تر افسوس یہ ہی کہ مین اُن لوگون کے گروہ مین کیون نہوا جو ایک ہی حالت کے
نشہ مین مخمور اور سرشار رہے اپنی ہستی سے بیگانہ اور بیخودی سے یگانہ تھے ؎

آہ جو لوگ کہ رنگ مین رنگین دل تھے ۔۔ حسرت آتی ہی کہ وہ شخص ہمین کیون نہوگے

ہمارے ارادہ اور قصد سے تو کچھ بھی مذاق نہین ملتا البتہ ایک نسیم غیبی ہی ۔
جو بلا طلب نعمت غیر مترقبہ کی طرح خود ہی حقہ او دماغ مین بے تکلفانہ چلی آتی ہی اور اُسکی
بوے دماغ پرور سے جو کیفیت دل و دماغ پر محسوس ہوتی ہی دل جانتا ہی ۔
دنیا سراپا لذت صبح ربیع کی ایک میٹھی نیند ہی اسکے شیرین جلوے اور نازنین حرکات
دل پر وہ اثر ڈالتے ہین جو انسان کے ہوش و حواس اور وہم و قیاس کا دزد ناسپاس ہے
اودھر موسم ربیع کی خوشنما راتین اور دلفریب نور مہتاب ۔ ادھر صبح صادق کی نسیم غالیہ
خیز کی بھینی بھینی لپٹین ۔ بستر عیش و آرام کے خیالات ۔ اور شاہد دنیا و زاہد فریب کے
دلربا ناز و کرشمے ۔ پھر خواب نوشین کی مزید ار آمد ۔ جب اتنی دل فریب کیفیتین ہمکو
نصیب ہون اُسوقت خیال من و تو یعنی چہ ۔
جو وقت ہماری غفلت و آرام کا ہی وہ وقت خدا پرستون کی نفس کشی اور ذکر
الٰہی کا ہی بس ہم کیا اور ہماری ہستی کیا ۔
صاحبو مانو تو دیبی اور نہ مانو تو پتھر یہ ایک ضرب المثل قدیم ہی لیکن سچائی کا طریقہ
اور ہی کہنے اور کرنے مین زمین و آسمان کا فرق ہی ۔ انسان کا سچا رہبر ایک خیال ہی ۔

دولت خیرات سے بڑھتی ہو اور قوت دماغی تحریک خیالات سے لیکن خیالات مین تفریق ہی ہر خیال بجائے خویش ایک رنگ رکھتا ہی گو سب امور سے مقدم خیالات کا تصفیہ ہو لیکن وہ خیال خوب ہی جو صوفیانہ مذاق رکھتا ہو یون تو ہم ہر صورت کو خیالی ہی دیکھ سکتے ہین مگر موج دریا کی طرح بے قصد خیال کا پیدا ہونا عجیب لطف رکھتا ہی جملہ خیالات سے افضل انسانی ہستی کی جانچ اور تحقیقات کا خیال ہی جو ہمارے غور و فکر اور زور دینے سے پیدا نہین ہو سکتا تا آنکہ غور و فکر کا تصفیہ نہو مگر وہی نسیم غیبی کا کرم ہی اگر ہم جس گھر مین رہتے ہین اُسکو دنیا تو ہر کوئی کہتا ہی لیکن دنیا کی صفات سے اُسے موصوف کرنا اور سچ کو سچ ماننا ہر کسی کا کام نہین ہی ہم جس متاع پر بھولے ہین وہ متاع درحقیقت ایک چیز ہی جو ہماری نظر اور خیال کو ایک عجیب قسم کا دھوکا دیتی ہی ۔

ہم اصلیت مین کچھ اور ہین سمجھے کچھ اور ہین یہ ہماری کج خیالی اور شیفتگی ہی ورنہ کجا وہ شاخ تقدس جسکے ہم بلبل ہزار داستان تھے اور کجا یہ قفس سنہری سرا جہان اپنے قدیم آشیانہ کو بھول گئے خیر کچھ ہو یہ ضرور ہی کہ ہم اپنی قدیم راہ اور ہر اپنے رنگون سے بالکل نا واقف اور گم کردہ مقصود ہین ۔ ہمارے لئے ایک بھیڑ کی اُون کا کمل کافی ہی جب ہم اپنے لباس ہستی کو نظر موشگاف سے نہین جانچتے مرنا اور جینا تو ہر کسیکے خیال مین ہی لیکن بہت کم لوگ ہین جو سچے مرنے پر عاشق ہین ۔ گو ہماری حیات و وفات باہم ایک قدیم رشتہ ربط و اتحاد کا رکھتی ہین مگر عالم خیال مین دونون متناقض اور نا آشنا دوست ہین آخر الذکر کو اول الذکر پر فوق ہی اور اسکا مرتبہ بھی بہت بڑا ہی غور کرنے سے یہ راز سربستہ بخوبی منکشف ہوتا ہی ۔ غور بھی ایک چیز ہی جو ہمکو کل وہ نعمتین جو نظر سے پنہان ہین اپنے وقت پر بے محنت و منت بخشتا ہی ۔

اس مقدمہ مین کچھ کہنا کہ انسانی ہستی کا ایک سچا خیال کب اور کس طرح پیدا ہوتا ہی حقیقت مین ایک وقت خاص اور ہنگام یکسوئی پر منحصر ہی یعنی بہت بڑا خیال جسکو ہستی سے تعلق ہو زور دینے اور ارادہ کرنے سے مخدوش نہین ہوتا ۔ ۵

| | |
|---|---|
| بخت و دولت بکار دانی نیست | جز بتائید آسمانی نیست |

کوئی شخص نہین چاہتا کہ اُسکی زندگی کے اوقات ضائع ہون اور یہ خواہش تو ہر دل مین موجود ہی کہ وہ فانی اور معدوم ہنو حال آنکہ فنا اور عدم زنجیر آسا بہ روز ہستی پائے ہستی مین ڈالی گئی ہی اس سے مفر نہین ہو سکتا اور یہ عجیب ماجرا ہی کہ جس چیز کا طالب انسان نہین ہوتا وہی نصیب ہوتی ہی یا یون کہو کہ نصیب ہونے والی شی کی خواہش انسان مین پیدا نہین ہوتی۔ یہ خواہش ذیلی خیالات مین گردانی جاتی ہی خواہ وہ جھوٹی اور بیفروغ ہو مگر تجربہ اور تحقیقات سے بخوبی ثابت ہو چکا ہی کہ ہماری ہستی کی جانچ کا خیال قصداً پیدا نہین ہوتا لو فرضاً زیادہ زور دیکر ایسا خیال پیدا کیا گیا تو اُس سے صحیح مقاصد کا حاصل ہونا محال ہی۔

## مقدمۂ پنجم

انسانی عادات وخصائل مین بعض ایسے اُمور بھی شامل ہین جنسے حیوانی فطرت پاک ہی اور حیوانی عادات مین بعض عادات ایسے پائے جاتے ہین جو انسان مین نہین پس اس سے لازم آتا ہی کہ عادات وخصائل ہی کی وجہ سے ہین جو انسان کو شریف خلقت کہا جائے اسلیئے ہمکو مغرور ہونا چاہیے کہ قدرت نے ہمکو ہی حیوان اشرف المخلوقات بنایا اور ساری شرافتین صرف ہمارے حصہ مین ہین اور حیوان کو ایک حقیر مخلوق بنایا ہی اسلیے اُسکی ذات مین سراسر محقر عادات وخصائل بالترتیب بھرے ہین یہ بات سچ ہی کہ ہمکو قدرت نے مخلوقات پر اعلیٰ شرف بخشا ہی اور اسلیے اُسکے احسانات سے ہم کسی طرح سبکدوش نہین ہو سکتے اور نہ قابل اُسکی عطیات کے شکر وثنا ہم جانتے ہین مگر یاد رکھنا چاہیے کہ بُرائیون کی تعداد بہ نسبت بھلائیون کے ہم مین زیادہ ہین اور بجز اس ضعف آمیز زندگی کے جسمین جواہر عقل موجود ہی اور کوئی فوق حیوانات پر نہین۔

ہم دیکھتے ہین کہ حیوانات کی شہوت اور جماع کے اوقات خاص معین ہین لیکن برخلاف اُسکے انسان کثیر الجماع اور حریص ہی اور بسبب اپنی بوالہوسی کے

کوئی وقت نفس پرستی کا مقر نہیں کرتا بلکہ ہر وہ شخص جو مغلوب نفس و مطیع خواہشات بد ہوتا ہے غور کرنے سے ایک قسم کی ندامت پیدا ہوتی ہی اور انسانی ناقابل ہستی یا نالائق حصہ پر افسوس آتا ہے۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ پرند چرند اور چوپائے پرجوش محبت اور آہنگ حقیقی سے اپنے پیارے بچون کو دودھ پلاتے ہین اور اپنی چونچون مین دور دراز راہ سے دانہ لا کر بچون کے حلق مین رکھتے ہین اور پرواز ہونے اور اپنی قوت سے رزق حاصل کر لینے کے وقت وہ نازکن ماں باپ عوض احسانات کی پرواہ مطلق نہین کرتے اور نہ کچھ اپنی محنتون کو یاد دلا کر انسے خدمت و اطاعت کا صلہ مانگتے ہین۔ برعکس اُسکے انسان بہت کم محنت سے پرورش کرتا ہی اور ہنگام بلوغ اولاد اپنی محنتون کا معاوضہ بہت کچھ چاہتا ہی۔

یہ دونون اُمور انسان کے غور کرنے کے لائق ہین اور اگر وہ انصاف پسند اور عاقل ہی تو اس غور سے اُسے منفعل ہونا چاہیے اور نیز یہ دیکھنا چاہیے کہ جنس حیوانات کو جنس انسانی پر کیا مرتبہ ہی۔

ہم نے دو باتین جو اوپر بیان کین قابل یادداشت ہین اب دو باتین اور قابل غور بیان کرتے ہین۔ جانو تم کہ اس خراب آباد دنیا مین انسانی طبیعت بہ نسبت بھلائی کے برائی زیادہ تر اخذ کرتی ہی یا یون کہو کہ انسان بالطبع ذم پسند واقع ہوا ہی اسلیے اکثر افعال بدی کی طرف زیادہ رجوع کرتے ہین جب کسی شخص پر ضروریات دنیوی کا زیادہ تر دباؤ پڑتا ہی اور قلت وقت سے وہ اتنی فرصت نہین پاتا کہ بالاسلوب ہر ایک ضروری کام کو انجام دیسکے تو وہ تمام اوقات عیش و آرام کو محفوظ رکھکر صرف فرائض مذہبی مثلاً نماز یا پوجا سندھیا کے وقت مین گنجایش انجام بقیہ کام کی کرتا ہی اور بالضرور اُس اندک وقت کو جو راسے نام اہل دنیا کی نمایش کے لیے نماز کیا تھا وقت ضروریات دنیویہ کر دیتا ہو اور عبادت سے بالکل بے فکر اور بے پرواہ ہو جاتا ہی وہ جانتا ہی کہ سائر اوقات معینہ سے ایک ہی وقت مین سو یا رائگان اور

فضول ہی اسلیے اُس کمبخت کے ہاتھ سے بسبب اُسکی جہالت کے عبادت کا خوف ہوتا ہی۔ نہین سمجھتا کہ یہی چند لمحہ ہین جو بالآخر کام آئینگے اور بہت بڑی قدر و قیمت اور عزت کا لائق بنائینگے۔ یہ چوبیس گھنٹے جو ہر قسم کے کاروبار مین صرف ہوتے ہین خواہ وہ حصول دولت کے گھنٹے ہون یا نفس پرستی کے انمین وہی ایک دو گھنٹہ کام کا ہی جو ذکر الٰہی مین صرف ہو لیکن وقوت کسے ہی۔ یہ بات تو وہ جانے جسکو دنیا کے کرشمون سے کسی رمز پر ایسا سبق ملا ہو کہ دنیا گذشتنی وگذاشتنی ہی اور جبکہ خود اس مردار نے یہ تعلیم دی ہو کہ جو کچھ ہی دنیا ہی اور اسکی نعمتین ملائم مذاق ہین تو محال ہی کہ انسان سے اُس ایک گھنٹہ کی کافی قدر ہو سکے بہرحال جب کبھی انسان کو وقت کی ضرورت ہوتی ہی عبادت کے وقت کو اُس سے جدا کر کے اپنی ضرورت رفع کرتا ہی اور اصرار اُسکی حماقت کا ثبوت ہی۔ کیونکہ مجاز کو حقیقت پر ترجیح دینا کسی دانشمند کا کام نہین۔ یہ پہلی بات ہی۔ اور جب کبھی اُسکو قلت آمدنی و کثرت صرف پر توجہ ہوتی ہی یعنی یہ کہ جسقدر مدات صرف معین ہین اُنکو معمور کر کے محفوظ رہنے والی دولت نصیب نہین ہوتی اور اسلیے تخفیف خرچ پر خیال رجوع کرتا ہی تو وہ بیچارہ گھبرا کر خیرات کی مد کو یکقلم سیٹ دیتا ہی کیونکہ اسکو فضول سمجھتا ہی یہ دوسری بات ہی۔

یقین کرنے کی بات ہی کہ مین نے خود دیکھا ہی جب کسی کے ہان کوئی شخص مر گیا اور سائل نے دروازہ پر صدا دی تو یہی جواب دیا گیا کہ سیان اور در دیکھو یہان تو غمی ہو گئی ہی۔ اور بعضون کو یہ جواب دیتے سنا ہی کہ سائین صاحب اور گھر مانگو ابھی ہاتھ خالی نہین یا اسوقت کوئی آدمی نہین ہی۔ لفظ پر مجھے ایک روایت یاد آئی کہتے ہین کہ جب سائل کو کسی نے یہ جواب دیا کہ جاؤ اسوقت کوئی آدمی نہین ہی تو سائل نے کہا کہ ای صاحب ایک منٹ کے لیے اگر آپ ہی آدمی بنجائین تو کیا مضائقہ۔

جو اُمور کہ بدتر از بد ہین وہ ہمارے لیے قانون فطرت کے رو سے دستور العمل ہو رہے ہین یہ کیسے افسوس کی بات ہی اس نقص کی غرض ازین کیا اصلاح تجویز ہو کہ بالعکس عادت عمل کیا جائے سچ ہی بری باتون کے بالعکس عمل کرنے مین ہزار فائدے

ہین اور یہی انسان کے لیے سچی تعلیم ہی چونکہ کل اشیا اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہین اس لیے خلاف پسند طبیعت کی خواہش کے بالعکس عمل کرنے ہین بہتری ہی اور چونکہ نیکی ایک نہایت آسان فعل ہی اسلیے آسانی سے طبیعت مین گھر کر سکتی ہی بشرطیکہ ہم اُسکے نام و نشان اُسکی نتائج سے واقف ہون اور یہ آرزو ہو کہ اللہ ہمکو نیکی کی توفیق بخشے۔

انسان ایک مٹی کا ڈھیر ہی اور اُسکے گوشت و استخوان کی اُسکے جنس مین کچھ قدر و قیمت نہین ہی یہ اپنی زندگی مین جنس کو فائدہ نہ پہونچا سکے تو یقین کر لینے کی بات ہی کہ انسان کوئی شی نہین ہی اور حیوانون کو اسپر شرف ہی۔ گو مجھے اس امر کے قبول کرنے مین شمہ شک نہین ہی کہ انسانی ہستی ایک قیمتی اور قابل قدر ہستی ہی لیکن کیا کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہی کہ جسقدر یہ عقلمند ہی اسیقدر بیوقوف ہی جتنا ہی نیکوکار ہی اتنا ہی بدکردار۔ اُسکی بد نما حالت پر غور کرنے سے یہ کہنا آسان معلوم ہوتا ہی کہ انسان سے یکگونہ حیوانات مشرف ہین کیونکہ گو وہ نیکی پر قادر نہین لیکن بدکار و بدکردار بھی نہین ہین اُنکی ہستی کے پلے میزان عدل پر ہموزن لٹکے ہین خلاف اسکے یہان کم و بیش کا اندیشہ دامنگیر ہی پس اسمین شک نہین کہ یہ امر بہت نازک ہی کہ سچے اصول پر انسان اپنی زندگی بسر کرے اور اُن تمام دشواریون اور پیچیدگیون سے جو اس اندک مدت حیات مین پیش آتی ہین عہدہ برآ ہو سکے۔ ہان جو لوگ کہ حکیمانہ خیال رکھتے ہین انھین کی ہستی اچھی طرح ٹھکانے لگتی ہی ورنہ یہ امر یقینی ہی کہ عام لوگون کا انجام خرابی کی دلدل مین پھنس جاتا ہی۔

اگر ہم اہل نظر اور صاحب بصر ہین تو یہ ہمارا وجود بجاے خود تواریخ ہی اسی وجود سے تینون زمانہ کی کیفیت دریافت ہو سکتی ہی اور ممکن ہی کہ ہم خود اُسکی ظاہری و باطنی کیفیت کذائی سے سبق حاصل کرین کیونکہ انسان خود اپنا معلم ہی۔ ہم بھولتے ہین جبکہ اپنی تعلیم کے لیے مرشد و ہادی اور معلم کی تلاش کرتے ہین حال آنکہ اپنے قابو سے ہم خود باہر ہین۔ جو تعلیم کہ ضروری و لازمی ہی وہ ہماری ہی ذاتی کوشش سے کتب خانہ وجود سے حاصل ہو سکتی ہی۔

انسان وحیوان کی ہستی کے موازنہ کا خیال واقعی ایک اچھا خیال ہے وہ رنگ برنگ بہار دکھلاتا ہے لیکن نہ ہر کسیکو بلکہ صرف اُنھین لوگون کو جو اپنے نفس کے آپ معلم ہین اُنکے لیے اُنکے اعمال اُنکا زمانہ اُنکا جسم اور اُنکا خیال قدرتی کتب خانہ ہے جسمین سب کچھ موجود ہے اگر انسان اپنی تعلیم سے قاصر ہے تو وہ بمنزلہ ایک جانور کے ہے جسکو بُرائی بھلائی کا تمیز ہو اُسکی تعلیم کے لیے تمام افکار سے ایک وہ فکر معلم ہے جو اُسکی ہستی کی جانچ اور تحقیقات پر متوجہ کرے۔

## مقدمہ ششم

قدرت نے ایک بڑی عمدہ طبیعت وحشی حیوانات کو دی ہے جس سے بہت انسان محروم ہین اور وہ ہر ایک بار گران کا متحمل ہوتا ہے وحشیون اور حیوانون پر جاہے جتنا بوجھ لادو وہ اُسکو انکار نہین اُنکے مقابلہ مین ایک وہ انسان ہین جو اپنے ضروری فرائض بھی اچھی طرح ادا نہین کر سکتے اور جب انسان کی عظمت پر نظر کیجاتی ہے تو یہ کہنا ہوتا ہے کہ ایک وہ بھی انسان ہو گذرے ہین جنھون نے اپنے لیے اور اپنے بنی نوع کے لیے کیا کیا نہین کیا وہ ایسے بشر تھے جنکی ہمت اور شجاعت کا نظیر نہین ہوا اور جنکے افعال پر صرف تعجب ہی نہین بلکہ وہ ابسا اوقات غیر ممکن الوقوع خیال کیے جاتے ہین سکندر آدمی تھا جسنے ہفت اقلیم پر فرمانروائی کی اور چشمہ آبحیات تک پہونچا حضرت سلیمانؑ آدمی تھے جنکی مطیع قوم آتشی تھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آدمی تھے جنکے فرمانبردار کرورون عباد اللہ ہوئے سری کرشن اور سری رامچندر بظاہر آدمی تھے جنکو اہل ہند کیا کیا نہین سمجھتے اور کیسی کیسی خوبیان انکی بیان کرتے ہین در حقیقت اُنکے افعال بالکل مشابہ افعال قدرت کے تھے حضرت عیسیٰؑ آدمی تھے جنھون نے اپنی امت کو کیا کیا معجزے نہین دکھلائے۔ افلاطون ولقمان وغیرہ آدمی آدمی تھے جنکے احکام اور ایجادات پر آج تمام دنیا ضرور تأعمل کرتی ہے غرضکہ

سبھی آدمی تھے جنھون نے انتظام خلائق کیا اور ایسے ایسے قاعدے جاری کیے
جو ہمکو اچھی بری راہ کا امتیاز دیتے ہین اور تا بقاء دنیا کام دیتے رہینگے - ایک وہ بھی آدمی تھے
جنھون نے بڑے بڑے پہاڑ ڈھا دیے اور ایک ہم بھی آدمی ہین کہ مچھر ہی کھائے پہونچا تو
نظم ملک تو در کنار اپنی حالت ہی کا بندوبست نہین کر سکتے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ سلسلہ زوال و کمال کا کیون ہی یہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ وہ کیون ایسے تھے اور ہم کیون ایسے
ہین - اسلاف کے وجود چار چیزون کے سوا اور بھی کسی شے سے گوندھے گئے تھے کیا انکی عقلون
مین کہربائی طاقت تھی جو ادنی تحریک مین آسمان تک کی خبر لاتی تھین کیا انہین ہمتین قدرت
نے انھون سے بھی زیادہ طاقتور ایجاد کی تھین جو ہزارہا من بار نظم و نسق اجسام ایک تنکے کی طرح
کھینچ لیجاتی تھین کیا ہماری ہمتو مین ایک بیسیکل کی برابر بھی ترکیب نہین جو دو
قدم آگے چلین -

مذکورۂ بالا سوال کا یہ جواب نکلتا ہی کہ تمام گذشتہ اکابر صفات انسانی سے موصوف
تھے جنھون نے - اشراق باطن - محنت شبانہ روزی - اور عزم بالجزم سے وہ وہ کار
نمایان کیے جنکو اہل دنیا باعتبار انتہاے فعل بشریت معجزہ خیال کرتے ہین مگر پیشوا
یان مراحل دینوی وہی لوگ تھے جو دن کو دن اور رات کو رات نہ جانتے تھے
اور شب و روز اکتساب علوم و فنون اور تعلیم و تلقین عام مین بالطبع مصروف
رہتے تھے وطن یار دوست اور عیال و اطفال کو چھوڑ دیتے تھے شائستگی کی لکیر کے
فقیر تھے - ہماری خرابی کے یہ اسباب ہین کہ جو لمحہ ہی لغو کامون مین صرف ہوتا ہی جو
گھنٹہ ہی بیہودگی مین گذرتا ہی دن ہی تو فکر معاشت رات ہی تو خواب غفلت یا صراحی
و خلوت امیر ہین تو تجمل امیرانہ کی ترتیب و تکمیل مین وقت گذرتا ہی اور اگر غریب ہین
تو فکر شکم مین معلوم نہین ہوتا کہ کب صبح آئی اور کب شام گئی پس گذشتہ انسانون اور
موجودہ انسانون مین زمین و آسمان کا کیون فرق نہو وہ لوگ نیکنام نہون تو کون ہو
جس طرح ہم گذشتہ لوگون کا نام نیکی کے ساتھ زبان پر لاتے ہین کیا ہم ایسی امید
کر سکتے ہین کہ ہمارے بعد آنے والی نسلین بھی با وقعت و عظمت ہمارا نام زبان پر

لائینگی ہرگز نہین بس افسوس کا مقام ہو کہ ہمکو اپنی نیکنامی اور عمدہ یادگار چھوڑ جانے کا مطلق خیال نہین ہم اپنی حالت سے کچھ بھی عبرت نہین پکڑتے - ذرا غور کرو آٹھ بجے بستر خواب سے اُٹھنا لہو ولعب مین دن گذرانا - کھانا کھا کر لمبی تاننا چار بجے کی خبر لانا دن کو رات سمجھا غفلت اور وحشت نہین تو کیا ہو - کتاب کے نام سے نفرت گنجفہ وشطرنج سے محبت حمت دمعول وتھپا جوتی پیزار سے میل تہذیب سے عار فحش سے اُنس بیکاری سے رغبت پتنگ بازی سے شوق وعظ سے کراہیت غفلت اور وحشت نہین تو کیا ہو -

غرضکہ اس قسم کی صدہا غفلتین اور وحشتین ہین جنکے ہم غلام ہو رہے ہین کہانتک بیان کرین سب سے زیادہ مشکل تو یہ ہو کہ ہمارے دقیانوسی خیالات نہین بدلتے ان خیالات مین خدا جانے کیا ہو کہ عمدہ تحریر وتقریر اثر ہی نہین کرتی اور جہان مفید مضامین پر خیال نہین وہان تہذیب وشائستگی کا کیا ذکر -

غور کا مقام ہو کہ جب دنیا سے گذرتا ہی تو عمدہ یادگار چھوڑ کر کیون نہ گذرین علوم و فنون کی دولت کیون نہ جمع کرین جو ایک سے ہزار تک کے حق مین مفید ہو اسی دولت کو زوال نہین اسی دولت سے خدا ملتا ہی اسی دولت سے دنیا کی تمام حاجتین رفع ہوتی ہین اور یہی دولت دنیا مین بعد مرگ باقی رہتی ہی غرضکہ دینا وعاقبت دونون جگہ کی عزت کے لیے یہی دولت کافی ہو - ذرہ سے لیکر آفتاب تک بندہ سے لیکر خدا تک اسی دولت کی قدر کرتے ہین اسی دولت کی بدولت بزرگان سلف نے کیا کیا کشف وکرامات نہ دکھلائے کیا کیا کرتب نہ کیے - ہم جو آج انکو رو رہے ہین تو اسی دولت کی طفیل ورنہ ابتدا سے ابتک کرورون انسان پیدا ہوے نہ معلوم کیونکر جیے اور کیونکر مرے انکے نام ونشان سے بھی کوئی واقف نہین اور دولت اگر انکے پاس ہوتی تو ہم مین اور انین کچھ فرق نہ تھا جیسے وہ آدمی ویسے ہم آدمی

## مقدمہ ہفتم

جاننا چاہیے کہ قوت عقلیہ کے اعتدال کا نام حکمت ہی جس سے انسان ماہیت اشیا اور موجودات دریافت کرتا ہی اور وجود یقینی ہر شی پر ادراک پاتا ہی یہ قوت جبتک مرکز

پر قائم رہتی ہی فضائل یعنی افعال شائستہ ظہور پاتے ہین اور اُسکی افراط و تفریط سے جو قوت اعتدال کے دو کنارے ہین رذائل یعنی افعال ناشائستہ۔ پس لازم ہی کہ قوت عقلیہ کو حد اعتدال سے نہ گذرنے دین اور فضائل کو یہان تک پایۂ فضیلت پر نہ پہونچائین کہ بالآخر وجود رذائل مین حلول کرین اب یہ امر بدیہیات سے ہی کہ جمیع رذائل عالم کون و فساد کی طبائع مختلفہ مین دو نوع پر واقع ہین اول مفرد یا اصلی دوم مرکب یا نقلی مفرد یا اصلی وہ رذائل ہین جو انسانی فطرت کے ساتھ حادث ہوئین یعنی خطا و نسیان اضطراب و حرمان سہو و فنا۔ اور مرکب یا نقلی وہ ذمائم جو کثرت استعمال فضائل یعنی نقطۂ اعتدال سے گذرنے سے خواہ اُسکا رجوع بجانب افراط ہو یا بجانب تفریط پیدا ہوئین یعنی فکر و غور و دانش کو مقدار واجب سے زیادہ صرف کرنا مثلاً استدراک و تفحص ماہیت ذات او تعالے جل شانہ مین کہ وہ کون ہی اور کب سے اور کہان سے آیا عقل کو زور دینا یا مقامات ممنوع شارع مین جہان کہ خود اُسنے سکوت اختیار کیا ہی عنقار بلند پرواز فکر کا بال و پر کھولنا اب غور کرنے کا مقام ہی کہ جو رزیلہ ہماری فطرت کے ساتھ پیدا نہین ہوا وہ کیونکر طبائع متلون مین جاگزین ہی آیا اُسکے خروج و دخول کی کیا وجہ ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خود ہم ہی اپنی ہستی کی حقیقت سے بیخبر ہین ہمین خود منظور نہین کہ ہم اپنی انسانیت کی ترتیب و تکمیل پر بالطبع متوجہ ہون ہمارے غبی ہونے کا ایک مسلم ثبوت یہ ہی کہ ہم ملک عدم سے جس سلطنت پر متمکن ہوے خود اُسکا انتظام صحیح و سالم نہین کر سکتے اور نہ نقصان و فوائد کے امتیاز کی قابلیت ہمارے زیدہ کوتہ بین مین ہی یا دانستہ ہم خود یہی کرتے ہین اگرچہ صورت و شخصیت کے اعتبار سے ہم بنی آدم مشہور ہین لیکن اگر روحانی نقصون کی اصلاح پر قادر نہین تو سچ ہی کہ ہم حقیقی انسان نہین اگرچہ کوئی حیوان اپنی عادات و افعال کے رو سے کیسا ہی انسانی کرشمہ دکھلائے تاہم وہ ہماری انسانی سوسائٹی مین شمار نہین ہو سکتا اسی طرح اگر ہماری ذوات مین انسانی صفات کا شائبہ نہین تو حیوانی مخلوق سے زیادہ ہرگز ہمارا اعتبار نہین بات یہ ہی کہ جیسا قالب ہو ویسی ہی پوشاک چاہیے نہ قادر توانا کا

کوئی امر روشن نازل ہی اور نہ فطرت انسانی کا خاصہ - کہ مظالم و مناہی کے ارتکاب پر انسان مجبور ہو کیونکہ اللہ جل شانہ کی عادت محض نکوکاری و نکوپسندی ہی اور فطرت انسانی نکلے از خواہشات ربانی و افعال حکمت بالغہ - پس کوئی خواہش اور فعل الٰہی مقتضی نہیات نہین جبکہ خود اسکی خوے نکوکاری مجمع الحسنات ہی تو وہ کیونکر کسی خوے بد کو پسند کر سکتا ہی بناءً علیہ بخوبی خیال ہوتا ہی کہ ہماری ضلالت و جہالت کی خاص وجہ غفلت ہی اور وہ یہ کہ خود ہم اپنے آپ کو پہچان نہین سکتے کہ ہم کون ہین اور کیا کرنا چاہیے قدرت حی القیوم کو ہماری ہستی کی کیا ضرورت تھی اگر ہماری چشم بدبین اور معذور الانظار کی پیشگاہ سے یہ چلمن غفلت اٹھ جائے تو ہرگز مخفی نہ رہے کہ ہم انسان ہین اور ہمارے دوش عبودیت پر کیا کیا فرائض بے پایاں کے بار انبار ہو رہے ہین -

انسانی ہستی ایک بڑی نازک اور ضروری ہستی ہی جسقدر کہ ہماری ہستی مین پروردگار کی لاانتہا قدرتون کے رموز ہین بالیقین ہمکو اسپر ادراک نہین - لائق وہ فرزند ہی جو اپنے خاندانی شرف کی تیرہ و تار سرا کا مشعل ہو اور بندہ وہی بہتر جو اپنے آقا کی خدمت گزاری پر لبیک گویان کمربستہ رہے - افسوس اوپر اُن شخصون کے جو اپنا نام انسان رکھتے ہین اور کام حیوانون کے کرتے ہین - وہ انسان نہین ہی جسنے اپنے مالک کی رضامندی حاصل نہ کی - اگر غور سے دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو کسی نعمت سے محروم کسی قوت سے تہیدست اور کسی اختیار سے بے بہرہ اور کسی فضیلت سے ناکام نہین رکھا - آدم نے وہ شائستہ کام کیے جو فرشتون سے نہین ہوے اور پھر انھین حضرت آدم کے بیشمار آل و عیال سے بعض افراد مرتکب ایسے افعال نالائقہ کے ہوے جنکو خلقت حیوان بھی پسند نہین کرتی -

ذرہ سے لیکر مہر آسا کل مخلوقات سلسلہ امر الٰہی مین مسلسل ہی لیکن باعتبار واردات افعال انسانی مخفی نہین کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو سب لائق بنا دیا ہی ممکن ہی کہ بحکم من جد وجد ہم اپنے عالی کوشش ہاے جزیلہ کی برکات سے ایک شائستہ اور حقیقی انسان بنائین اور پھر یہ بھی محال نہین کہ اپنی غفلت و بے پروائی سے حفظ مراتب

انسانی پر قادر ہوکر درجہ حیوانیت پر پہونچا ہین۔ ہم اختیار رکھتے ہین کہ مضغہ زبان کو اُس تکلم کا عادی کرین جس سے ایک دوست جانی سخت دشمن ہوجاے اور پھر یہ بھی آسان ہی کہ ہمین شیرین زبانی وچرب بیانی شرق سے لیکر غرب تک سلسلہ محبت کا قائم کرین بہرحال ہم اپنے افعال پر بالفطرت قادر ہین پس افسوس کا محل ہی کہ ہم خود مختار اور صاحب قوت ہوکر بے تہذیبی وناشائستگی کے اکتساب مین سعی کرین۔ زبان کو یکسان حرکت ہی خواہ وہ شیرین زبان ہو یا تلخ بیان۔ جب تلخ کلامی سے حصول مدعا نہین ہوتا تو عذوبت بیانی سے کیون مدد نہ لیجائے۔

حیرت ہی کہ ہم کیونکر اپنے فواید ومضار کی تمیز نہین کرسکتے کیون اپنے نقصان کے آپ خواستگار ہین ہرچند کہ کل اعضا جسم کا کام علیحدہ علیحدہ تقسیم ہی لیکن جسقدر کہ کہ زبان سے تمام افعال انسانی کا تعلق ہی بیشک کسی عضو سے نہین پس زبان کو قابو مین رکھنا ایک سنجیدہ دانشمند کا کام ہی کیونکہ زبان ہی سے تمام عادات کی درستی ممکن ہی اور عادات نیک سے افعال اور اُسکے نتیجے نیک ہوتے ہین۔

میری راے مین وہی سچا انسان ہی جو قدم قدم پر اپنی عادات کی روش پر غور کرتا ہی اور یہ وہی انسان ہی جسے انسانیت کی وقعت اور خاندانی عزت کی ترقی کا خیال ہے۔

## مقدمہ ہشتم

رہ رہ کے مجھے یہی خیال پیدا ہوتا ہی کہ نہ معلوم طبائع جہان کو کیا ہوگیا جنھین سیاہ وسپید مین تمیز نہین اور سبب ترقی رذائل وتنزل فضائل کا کیا ہی آیا قدرت کاملہ قادر توانا نے کثرت سے شر وفساد پیدا کیے یا انسان ہی اپنے ساتھ رذیلون کو جزو لاینفک بنا کر لایا ہی لیکن قیاس چاہتا ہی کہ جب انسان مدنی الطبع واقع ہوا تو نیکیون کی کثرت ہوتی اور بدیون کی قلت۔ حال آنکہ موجودہ زمانہ مین قضیہ بالعکس ہی قوت ادراک صاف جواب دیتی ہی کہ اصل سبب اس قدرتی کیفیت کا سواے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کون جانتا ہی اور کسکو اُسکی کنہ قدرت مین قوت ادراک وتفحص حاصل ہی ہان صرف اُس عقل وتمیز کی بدولت جسکو الہام غیبی کہنا چاہیے اور جسنے ہماری آنکھ

غفلت کے پردے اُٹھادیے یہ بات سمجھ مین آتی ہو کہ جس طرح اللہ پاک نے بخواص انسانیت انسان کو نیکیون پر اختیار بخشا ہی اسی طرح بخواص جمادیت بناتیت اور حیوانیت کے جو سرشت انسان مین واقع ہین قوت شر و فساد بھی عطا کی ہو اب صاف سبرہن ہوتا ہے کہ تین قوتین زبردست قوتین حملہ کرتی ہین تو وہ مغلوب ہوجاتی ہو اور لامحالہ اُس سے بدیونکا صدور بکثرت ہوتا ہی اور اُن تینون مین خلط ملط ہوکر انھین کے طریقہ افعال کو اختیار کرتی ہی دیکھو ایک زبردست ہوا ابر سیاہ کو کیسا اُڑادیتی ہی اور مینہ برسنے دیتی پس تین دیوزاد پہلوانون کے حملہ سے ایک ناچیز شئی کیونکر مغلوب نہو یہ تینون قوتین مبدا شر و فساد ہین اور وہ عاجرہ مبدا انکوئی ہا جب تینون نے بدیون پر آمادگی ظاہر کی تو بالآخر وہ بیکس اپنی فعلیت سے مجبور رہیگی پس کثرت شر و فساد کی صرف یہی ایک وجہ ہی یا دوسری وجہ شاید یہ ہو کہ جس طرح اللہ تعالے اپنے بندون پر طرح طرح کے مصائب وارد کرتا ہی جس سے غرض امتحان استقلال طبائع انسانی ہو یعنی کون انسان اپنی مصیبتون اور رنجون مین بھی خدا کو دوست رکھتا ہی اور کون انسان مصیبت سے گھبرا کر خدا کو بھول جاتا ہی اور استقلال - ہمت - صبر - اور قناعت کو چھوڑ دیتا ہی اس طرح شدت مفاسد سے یہ مدنظر ہی کہ ان چارون قوتون مین کس کس پر عقل اور قوت انسانیت کو غالب کرسکتا ہی ثبوت اس عقیدہ کا قربانی اسمعیل ہی - چونکہ ہر انسان قانون قدرت رو سے مختار ارتکاب افعال نیک و بد کا ہی لہذا معبود کو بندہ کے عقائد کا امتحان ضرور ہی -

واجب ہو کہ معاملات تمدن مین بنی نوع کے ساتھ وہ برتاو رکھین جو راستی و خوش معاملگی پر مبنی ہو اور بالاتفاق بالخصوص تمام لوگ ذکر خیر سے یاد کرین اور ہر کام جو موجب انتفاع عام و دفع ضرر خلائق ہو کرنا چاہیے اور ایسے فائدہ سے اجتناب واجب ہی جو باعث رنج و ضرر ہمسایہ ہو کیونکہ عباد اللہ کی بدخواہی سے خواری و خفت پیدا ہوتی ہی اور نتیجہ برائی کا قیامت تک بُرا ملتا ہی - میان تطیر نے کیا خوب فرمایا ہی - ع

| | |
|---|---|
| جو غیر چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہی بُرا | جو اور کے مارے چھری اُسکے بھی لگتا ہی چھرا |

یہ عام مقولہ ہی کہ بدی کا نتیجہ بد ہی اور نیکی کا نتیجہ نیک - اور بیشک ہر ایک فعل کا ثمرہ فعل ہی کے ہمرنگ ملتا ہی پس نتائج افعال کا یہ حال ہی تو کیون ہمکو بدخواہی خلائق پر دیوانہ ہونا چاہیے ہم بوجہ ذاتی تہیدستی یا ازلی بخل کے کسی کو فائدہ نہین پہونچا سکتے تو اس بدخواہش کے بھی سزاوار نہین کہ اور لوگ بھی ہماری حالت پر پہونچ جائین ایسی خواہش تو بیشک خالص شیطانیت سمجھی جاتی ہی -

آیندہ شرارتون سے بچنے کے لیے بہتر تدبیر یہ ہی کہ دینی مسائل پر زیادہ توجہ رکھی جائے اور قوت حافظہ کو مزاولت احکام شریعت سے ایسا مالا مال کرین کہ جسوقت کسی فعل بد کی طرف نفس امارہ قدم رکھے فوراً احکام شریعت اپنے دامن سے نکل آئین اور اُسکے ہاتھ ارتکاب فعل بد سے روک لین یا دوسری تدبیر یہ ہی کہ کل افعال کے ارتکاب پر غور و تامل کے ساتھ عقل مصلحت سنج سے مشورہ کرے اور پس و پیش کو دیکھے بعد ازان جو صحیح و سالم رائے قرار پائے اختیار کرے مگر بہتر ہو کہ جس فعل مین بندگان خدا کے فوائد نظر آمین کیا جائے اور جس فعل مین کچھ بھی شک نقصان اور خوف و بیم کا شائبہ ہو نہ کیا جائے غرض تو انسانی شائستگی سے ہی -

انسان کو اُس موچی کے افعال محمودسے انسانی تہذیب کا سبق لینا چاہیے اُسکی بصرف ہمت خاص ایک بچ کا اسکول قائم کیا اور قومی اطفال پر تحصیل علم کا زور ڈالا اسکی علم دوستی انسان ہمدردی اور قومی بہیخواہی یہان تک درجہ کمال پر پہونچی تھی کہ ننھے ننھے بچون کو الوے بھیڑیان کی طرح دیگر ادھر اُدھر سے گھیر لاتا تھا اور اپنے مدرسہ مین تعلیم دلواتا تھا گو یہ شخص ایک کم حیثیت کا پیشہ کرتا تھا لیکن بسبب کمالات انسانی ملکوتی صفات مشہور تھا اسکی انسانیت کا اولین نتیجہ یہ ہی کہ آج ہم اُسکے نام کو نظائر اور ضرب الامثال مین بالفخر شامل کرتے ہین -

کیا ہر انسان اس سے زیادہ کسی اور مرض کی دوا ہی کہ اپنے تئین بنی نوع کی خیر اندیشی مین فنا کرے ہمارا گوشت ہماری استخوان اور ہمارا پوست کسی کام نہین آسکتا کیا کسی نے سُنا ہی کہ انسانی پوست کے جُوتے مضبوط ہوتے ہین اُسکی ہڈیون سی عمدہ عمدہ

چیزین بنائی جاتی ہین ہرگز نہین سنا پس ہمارا خاکی وجود صرف اسی کام کا ہی یعنی ہاتھ لمبی اور ایک گز چوڑی زمین کو بیکار کرے یا آتش سوزان کا لقمہ بنے۔ افسوس کہ ایسی نا قابل شی کو ہم ناز و تنعم سے پالتے ہین اور خراب ہواؤن سے بچاتے ہین اور تھک جانے کے اندیشے یا محنت کی زحمتون سے اُس سے کچھ کام نہین لیتے بلکہ اُسکے اجزا کو غور سے دیکھتے ہین اور سوچتے ہین کہ اب تو نسبت گذشتہ مہینہ کے کچھ تازگی و فربہی نظر آتی ہی آخر روپیہ بھی تو بہت خرچ ہوا ہی امید ہی کہ اگر حکیم سراج الدین کے نسخہ کا علی الترتیب استعمال رہا تو عنقریب ایک خوشنما جوان طناز ہو جائینگے اور اسوقت چھتون اور اٹاریون سے ہماری ہی طرف اشارہ ہونگے۔ بعض خود سری کے متوالے آئینۂ اسباب خود بینی مین چہرہ دیکھتے ہین اور حماقت سے منہ پھاڑ کر دانتون کی صفائی و آب و تاب پر نازان ہوتے ہین اور اپنی صورت کو ایک بے نظیر نمونۂ قدرت خیال کرتے ہین حال آنکہ دندان جوہر نما اور چہرۂ گل رعنا ایک روز لقمۂ خاک ہوگا پس ای دوستو اکسے کہو کہ ان ساری خود آرائیون کو چھوڑ و مرنے کی فکر کرو یہی شیوہ انسانیت کا ہی۔ اگر تم اس نیت سے بقا صحت و حفظ تندرستی مین کوشش کرتے ہو کہ تم زیادہ دنون زندہ رہو تا کہ بندگان خدا مزید فائدے پہونچاؤ تو مین کہتا ہون کہ تم کسی کی نہ سنو اپنے جسم کی خوب پرورش کرو اور بہت دن جیتے رہو۔

## مقدمہ ہشتم

یہ ایک قدرتی نعمت جسکو ہم اپنی اصطلاح مین خیال کہتے ہین کچھ حیوانات مین نہین پائی جاتی بلکہ ضروری اور پیدایشی مقام اسکا انسانی دماغ ہی اور سچ پوچھو تو یہی چیز جس دماغ مین ہوتی ہی اہل دماغ کو انسان کہلاتی ہی اور بسا اوقات عالی دماغون سے مراد وہی لوگ ہین جو خوش خیال ہین۔ یہان پر مین جس طرح عالم لوگون کو انسان نہین کہہ سکتا حال آنکہ برادر جنس اور بنی نوع مشہور ہین اسی طرح عام دماغی شغلون کو خیال کا لقب نہین دے سکتا کیونکہ انسان سے مراد ایک وہ شخص ہی جو مختلف صفات حسنہ کا جامع ہو جسکے اعمال خطاب انسانیت سے مشرف

ہون بڑے کام کرنے والون کو مین اپنی زبان سے انسان نہین کہ سکتا اگرچہ وہ آدمی ہین
آدمی عموماً گندم رنگ والے کو کہتے ہین مگر انسان وہی کہا جائیگا جو فخر قوم اور مقلد انبیا ہو
یہ لوگ جو دن رات ہماری نظر سے بکثرت گذرتے ہین اگرچہ آدمی ہین مگر جب انہین روحانی
روشنیان نہین ہین وہ انسان نہین ہین صرف ہزار شخصون مین دو چار انسان ہوتے
باقی سب آدمی ہین یہی حال خیال کا ہی کہ ہر بات جو ذہن مین سمائی خیال نہین ہی چور اکثر طرح
کے پہلو سوچتا ہی اندھیری رات مین جانا پچھواڑے نیم پر چڑھنا بالاخانہ کی چھت پر اُترنا
وہان سے کمرہ کے کواڑ اُتار کر اندر کی دیوار کاٹنا اور نقب کی راہ تہخانے مین پہونچنا یہ سب
باتین اُسکے پیش نظر ہوتی ہین تاکہ بڑی دولت اور بڑا سرمایہ ہاتھ لگے علی ہذا ایک ایسی
راستہ چھوڑ کر لوگون کی نظر بچا کر میخانے مین مین پہونچنا شراب پینا اور ایک ایسی چیز کھانا
سوچتا ہی جو بوے شراب پر غالب ہو ایسے اندیشون اور تدبیرون کو مین خیال کہنا نہین
چاہتا بلکہ خیال کی صفت میرے خیال مین اُن معنون کو لیے ہوئے ہی جو ہم رنگ خیال ہون
اور انسان کو اُسکی ہستی کے کارنامہ مین نامور اور سرفراز کرین اب معلوم ہو گیا کہ دنیا
مین ایک سچا انسان اور سچا خیال کون ہی اور انسانیت سے انسان کو اور انسان سے
خیال کو کیا نسبت ہی دونون کی عمدگی صرف ایک بہتر کوشش پر منحصر ہی جب کوشش
نہین تو کامیابی معلوم لیکن دونون کے قریبی رشتے باہم مساوی درجہ نہین رکھ سکتے
یا انسان کی طرح انسانی خیال انسان کا محتاج نہین ہو سکتا ہان یہ کہنا بجا ہو گا کہ انسان
کو خیال سے بڑی مدد ملتی ہی یا یون کہو کہ انسان اپنے خیال کا محتاج ہی- طریقہ معاشرت
روزمرہ مین جو فکرین ہمارے دل پر محیط رہتی ہین خیال نہین کہلا سکتین بلکہ خیال خاص
ترقی کی اُمنگ کو کہتے ہین کوئی حالت کیون نہو اُسکی درستی کی فکر ہی خیال ہی خیال
جب اچھی جگہ اور اچھی طرح پر استعمال کیا جاتا ہی تو یہ ٹھیک انسان کو ایک ہادی یا
عصاے نابینا یا مشعل یا آفتاب کا کام دیتا ہی انسان کے لیے یہی غور و فکر کہ مین نمایان
انسان ہمچشمون سے فضیلت مین دو قدم آگے رہون تصفیۂ خیالات کا نمونہ اور شائستگی
کا جواہر ہی جب ایسا غور و فکر نہین تو چراغ گل پگڑی غائب اور انسان کو تاریکی

ادبار نے کا جل کی کوٹھری سمجھا اور انسانیت کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔

وہ اہلکار جسے ہر دم یہ خیال رہتا ہی کہ میرا حاکم آج ضرور دفتر کا معائنہ کریگا کم غلطی کرتا ہی اور اپنے دفتر کو خوب آراستہ رکھتا ہی۔ وہ آدمی جو اسوقت گناہ پر آمادہ ہی سوچتا ہی کہ میرا خدا میرے ارادہ پر علم رکھتا ہی اور اسوقت میری نیت کو دیکھ رہا ہی اپنے برے کام کے ارتکاب سے باز رہتا ہی اور ہمیشہ یہی عمدہ خیال اُسکو گناہون سے دور رکھتا ہی وہ شخص جو اپنی موجودہ حالت کو نظر غائر سے جانچتا ہی اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہی ابتری وادبار مین کم مبتلا ہوتا ہی اور اپنی حالت کو ہرگز بگڑنے نہین دیتا یہ تینون شخص یا ایسے ہی اور اشخاص سچے انسانون کی دفعہ مین گنے جاتے ہین اور اُنکے ملبوس ہستی مین انسانیت کے نور افشان اور تابان تمغے آویزان ہوتے ہین۔

ایسا عمدہ خیال ہر جگہ نہین دیکھا جاتا بلکہ خاص خاص انسانون مین انسان جب اپنے کو پورا انسان بنانا چاہتا ہی تو لاریب مذکورۂ بالا خیال اُسکی مساعدت کرتا ہی کیونکہ جب اُسکا نیچر مادۂ انسانیت کو ترقی دیا چاہتا ہی تو ساتھ ہی اُسکے عمدہ خیلات کی مشعلین دل و دماغ مین روشن کر دیتا ہی۔

بسا اوقات بچون کی کود پھاند۔ دوڑ دھوپ دھول دھپا۔ اور گالی گلوچ سے ہمارے دل مین یہ اُمنگ پیدا ہوتی ہی کہ کسی زمانہ مین ہم بھی ایسے ہی کھلنڈرے اور بیفکرے تھے دنیا و فیہا سے کچھ سروکار نہ تھا کھاتے تھے کھیلتے تھے نہ عریانی سے ننگ نہ لباس سے فخر۔ صرف ہم تھے اور خیال شہریاری ہم تھے اور شوق کی سواری اب کیا سے کیا ہو گئے قدم رکھتے ہین تو چیونٹی کا خیال ہی دم مارتے ہین تو ناچیز جانداروں کے مرنے کا احتمال ہی اللہ اللہ اب تو ہماری ہستی مین زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ایسے ترددات گوناگون اور منطقی معلومات کے زمانے سے پہلا ہی زمانہ اچھا تھا نہ کچھ فکر نہ کھٹکا چین کرتے تھے مزے اُڑاتے تھے نہ دنیا کی فکرون سے کچھ مطلب نہ عاقبت کی سختیون کا کچھ غم۔ جنت و سقر۔ امید و بیم۔ راحت و رنج اور تمام دو فضلی باتون سے ہم دور رہتے تھے مگر میری سمجھ مین یہ اندیشے توہمات سے بڑھکر زیادہ وقعت

نہین رکھتے کیونکہ افسوس رنج اور خوف سے مالامال ہین اور انسانی ترقی کے خیالات
کی یہ تعریف ہی کہ اُنسے ہمیشہ اہل خیال کو فرحت خوشی جستی - فوق - اور تمام ترقیان نصیب
ہوتی ہین پس دونون مین بُعد المشرقین ہی اگر یہی وہم خیال ہوتا تو وہ بجاے افسوس
وحسرت شکر الٰہی بجالاتا اور اعتراف کرتا کہ وہ کیسا قادر اور حکیم ہی جسنے مجھے اُس زمانہ وحشت
وجہالت سے جس زمانہ مین مین بھی ایسا ہی بے تمیز جاہل ناقبت اندیش اور ناخدا بین
تھا جیسا کہ یہ گروہ بچون کا پیش نظر ہی نکال کر موجودہ بلاغت متانت زرانت اور شرافت
پر پہونچایا ہی اور وہ شکر و سپاس ہی پر قناعت نکرتا بلکہ امید کرتا کہ جس خدا نے ایک تاریک
حجرہ اور وحشت کے گوشہ سے نکال کر موجودہ انسانیت کے رتبہ تک پہونچایا ہی وہی خدا
بام جلال اور اوج کمال پر پہونچائیگا کیونکہ وہ دانہ سے درخت کرتا ہی جب یہ خیال یہ زمانہ
حال اُسکے دل مین نقش کالحجر ہوتا ہی تو اپنے تئین ایک ایسی پُرجوش حالت مین پاتا ہی جو ہاتھ
ڈپر لگانے - ہاتھ پاؤن مارنے - اور آگے کو قدم بڑھانے کی محرک اور متقاضی ہی اب معلوم
ہوا یہ خیال کیسا بلند معنی اور مخزن فوائد ہی جو ہر دم انسانیت کا سبق دیتا ہی اور انسانیت
کے معنی یہی ہین کہ انسان کو مرکز شائستگی پر قائم کرے - ایسے ہی خیال والون کو انسان
کہتے ہین اور انسانون ہی مین یہ خیالات پائے جاتے ہین یا یون کہو کہ دونون باہم لازم
وملزوم ہین اور بینا و تہذیب وانسانیت کی شائستہ خیالات اور سنجیدہ غور و فکر پر ہی یہی
خیالات اور غور و فکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہین اور پُرجوش دریاے زوال اور
قیامت نما طوفان ادبار سے کشتی بنکر ساحل ترقی وسلامت حالی پر لے آتے ہین -
دوستو اگر تمکو وصال انسانیت کی تمنا ہی اور اگر تم برگزیدہ انسان بننا
چاہتے ہو تو اپنی ہر حالت کو شائستہ خیالات کی کسوٹی پر کستے رہو مین تمکو بالا علان
انسان کہون گا -

## مقدمۂ دہم

گو کہ ہر جاندار کو ذی روح کہینگے مگر باعتبار تشخیص وتفعیل باہم روحون مین تضاد ہی جیسا

قالب ویسی روح اور جیسے روح ویسے فرشتے ہر گل کو گل کہتے ہین لیکن گل خوشبو عزیز ہی اور گل بے شمیم حقیر۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ذی نفس کو روح بخشی ہی لیکن ہماری روح لطیف اور نیکنام ہی یہ بحث فضول ہی کیونکہ قالب روح کی بدولت نامور ہوتا ہی یا روح قالب کی بدولت مگر ہان یہ ضرور ہی کہ ان دونون کی عزت و وقعت صرف ایک عقل خداداد کے اختیار مین ہی کیونکہ روح کی ہر دو نقطہ قائم رکھنا اور نمود قالب کا ہی علی ہذا وجود کا کام مرکز سلامت پر مستقر رہنا جبتک روح کی مدد پہونچے (انجن مین کیمیائی طاقت موجود ہی وہ صرف انجن کو متحرک اور آمادہ کار رکھتی ہی اُس طاقت کا یہ کام نہین ہی کہ چند متفرق راہون سے ٹرین کو اُسی راستے پر لیجائے جہان کہ پہونچنا مقصود ہو البتہ یہ امر ڈرایور کے اختیار مین ہی مثلاً ٹونڈلہ سے تین طرف کو آہنی سڑک گئی ہی اب تینون مین سے دہلی لاین پر گاڑی اسوقت تک ہرگز روان نہین ہو سکتی جب تک کہ اُدھر کو ڈرایور انجن کا رُخ نکرے یہی حال روح کا ہی جس طرح دہلی پہونچنے کے لیے ڈرایور کی مرضی درکار ہی اسی طرح انسانی حاجات رفع ہونے کے لیے روح کو عقل کی توجہ اور تحریک درکار ہی ہر روح معطل ہی جب تک عقل سے قوت نہ پائے ہان صرف وجود کی تازگی کے لیے کافی ہی۔ اسی اعتبار پر حیوانون کی روح کو ہم معزز روح نہین سمجھتے کیونکہ اُسکا کوئی مستظہر و معتضد نہین ہی (وہی عقل) اب معلوم ہوا کہ عقل ہی ایک جز ہی جو روح کی حاکم اور معاون ہی اور اسی سے باہم مخلوقات نے اعتباری تفرقہ پیدا کیا تمام ذی حیات سے انسان کا ہاتھ پکڑ کر علحدہ لیجا کر ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑا کر دیا اور بلند آواز سے پکاری کہ دیکھو یہی ایک مخلوق ہی جسکی روح پر مین حکومت کرتی ہون اور میری حکومت سے روح وجود مقتدر ہوئے ہین جنکا نام بہیئت مجموعی انسان رکھا گیا مین نے ہی اس جنس ہستی کو ایک حد حکمت تک پہونچایا ہی ہماری روح کو جسم ایسا پیارا ہی کہ وہ اُس سے جدا ہونا نہین چاہتی خواہ وہ جسم کیسا ہی ضعیف لاغر بدرنگ اور مختلف امراض متضادہ کا پڑاوہ ہو شاعرانہ خیال کہتا ہی کہ بس حیرت ہی اُس طایر شکستہ بال کی خواہش فریب خوردہ پر جو آزادی کا دشمن بنکر قفس مین بال و پر سکوڑ کر خوفناک بیٹھے اور دایمی مصیبت

کو راحت آزادی پر ترجیح دے جب سامنے سے چڑیا اُڑتی ہوئی آتی ہے تو دماغ مین ایک پتھر کا خوف موثر ہوتا ہی اور فوراً ہاتھ پاؤن سکڑ جاتے ہین آنکھین بند ہو جاتی ہین یعنی روح اپنے پیارے اعضا کو خوف سے اسلیے سمیٹ لیتی ہی کہ وہ پتھر جو سامنے سے ارہا ہی (چڑیا) کہین ضارب اور درد انگیز نہو طفلی ۔ جوانی ۔ پیری کوئی وقت ہو کوڑھ کھاج سوزاک آتشک ریاح کچھ ہو زخم درد تپ بواسیر غیرہ جاتین ہون ان سب کی برداشت کر سکتی ہی مگر اجل کا دیدار دیکھنا یعنی جسم سے جدا ہونا ہرگز نہین چاہتی اب اسی مقولے سے چاہے منطقی طور پر یہ کلیہ نکال نہ کہ ہر شخص اپنی جبلی عادت کے اقتضا سے مصیبت ہی مین رہنا چاہتا ہی یا اُس مصیبت کو دائمی برداشت کے سبب راحت خیال کرتا ہی قیاس مین اس عجیب کارروائی کے سوا اور کچھ نہین آتے کہ روح کو عقل کی غلامی مین ایک طرح کا مذاق اور سرور حاصل ہوتا ہی جب وہ دیکھتی ہی کہ عقل نے اپنی بہادری اور بلند پروازی سے مجھے اور میرے محل سرا کو دنیا مین نامور کیا اور اس لائق بنایا کہ ہر شخص میری عزت و تعظیم کرتا ہی بیشمار فوائد خود بخود رجوع لاتے ہین اکل و شرب اور خواب و آرام کی عشرتین دست بستہ کھڑی رہتی ہین یہ غلامی بمنزلہ بادشاہی ہی تو وہ خدا سے یہی دعا مانگتی ہی کہ ان اسباب کو میرے عہد مین بقا نصیب ہو

| | |
|---|---|
| الٰہی عمر میخواہم نگاہی ہم کرامت کن | کہ در پیری ببینم شوخ تر حسن جوانش را |

یعنی وہ آرزومند ہی کہ جسم سے مہجور اور دور نہو اور سچ ہی کہ جس قیدی کو زندان مین تمام جہان کی عیشین نصیب ہون وہ کیون رہائی کا خواہشمند ہو وہ تو یہی چاہیگا کہ چودہ برس نہین بلکہ دائم الحبس رہون وہ یہ بھی جانتی ہی کہ قدرت خداوندی نے میرے نیچر کو وہ توانائی بخشی ہی کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا سکتی ہی وہ عقل کی کوشش رسائی ہنرمندی پر ناز کرکے خیال کرتی ہی کہ فطری قوت کو عمدہ اصول کے ساتھ نمایان کرکے مجھے ضرور وقعت دیگی اور لوگون کو میری بقا کی آرزومند بنائیگی اب عقل کی فکر کا موقع ہی کیونکہ دونون کے کام اور خیال کی تفریق بالتفصیل ہونی چاہیے عقل خیال کرتی ہی کہ ایسی ایک شی یا سلطنت کی سلامت جیسی کہ روح ہی ضروری ہی کیونکہ حکمران کے لیے محکوم کا ہونا اور قدرتی اسباب لازمہ ہی وہ یہ بھی سوچتی ہی کہ روح کی بقا سے میری بقا ہی اور اُسکی فنا سے میری فنا

بس اپنی بھلائی کے لیے دوسرے کی بھلائی چاہی جاتی ہی جیسے لڑکی کے سکھ اور آرام کے لیے
داماد کی خیر مناتے ہین عقل یہ بھی خیال کرتی ہی کہ اللہ جل شانہ نے انسان کی جبلت کو
ایک ایسی بے نظیر توانائی بخشی ہی جو عدم و وجود کے سوا کل اشیا حاصل کرنے اور نقائص کے مٹانے
پر قادر ہی اور جب وہ خود قسم قسم کے پہلو سوچ کر اُس قوت کو ارادت اور مقاصد مین کامیاب
دیکھتی ہی تو صوفیانہ وجد مین آکر ایک ایسی حالت مین تناسخ پاتی ہی جسکا نام غرور گھمنڈ
اور رعونت ہی جب رعونت نے گھیر لیا تو بصارت بالکل زائل ہو جاتی ہی اور اندھون کی
طرح غلطیون کے گڑھے مین گرتی پھرتی ہی لیکن اگر وہ اپنی فطری قوت پر ہنوز قادر ہی اور
اس قوت کی طرف سے صداے ہوشیار باش کان مین پہونچتی ہی تو ایک ایسی جست لگاتی ہی کہ
اس قعر جہنم (غار ادبار) سے فوراً گذر جاتی ہی اور آفتاب رحمت سے ایک شعاع کرامت اُسکی
بے نور آنکھون کو منور کرتی ہی اب وہ نابینائی کی شامت اور افتادگی کی مصیبت سی جو
آزاد ہوئی تو ایک عجیب نئی روشنی کے میدان مین اُچھل کود لگاتی ہی اور انسانی نیچر کو
عبرت و کیاست کی محققانہ نظر سے جانچکر یہ نتیجہ پاتی ہی کہ وہ انسان کیسا ناتوان ضعیف
ضعیف البنیان مخلوق ہی جسکا نظیر ملنا مشکل چلتے پھرتے ایک ٹھوکر لگی کہ منھ پھاڑ کر
رہگیا ایکبارگی اور دست آیا کہ طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا مرنا تو قدم قدم
پر کھڑا ہی اور سبب و بہانہ کو ڈھونڈھ رہا ہی قوت معدہ کا یہ حال ہی کہ اپنی غذا آپ ہضم نہین
کر سکتی طاقت جسمیہ کی یہ کیفیت کہ کامل چار پہر کی نشست برداشت نہین ہو سکتی ہمیشہ
ضعف بصر ضعف معدہ اور ضعف دماغ مین مبتلا رہتا ہی طرح طرح کے عوارض و علت
مین پھانسے رہتے ہین اپنی ضروریات آپ رفع نہین کر سکتا خاص غذا کے تیار کرنے
مین کئی ہم جنسون کا محتاج ہی اور ایک قدم بے امداد غیر نہین چل سکتا جب اس
طرح کی تحقیقات سے ادراک روشن ہوتا ہی تو عقل کو جسم و روح سے ایک قسم کی نفرت و
کدورت پیدا ہو جاتی ہی لیکن چونکہ اپنی ہستی کو روح کی ہستی سے وابستہ پاتی ہی جیسے شمع کی
لو سے نور کا وجود تو بسا اوقات اُس مضطرب شی کو جو بشکل مخروطی دل کے نام سی مشہور ہے
جوش دیتی ہی اور رقت پر لاتی ہی کہ وہ بیچارہ مصیبت کا مارا ایک ناگہانی اُبال مین جیسے ترحم

کھینچنے میں پھنس جاتا ہی اور دیدۂ حسرت کی طرف رجوع کرتا ہی آنکھوں نے کہ خلیج بحر جوش رفتہائے دل میں ناگہانی سیلاب کو اُمنڈتے دیکھا تو ضبط سے مجبور ہو کر آب ریزی شروع کی اُس گھاؤ کا یہ خلاصہ ہی کہ عقل جب روح کی ہستی اور فنا پر سچی خبر پاتی ہی تو حسب اور افسوس ناپایداری سے زار زار روتی ہی اور رقت آلود نظر سے جسم کی رگ رگ دیکھکر کہتی ہی کہ ہائے یہ پیاری نسیں ایک روز لقمۂ کرم ہونگی یا نوالہ آتش بے درنگ جو عضو اسوقت ہر چیز کے حاصل کرنے اور اپنے تئیں ایک نمایاں خوبی میں دکھلانے پر قادر ہی کسی دن معدوم ہوگا یہ گورے گورے گال یہ گھونگر والے بال یہ حنائی پنجے اور یہ چشم نرگسی روح کے پرواز کرتے ہی دیدار ترسائینگے جو لوگ اسوقت بڑے گہرے یار دوست اور بھائی بند بنے بیٹھے ہیں دم کے نکلتے ہی ایسے دشمن ہو جائینگے کہ قالب بیجان کو جسکا نام نعش ہوگا ایک لحظہ گھر میں نہ ٹھہرنے دینگے پس یہی خیالات ہیں جن سے انسان اپنی خلوت میں ڈاڑھیں مار مار کر روتا ہی اور دل ہی دل میں کڑھتا ہی۔

جب نظر دوربین اور عقل دوراندیش ہو جاتی ہی تو انسان حیوانی وحشت میں رہنا پسند نہیں کرتا بلکہ ہر وقت اپنی ہستی اور وجود و عدم کو از روے تحقیق و تفتیش جانچتا ہی اور خراب و ابتر حالت کو ایسے گنبد سے بر لاتا ہی جسکا نام ٹھیک انسانیت ہی اور یہی انسانیت ایک حقیر و ناتوان وجود کو اشرف المخلوقات کا خطاب دیتی اور انسان کہلاتی ہی۔

## مقدمۂ یازدہم

گو انسان کا نیچر ایک بڑی طاقتور چیز ہی جسکی قوت کا اندازہ ہمارا وہم و قیاس نہیں کر سکتا لیکن قوت ہمیشہ دو قسم پر ہوتی ہی ایک قدرتی یا داخلی دوم عملی یا خارجی۔ قدرتی توانائی کی ترقی و تنزل دست قدرت انسان میں نہیں ہی الا عملی قوت کی جسطرح نیچر کی توسیع و شیوع کے لیے قدرتی قوت کا سہارا درکار ہی اسی طرح موجودات حوائج کے طی کرنے اور معاملات کی یکسوئی کو عملی قوت مطلوب ہی عملی قوت ہمارے ہاتھ سے ہمیشہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہی کیونکہ خود عمل ہی اسکا وسیلہ اور دستاویز شگرف ہی ہرچند کہ نیچرل توانائی بالاقتضا عملی قوت کو وسعت اور بینائی کی طرف تحریک دیتی رہتی ہی کیونکہ یہی ایک وسیلہ

نیچرل قوت کی نمایش کا ہی لیکن تجربہ صاف کہ رہا ہی کہ یہ ظاہری سبب جسکو ہم عملی قوت کے نام سے یاد کرتے ہین بہت کچھ انسانی خواہشات پر ترقی یا تنزل پا سکتا ہی جب ہماری ارادات کا چشمہ خود بر سر جوش نہین آتا تو جویبار قوت عملی کے ذریعے کیونکر نخل نیچر مین پانی پہونچ سکتا ہی ممکن ہی کہ اُس عارضہ سے مفہوم فی الذہن والے درخت کو سخت صدمہ خشکی بے برگی اور بے ثمری کا پہونچے پس ضرور ہی کہ چشمہ ارادت کی جوشش اور جویبار کی روانی مین خلل ہو لیکن یہان تو سارے جویبار مین خلل ہی روان ہی انظار اولی الابصار نہین خیالات بلند پرواز نہین ہستی کی جانچ پڑتال پر دل اور دھیان نہین پھر کیونکر انسانی حالت ستودنی و نمودنی ہو۔

چندروز سے صفت تانیث نے ذات تذکیر مین بار پایا ہی یہ بار گرانبار نہ صرف نسبی اور نسلی صفات ہی کو سخت نقصان پہونچا رہا ہی بلکہ جنس کے نیچر اور سوسائٹی کی تہذیب کا رنگ پھیکا کر رہا ہی اور یہ قاعدہ کی بات ہی کہ وہ کہ دو متضاد شئین جب باہم امتزاج قبول کرتی ہین تو ضرور مورث اضرار و اشرار ہوتی ہین ؎

آب چون در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ
صحبتِ ناجنس باشد منتشر آزار ہا

زنانہ سنگار زنانہ گفتار زنانہ رفتار نے رسمی طور پر بعض مردان زن مرید کی طباع مین ایسا گھر کیا ہی کہ گھر سے باہر قدم رکھنا داخل سوگند ہی اِس ناقص العقل گروہ کی صحبت شبانہ روزی نے عجیب الخلقت بنا دیا نمائشگاہ یا عجائب خانہ مین نمایان ہونے کے لائق کر دیا سارا علم و فضل خاک ہی جب اسپر عمل نہین۔ ع چارپائی بر وکتابے چند ؛ وہی اولی اللہ کی بول چال وہی کنگھی اور چوٹی کا ہر دم خیال وہی لب لعل پر پان کی سرخی ہنس ہنسکر دکھلانا وہی بات بات پر مُسکرانا لجانا گردن نیوڑانا۔ وہی شرمگین آنکھون مین ناز و کرشمہ کا برتاو۔ وہی دولھنون کی طرح معشوقانہ بناو چناو استغفر اللہ من کل الذمائم انکی صحبت مین وہی خیالات وہی مقالات ہین جو ردیف وار ایک دیوار کے اِس پار موجود ہین ان جعلی رجال کے خیالات مین کم کھانا (صرف پتلی پتلی دو چپاتی) دلیل نزاکت ہی وہ کہتے ہین بہت کھانا گنوارون کا کام ہی قلت غذا نازک

مزاجون کے لیے موجب آرام ہی دیکھتے ہین مرد ہو یا عورت خوبی و خوش جمالی عجیب چیز ہی نازک
نازک کلائیان پتلی پتلی کمر سرمہ آلودہ آنکھین شرمگین نظر۔ صورت وہ ہو آرائش وہ ہو
پوشش وہ ہو کہ دیکھنے والے کی نظر نان ورروغن بے دل ہاتھ سے چھوٹ جائے ان نازک
تنون کی آرام طلبی و عیش پسندی کا عجب حال ہی پیش خدمتون کی وہ کثرت کہ الٰہی
تیری پناہ ایک ذرا سا تو کمرہ اسمین لنبی لنبی کانون والے حضور کا اجلاس ہی [illegible]
خودغرض راس و چپ دس بیس خادم پس و پیش حضور نے پان کی پیک تھوکنے کا ارادہ
ہی کیا تھا کہ مصاحبان خادم طینت نے اگالدان اٹھا کر لبون سے لگا دیا پنکھون
پر پنکھے جھلے جاتے ہین مگر گرمی سے چین نہین نزاکت کا وہ عالم کہ بات کرنا دوبھر ہی
پوشاک بدلنے کا وقت آیا تو کسی کے ہاتھ مین شلوکا ہی کسیکے ہاتھ مین صدری اور کوئی کلاہ
ہشت پہلو ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اب حضور ہین کہ قریب تین گارد کی مدد سے پوشاک
بدل رہے ہین ایک ٹانگ پکڑے پاجامہ چڑھا رہا ہی ایک صرف پشت خم کیے حضور کا
تکیہ گاہ بنا ہی کوئی زلفون مین کنگھی کر رہا کوئی گلوریان کلون مین ٹھونس رہا ہی قصہ مختصر مردہ
کی تدفین و تجہیز مین اتنے آدمی مطلوب نہین ہوتے جتنے کہ یہان ایک زندہ کی ترتیب اور آرائش
کو درکار ہین کھانے اور پائخانہ مین تو بیشک حضور کے دست مبارک کو تکلیف اٹھانا پڑتی
ہی ورنہ خدا نہ جانتا ہی حضور بالکل ایک بت یا ایک خاموش تصویر یا گوشت کے لوتھڑے ہین انسے
کچھ نہین بنتا سوا اسکے کہ اپنے نازنین وجود کو نوکر چاکرون سے آراستہ کرائین ایسے غیر ضروری
اور فضول لوگون ہستی کا ان لم یکن کا حکم رکھتی ہی وہ کیا جانین انسان کسے کہتے ہین اور
انسانیت کس چیز کا نام ہی اگر کچھ فکر ہی تو صرف اپنے عیش آرام اور زیبایش کی۔ دنیا
کے رنج و غم اور مصیبت کی انھین بالکل خبر نہین وہ تو ایک اپنے وجود کو نمونہ کارگاہ قدرت
سمجھتے ہین اور پھر طرفہ یہ کہ تمام اسباب تعیش انکی طبیعت پر کچھ بھی اقتضائی اثر نہین ڈالتے
گویا عیش و راحت بہ سبب طبیعت ثانی ہونے کے ایک جبلی عادت ہین اور عادت
بقول ایک بزرگ کے وہ چیز ہی کہ امید و بیم راجب و رنج سب کے اثر کو محو کر دیتی
ہی یہ ناز پروردہ اغنیا جانتے ہین کہ انسانی وجود ایسے ہی مختلف اسباب راحت کی تعمیل

مین پرورش پاتا ہی اور دنیا مین جتنے آدمی بستے ہین سب کو یہی نصیب ورنی حاصل ہی اور اسی خیال کے سبب ان لوگو کو سائلون اور محتاجون کی ردی حالت پر مطلق رحم نہین آتا انکا پیٹ ناک تک بھرا ہی انکا جسم نرم نرم ملبوس مین ڈھکا ہی وہ کیا جانین گرسنگی کی آتش کیسی تیز ہوتی ہی زمستان کی برف ریزہوا کیسی سرد اور برودت انگیز ہوتی ہی جسکے پانون نہ جاڑے بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی بھلا ایسے لوگون سے کیا امید کیجا سکتی ہی کہ ڈوبتی ہوئی کشتی سے اور ون کی جان بچانا درکنار خود اپنی جان کو ساحل سلامت پر پہنچا سکینگے کیا کوئی کہ سکتا ہی کہ لوگ میدان نبرد مین تیراندازی و تیغ زنی کرینگے کیا یہ لوگ شجاعون کی طرح سب پر اڑینگے بنی نوع کی ہمدردی سے انکو مطلب نہین سرکاری آئین وقانون اور ملک کی ترقی و تنزل سے انکو کچھ تعلق نہین یہ نہین جانتے کہ ایوان عالیشان کے پچھواڑے کیا ہو رہا ہی ایسے نازپروردہ شخص اگر عالم شب مین کسی ذردکا دیدار شجاعت آثار دیکھ پائین تو بالیقین تحلیل روح کی نوبت پہونچے بھوت پلید کا نام اگر ارباب جلسہ سے کسی کی زبان پر سہوا گذر گیا تو بس غضب ہو گیا حضور کا کومل گات تھر تھر کانپنے لگا ۔

| مخوف حکایت کیسے سرہناد | | نزلزل دراجسام امرا افتاد |
| --- | --- | --- |

مین کیا بیان کرون کہ مذکورہ بالا امرا کس قوم اور کس ملک سے ہین اتنا سمجھ لینا کافی ہی کہ جنکے آبا و اجداد نے قوت بازو سے ملک فتح کیے آٹھ آٹھ روز گھوڑون کے زین سے نہ اترے درختون کے سایہ تلے کھڑے ہوئے سائیس نے آگ جلائی الٹی سیدھی موٹی پتلی روٹی لگائی شجاعون نے بھالون مین چھیدی اور بکٹٹ گھوڑے دوڑاتے چلے گئے لو سینہ فگار نان اسوقت کھائی جب ملک مقصود کی کلید فرماندہی اپنی پاکٹ مین ڈالی ان زمین کا کلیجہ چیرنے والے اور آسمان کا سینہ پھاڑنے والے انسانون کی اب وہ شائستہ اولاد موجود ہی جسکو طائفہ زنان پر بھی ترجیح نہین ع یاد پدر نمی کنند این پسران ناخلف ۔

زمانہ نے کیا پلٹا کھایا مردون کو عورت اور عورتون کو لاشی بنا دیا یورپ کی شائستہ لیڈیون کے مرتبہ کو بھی جب ہمارے ملک کے قوی ہیکل رجال نہین پہونچ سکتے تو بجوبیت تو رجولیت کے نسخہ کا شیرازہ بند ہوچکا ۔

عیش مدامی سے فرصت نہین علم وفن کون سیکھے اور جب کسی شی کی برائی بھلائی
پر علم نہین تو اسکے ترک زا اختیار مین کیا عار۔ انسانیت ایک نور ہے جسکا پتہ یہان کے بعض
نازو نخرے والے دولتمندون کے تاریک نیچر مین نہین ملتا پس وہ انسان کیونکر مشہور
ہون ہر چند کہ باوجود ہین لیکن سچون نابود ہین انسان ہین مگر ناطق نہین ذی نفس
ہین پر لایق نفس نہین۔

## مقدمہ دوازدہم

جب ہم بعض نامردون یا نیم مردون کو آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہین تو سخت رنج پیدا ہوتا ہے
انکے حرکات وسکنات مصنوعی معشوقیت کے پیرایہ مین رہنے سے جلیسون اور انیسون کے
طبائع پر بڑا اثر ڈالتے ہین کیونکہ طبیعت انسانی قدرتی طور پر بہ نسبت نکوئی کے زشتی سے
جلد متاثر ہونے والی واقع ہوئی ہے اہل صحبت جانتے ہین کہ بحکم ضرورت ہم صرف صحبت کے
شریک ہین نہ صحبت کا رنگ اڑانے والے۔ ہم جب تک کسی فعل ممنوعہ پر دل ہی نہ رکھینگے
کیونکر خراب ہونگے لیکن وہ بھولتے ہین اور غفلت کے گورکھ دھندے مین پھنستے ہین اگر
انکا خیال تیز پرواز ہوتا تو یقین کرتے کہ صحبت خراب کی بدیون کو بسا اوقات ہر انسان
کی قوت آخذہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے یہان پر اخذ اور کشش سے یہ غرض نہین ہے کہ بدصحبت کی تمام
برائیان ایک شخص صحبت گزین کی طبیعت مین آجاتی ہین اور بدون کے طبائع پاک وصاف
ہو جاتے ہین بلکہ بات یہ ہے کہ اثر ان برائیون کا جو ایک شخص یا چند شخصون کی فطرت مین
موجود ہے اس نیک مزاج کی طبیعت پر کاری پڑتا ہے جو اسے محسوس طور پر معلوم نہین ہوتا اسکی
مثال بہ زمانہ حال روس مین موجود ہے یعنی فرقہ نہلسٹ جو شاہی خاندان روس سے بغاوت و خصومت
رکھتا ہے زمین کے اندر ناہر راہ ان شاہی تک سرنگ پہونچاتا ہے اس مدت مین کسی کو خبر نہین
ہوتی لیکن جب محل مکان۔ اگر چار اور باغ وغیرہ یکبارگی گر پڑتے ہین تو معلوم ہوتا ہے
کہ نہلسٹ نے سرنگ لگایا تھا۔

صحبت بد سے بھی جب انسان کی طبیعت پر ہو کر یکبارگی عالیشان عمارت کی طرح

...سدم ہوجاتی ہی اور صدہا مضار پہونچاتی ہی تو خبر ہوتی ہی کہ یہ نتیجہ فلان صحبت بد کا ہی -
...و طبیعت کہ خام - نا تجربہ کار - اور کم زمانہ دیدہ ہی وہ بہت جلد صحبت بد سے متاثر ہوجاتی
...ی بہت ایسے نیک ذات پختہ مغز دیکھنے مین آئے جو اپنی نیک طبعی کا اثر خراب جماعت
...التے ہین اور اُسکو اپنی فطرت کے ہمرنگ بنالیتے ہین ہزار برون مین اگر ایک زبردست
...و الا نیکدل موجود ہو اور اُسکی طبیعت نے استحکام - یکسوئی - اور پختگی حاصل کی ہی
...بحالہ سوسائٹی کے تمام افراد کو شائستہ اور مہذب بنا سکتا ہی - سارنگی کے اعضا جب
...افق اور بے قابو ہوجاتے ہین تو ایک سازندہ کی گوشمالی سے ٹھیک بنجاتے ہین اور
...آواز ہوکر حسب مرضی سازندہ کام دیتے ہین - حضرت شیخ سعدی نے بوستان مین
...حکایت لکھی ہی پہلا شعر یہ ہی ۵ یکے بادشہ زادۂ گنجہ بود کہ نا اہل و ناپاک و سرپنجہ بود
...ین کو یاد ہوگا کہ اس زند منجوار کی حالت کس خراب درجہ تک ہوچکی تھی شب و روز شراب
...ب ہی کی گفتگو اور چنگ و رباب ہی کی چھیڑ چھاڑ - باپ نے بہت کچھ سمجھایا تاکید کیا اور سزا دی
...باز نہ آیا - بدکاری سے مُنہ نہ موڑا آخر ایک روز عالم بیخودی و بدمستی مین کسی مسجد مین گھس گیا
...ام متقی و پارسا لوگون کا تھا اور یہ رند خراباتی فی الجملہ اسکا نزول طبائع پر شاق گذرا
...پاس ادب و خوف جان و حفظ مراتب شہزادگی کسی نے لب نہ ہلایا البتہ سرگوشیان
...لگے ایک بزرگ عالی منش کسی گوشہ مسجد مین وعظ کر رہے تھے غمازی سے خبردار ہوئے
...ب نے اُن سقیون سے جاکر عرض کیا کہ ای خداوند ہم بے زبان ہین آپ اس بدکردار
...دعا بد کیجیے بزرگ نے کہ متین الطبع اور برگزیدہ اخلاق تھا بجای دعاے بد یہ شعر پڑھا ۵

| | |
|---|---|
| ...ست این پسر وقتش ار روزگار | خدایا ہمہ وقت او خوش بدار ؂ |

...یا حضرت ظالم پر رحم کرنا تو بمنزلہ ظلم عام کے ہی آپ نے کیون دعا خیر کی فرمایا ۵

| | |
|---|---|
| ...طامات مجلس بیار استم | زد او آفرین تو بہ اش خواستم |
| ...ہر کہ باز آید از خوے زشت | بعیشے رسد جاودان در بہشت |

...ہزادہ سے کسی نے جاکر کہا کہ اندر یہ ماجرا ہی - خدا کی شان وعظ کا اثر - قسمت کی
...اس عمدہ کلام نے اُسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ ارادت صادقہ سے جاکر بزرگ کے

قدم پر سر رکھدیا اور افعال مستہجنہ سے توبہ کی اپنے کردار پر منفعل ہوا بزرگ نیک محضر کو بطور ہادی ایوان شاہی مین لیگیا اور حکم پاکر تمام اسباب ندی و شرابخواری کو توڑ پھوڑ کر خارج کیا فرش سنگین اکھاڑا اور جدید پتھر نصب کیے کیونکہ فرش کہن شراب آلودہ تھا آخری کیفیت شاہزادی کی اس شعر سے منکشف ہو

جوانی سر از کبر و پندار ست ۔ چو پیران بکنج عبادت نشست

اس اقتباس سے میری مرادیہ ہی کہ ایک برگزیدہ اور مطیب نفس انسان اپنے اثر انداز اقوال و افعال سے گرد ہا گردہ کو وحشت و حیوانیت سے نکالکر ٹھیک انسانیت پر لاسکتا ہی لیکن ایسے لوگون کا وجود اس زمانہ مین اگر نایاب نہین ہی تو قریب کمیاب ضرور ہی افسوس یہ ہی کہ بد صحبتون مین فرداً فرداً وہی لوگ پائے جاتے ہین جو برائیون کی دلدل مین پھنسے ہین اور شائستہ و متین شخص کا نشان بھی نہین ملتا ۔ بیشک اگر دو ایک عقیل و متین بزرگوار بھی ان صحبتون مین موجود ہون تو انکی حالت کیون موجودہ ابتری تک پہونچے ۔

شراب و کباب رقص و سرود اور خراب اسباب والی صحبت ہی کو بد صحبت نہین کہتے بلکہ بد صحبت خاص اسکا نام ہی جسمین ہر طرف غفلت ۔ کاہلی ۔ جاہلی ۔ اور عیش و عشرت ہی کے ٹھاٹھ موجود ہون منھ پھاڑ پھاڑ کر ہنسنا ۔ چند آدمیون مین برہنہ بیٹھنا ۔ صرف آپ ہی آپ پان کے بیڑے چکھنا ۔ بیمارون کی طرح بیحیائی سے شرفا کی جانب ٹانگین پھیلا کر لیٹنا سطرنج گنجیفہ چوسر کھیلنا ۔ علم و فن کا نام نہ لینا ۔ اور کتنے ہی نامہذب برتاو رکھنا صحبت بد کے نام سے مشہور ہین ۔ غور کا مقام ہی ان عادات ناشائستہ کا اثر اہل صحبت کی طبائع پر کیسا خراب پڑتا ہی ۔ جب ندماء دیرینہ کسی امیر با توقیر کی مذکورہ بالا عادتین روزمرہ دیکھتے ہین تو دل مین یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ امیری خاص انھین برتاؤن کا نام ہی امیر وہی ہی جو ننگا بیٹھے پانون پھیلا کر لیٹے یعنی کل بے تہذیبیان اور بیحیائیان زیب امارت ہین لامحالہ جب ہم امیر ہو جاینگے تو بالضرور یہی عادات اختیار کرینگے اور ابرو کے اشارہ سے سلام لینگے انسانون سے روبرو کلام نہ کرینگے ۔

بس یہی بد اثر ہمکو اور ہماری آنے والی نسلون کو برباد کرتا رہتا ہی اس زمانہ کی امارت کا تقاضا ہی کہ جسقدر دولت و حشمت بڑھتی جائیگی جہالت و بے تہذیبی بھی

افزون ہوگی - ذمائم اور معائب کی فہرست جس کسی کو دیکھنا ہو بعض امرا کے دربار مین صحبت نشینون کو دیکھے علم و فن کا اس گروہ مین ایسا قحط ہی جیسا عام تہذیب کا - ظرافت اور ہزل و فحش کو انھین دربارون مین بقا ہی فضول اور لایعنی اخبارات انھین دربارون مین خریدے جاتے ہین اور انھین ندیمان ظریف سے چند شخص اُن اخبارون کے نامہ نگار ہو گئے ہین -

یہ نہین کہہ سکتا کہ ایسی فحش اور نا مہذب مجلسین کہان ہین وہ کونسے اُمرا ہین جو اس طرح برتاؤ رکھتے ہین نہ کسی خاص مقام کا نام لیتا ہون اور نہ کسی خاص امیر کا - بلکہ اس قلیل عمر مین جہان کہین ایسی نالائقیان سُنی اور دیکھی ہین اُنھین کے تصور پر عالم مثال مین تقریر کر رہا ہون -

جو لوگ بیان کرتے ہین کہ دولت زر انسان کو مہذب اور شائستہ بناتا ہی تجربہ سے یہ بیان خلاف پایا جاتا ہی مین نے بسا اوقات دولت سراؤن کو جہل سرا دیکھا ہی دولت انسان کو اندھا کرتی ہی جب اسکا نشہ دماغ کو صعود کرتا ہی تو نشیب و فراز نیک و بد عزت و خفت وقار جفا اور ننگ و ناموس وغیرہ کا مطلق خیال نہین رہتا - یہ دولت جسکی ہم آرزو کرتے ہین اگر اہل خبرت کے ہاتھ لگتی تو بیشک یہ بیان صحیح ہوتا کہ دولت سے انسان اپنے تئین مہذب بنا سکتا ہی مشکل تو یہ ہی کہ دولت جہلا کے ہاتھ پڑی ہی یعنی جو لوگ خاندانی اور نسبی شرف نہین رکھتے وہ فی زماننا دولتمند ہین مگر یہ کلیہ عام نہین ہی افسوس اور بدنصیبی اُن لوگون کے ہی جو فطری طور پر مہذب - متین - اور شائستہ واقع ہوئے ہین لیکن بے زری و بے برگی سے اپاہج ہین ان لوگون کے ہاتھ مین فطری تہذیب کی طرح اگر دولت کا کیسہ بھی ہوتا تو وہ دنیا مین بہت بڑا کام کرتے جیسا کہ موجودہ زمانہ کی فرنگستانی قومین کر رہی ہین - ہر چند کہ فطری مہذب بے دولت بھی اپنی ذاتی خوبیون کی روشنیان طبائع پر ڈال سکتے ہین لیکن بہت سی ایسی باتین ہین جو صرف دولت اور زر پر منحصر ہین خدا ہمارے جاہل دولتمندون کو عاقل و عالم کرے اور بینوا مہذبون کو متمول -

## مقدمہ سیزدہم

ہرچند کہ قدرتی طور پر ہمارا نیچر سادگی پسند واقع ہوا ہی لیکن ہم اپنی بدعملی و بدعنوانی سے اپنے تئین ایک ایسی مصنوعی وضع مین رکھنا چاہتے ہین جو بالکل خلاف مزاج نیچر ہی اور یہ حالت اکثر دولتمندون کی سوسائٹی مین پائی جاتی ہی مین صحیح خیال کرتا ہون کہ ہمارے ابناء جنس دولت کو محض بیجا طور پر مستعمل کرتے ہین دولت سے نالائقیون اور بد وضعیون کا مبعوث ہوتا حیرت انگیز ہی کیونکہ دولت جب فراہم کرنے والی کل اشیاء معاشرت ولوازم حاجات کی ہی تو ناگزیر نیکوکاریون سے نکوئیونکا اجتماع اور اخذ لازم تھا۔

ذرا غور تو کیجیے یہ بھی کوئی امر داخل تہذیب ہی کہ مردون کا جسم زیورات سکلل و مرصع سے مستورات کی طرح آراستہ ہو اور یک گونہ دلربا پیرایہ مین پایا جائے قدرت نے جو طرز معاشرت یعنی پوشش رفتار نشست و برخاست عورتون کے لیے موضوع کیا ہی وہ فرقۂ ذکور کے لیے ہرگز مباح نہین ہی ذکور واناث کے باہین کل امور مین ایک خط فاصل واقع ہوا ہی ہکو شایان نہین ہی کہ اُس خط سے تجاوز کرین۔ ہرچند کہ معاشرت کے بہت سے طریقے یورپ کے ذکور واناث مین متحد و متفق پائے جاتے ہین لیکن ہر پوشش کی طرز مین ناگزیر تفرقہ ہی آنکھ اُٹھا کر دیکھ لیجیے ہر قوم کے ذکور واناث اپنی اپنی طرز معاشرت سے واضح طور پر ممتاز ہین اور بیشک خلقت تذکیر و تانیث کے اعتبار پر جو وہ امتیاز فطرت کی شائستگی کا نمونہ ہی اس ملک کی پوشاک مین اگرچہ تفرقہ اعتباری ہی لیکن آرایش جسمانی و لب و لہجہ زبانی مین ہرگز فرق نہین مستورات کے سنگار اور نکھار مین اگر پان سرمہ انگوٹھی بازو بند مالا گاگونہ اور عطر وغیرہ مطلوب ہین تو مردون کی سجاوٹ اور آرائش مین بھی یہ چیزین درکار ہین اور ان سب پر طرہ مانگ کا نکالنا اور بالون کا معشوقانہ سنوارنا ہی۔ جب یہ جعلی معشوق سج دھجکر با ناز و کرشمہ امیرانہ سواریون پر چمکتے دمکتے نکلتے ہین تو انکے خیال مین گویا حسن یوسفی کی ہاٹ لگ جاتی ہی حالانکہ وہ خداداد مردانہ حسن بھی ہاتھ سے دے دیتے ہین اور ایک بُری وضع اور بُری شکل کے آدمی نظر آتے ہین کیونکہ قدرت نے جو جامہ جس قالب کے لیے تجویز کیا ہی وہ ہی وہ اُسی قالب پر موزون معلوم ہوتا ہی۔ مستورات اگر مردانہ لباس پہنکر نکلین تو گویا حسن معشوقانہ اور طرز دلربائی کی مٹی خراب کرتا ہی یہ جعلی

طرحدار معشوق یہ جانتے ہین کہ کسبیون کے قلوب پر ہمارے نو طرز حسن سے عام غشی طاری ہوگا
اور ہزار جان خواستگار وصال ہونگی مگر یہ خیال باطل ہی کسبیون کی نظر مین غول بیابانی و یوسف
ثانی دونون مساوی ہین کیونکہ وہ تو طالب زر ہین نہ عاشق جمال پس نوجوانان طناز کا سنگار کسی نظر
مین خیال کیا جائے۔ مردانہ جسم تر محتاج مردانہ کامون اور جنگی ہتھیارونکا ہی جس سے ہمت و شجاعت ٹپکتی ہو
خبر اس بحث سے ورگذرو اور طرز رجولیت کو دیکھو آگے چلکر یہ خرابی ہی کہ ہمارے دولتمند نوجوان محنت
ریاضت۔ اور اتفاقیہ مصیبت کے عادی نہین وہ ان بھر تکیون کے سہارے گھٹنے گنا کرتے ہین نہ کوئی
شغل مفرح اور نہ کوئی فکر منتفع۔ اگر صبح و شام ہواخوری کے بہانے آرائش جسمانی و رعب امارت
کی نمایش کے لیے نام جام اور گھوڑون پر سوار ہوتے تو کہا جاتا کہ یہ نوجوان ہیچ مقام ہین
یا قطب ایوان ریاضت ہے کہ ترقی صحت جسمانی و لقاے راحت روحانی کے لیے ایک بہتر
ذریعہ ہی طبعاً نفور ہین۔ بیکار نشینی سے افزایش فضلات کی یہ نوبت پہونچی ہی کہ گرانباری
سے جنبش محال ہی اگرچہ حرارت غریزی غذا کو گلاتی ہی لیکن سہل انگاری سے وہ بھی محفوظ نہین
مسامات کی راہ جو مسموم ہوا اندر داخل ہوتی ہی اس حرارت کو منطفی کر دیتی ہی اور یہی وجہ ہی کہ
رفتہ رفتہ قوت ہاضمہ مین فتور پیدا ہوتا ہی اگر معمولی طور پر ورزش و ریاضت کے عادی رہا
کرین تو نہ اسقدر بیفایدہ گوشت کی ترقی ہو اور نہ معدہ مین ضعف آئے۔ ایک یورپین فلاسفر
کا قول ہی کہ جو شخص اعتدال و ریاضت کا پابند ہی وہ خود حکیم ہی نہ کہ محتاج حکیم۔ وہ کہتا ہی کہ
تمام طب کا لب لباب اعتدال و ریاضت ہی اگر ان دو مین فتور آئیگا تو ناچار حکیم کی حاجت ہوگی
محنت و ریاضت ایک ایسا بہتر طریقہ معاشرت کا ہی جس سے قلب پر فرحت جسم
مین پھرتی پائی جاتی ہی غذا ٹھکانے لگتی ہی قوت پیدا ہوتی ہی اعضا خون مین کسی قسم کا
فساد نہین آتا۔ اعضا مین مضبوطی اور دماغ مین چستی و چالاکی بنی رہتی ہی غرضکہ معمولی ریاضت
سے ہزارون فائدے پہونچتے ہین اور ایک ریاضت ہی کا عادی نہ رہنا ہزارون نقصان
پہونچانے کے مساوی ہی۔
عیش و آرام طبع ثانی ہو رہا ہی ایک دو روز کا فصلی بخار رہا جانستان گذرتا ہی ذرا
سر مین درد پیدا ہوا یا نبض مین تفاوت معلوم ہوا کہ ہاے توبہ سے آسمان سر پر اٹھا لیا

حرارت یا برودت نے اپنے مرکز سے جنبش ہی کی تھی کہ اطبا کا سلسلہ قائم ہوگیا کثرت ادویات سے کمرہ دواخانہ بنگیا حالانکہ یہ اتفاقی و فصلی عارضے بعض قوی مزاج والے چلتے پھرتے ہضم کرجاتے ہین - یہ صحیح ہی کہ مرض کو دشمن سمجھکر اُسکی بیخکنی پر کمر بستہ ہوجانا چاہیے لیکن یہ روزمرہ کے سہل بخار اور درد سر وغیرہ داخل امراض نہین ہین اگر ہین تو اُنکے دفعیہ کی صرف یہی تدبیر بہتر ہی کہ اُس روز کھانا نہ کھائین گرمی و سردی کی شدت سے بچاو رکھین اور کوئی کام خلاف معمول نہ کرین نہ کہ نازکمزاجی سے خفیف بخار اور سبک درد سر کو قوی عارضہ بنالین اور مریضانہ بستر پکڑکر بحیثیت بُت انواع واقسام ادویات سے پوجا کرائین -

طبیعت غالب چاہیے کوئی عارضہ قوی نہین پُردلی و پُرمغزی وہ چیز ہی جو بڑے بخار یسل الکن کو ہٹاتی رہتی ہی اور کچھ خیال مین نہین لاتی - جو لوگ مصیبت کو اچھی طرح جھیل سکتے ہین وہی دنیا مین چندروز جیتے ہین اور مرد میدان کہلاتے ہین مجھکو اُن لوگون کی حالت پر ذرہ بھی رحم نہین آتا جو ایک خفیف تپ کے دورہ مین قیامت برپا کردیتے ہین خامی سے وہ شور مچاتے ہین کہ الامان اوپرے لوگ تنگ آجاتے ہین - استقلال جو ایک علامت مردی ہی ان لوگون سے دور رہتا ہی یہ نہین جانتے کہ ہمت کیا چیز ہی صبر و قرار کیا شی ہی - مین دعوے سے کہتا ہون کہ جس عارضہ مین بعض بیدار مغز اور مستقل مزاج چلتے پھرتے مبتلا رہتے ہین اُسمین اگر نازنین اُمرا پھنسجائین مرجائین - یہ تلون اور خامی تاثیر امارت ہی ورنہ فطرت مین سب مساوی ہین جو اعضا ایک محتاج اور بیکس شخص رکھتا ہے وہی اعضا قدرت نے امیرزن کو دیے ہین - لیکن سچا شجاع اور جوان مرد وہ شخص ہی جو مصیبتون کے پہاڑ کو سنگریزہ سمجھے گذشتہ لوگون کی سوانح عمریون کو دیکھو وہ اپنے وقت کے کیسے بہادر اور شجاع تھے دیگر مصائب سے قطع نظر قطع منازل اور فاقہ کشی کی کیسی لاجواب طاقت رکھتے تھے بیشک پُرانی تواریخین ہمکو سبق دیتی ہین کہ ہمین بھی وہی مسلک اختیار کرنا چاہیے جسپر ہمارے اسلاف قادر تھے ہم اگر حقیقی انسانیت کے جامہ سے آراستہ ہین تو صرف اپنی ہی قوت بازو اور ذاتی توانائی پر بھروسا کرسکتے ہین اگرچہ ہم کیسی ہی امیر و تونگر ہون لیکن یہی خیال کرین کہ بہت جلد نازک حالت اور ناگہانی مصیبت مین پھنسنے والے ہین

کیونکہ قادر توانا کی قدیم عادت انقلاب پسند واقع ہوئی ہی ہم پریہ دور اندیشی واجب ہی کہ اگر آج خدانے سب کچھ دیا ہی سواری کو ہاتھی گھوڑے خدمت اور حکومت کو نوکر چاکر کھانے کو دودھ اور میوہ پہننے کو اطلس و کمخاب شاید کل اس جمیع اسباب عیش و فراغ مین ایک انقلاب عظیم واقع ہو اور ایسا ادبار ناگہانی گھیرے کہ ننگے پاؤن پاپیادہ چلنا پڑے پہننے کو گزی گاڑھا نہ ملے یا نہ ملے کھانے کو باسی ٹکڑے نصیب ہون یا نہون رباعی

ادبار کا لفظ کا حشم و جاہ مین ہی
بھاگو بھاگو کہ خوف اس راہ مین ہی
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا
دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہی

جو لوگ انجام بین اور عاقبت اندیش ہین اور دولت و امارت کے زمانہ کو مورث مصیبت ہاے انقلابی خیال کرتے ہین وہی ہر قسم کی تکالیف و صعوبات کی برداشت کر سکتے ہین اور یہ برداشت گویا انکی جبلی عادت ہی - اپنے ہاتھ کا کام ایسا ہی اچھا ہی جیسے اپنی ذات کا بھروسہ کام سے یہ غرض نہین ہی کہ خدمتگارون کو پنشن دین اور خود غلامی کرین بلکہ محنت و ریاضت سے عادت جفاکشی کی رکھین اور اگر ضرورت مجبور کرے تو اپنی حاجات کو آپ رفع کرنا داخل مضائقہ نہ سمجھین -

اکبر اور دارا شکوہ وغیرہ سلاطین ماضیہ یا انکہ دولت و حکومت مین فرد اور بے نظیر زمانہ تھے اپنے ہاتھ سے قطعہ لکھتے اور بازار مین فروخت کرا کر قیمت ماحصل سے پیٹ بھرتے تھے انکی نازک تن خاتونین جب تک کشیدہ نکال کر بازار مین فروخت نہ کرا لین فاقہ کرین سلطنت کی بیشمار دولت و مال اور خزانون کے لاتعد درم و دینار سے انھین کچھ واسطہ نہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ دولت اور خزانہ ہماری ذات خاص کی پیدا کی ہوئی شی نہین ہی لہذا بحکم شریعت حرام ہی اور یہ سرمایہ جو ملک سے حاصل ہوتا ہی ملک ہی کی راحت و آرام کے لیے امانت ہی کیا ان بے نظیر بادشاہون نے اپنے عادات و افعال سے ثبوت اس امر کا نہین دیا کہ کس طرح اور کس حد تک منشار قدرت کو انھون نے پہچانا اور انسان کی حقیقی خدمت اور فرض کیا ہی یہ خیالات غور طلب ہین کہ اکابر سلف کس حد تک انسانی شرف کی حفاظت کرتے تھے اور نمایان عظمت و شائستگی کے حاصل کرنے مین کہان تک بار مصائب اٹھاتے تھے

کیا اب بھی روے زمین پر ایسے شائستہ اور عاقل حکمران ہین جو حلال و حرام کی تفریق کرین ہم تو اُنھن کو سچا انسان مان سکتے ہین جو مذکورہ بالا خوبیون سے آراستہ ہون ورنہ انسانیت کا خاتمہ بالخیر ہو۔

## مقدمۂ چہاردہم

اگر مین بے تحاشا کہ اُٹھون کہ انسانی ہستی پر ایک کُتے کی ہستی فائق ہی تو اُسکا یہی جواب ملیگا کہ باولے ہو گئے ہو اور جب مین کہون کہ مین اور تم عطیہ الٰہی پر قانع نہین یا اُنکہ نفیس نعمتون کا ذخیرہ موجود ہی دیکھو کُتا ایک نوالہ پر کیونکر قناعت کرتا ہی تو غالبًا آپ بیشک آرے بلے کہینگے یا محجوب ہو جائینگے پس معلوم ہوا کہ آپ میرے کلام کی تصدیق ضرب الامثال اور نظائر سے چاہتے ہین جب تک نظر پیش نہ کرونگا میرے کلام پر باور نہ کروگے آپ کے اس عندیہ کو مین بھی حق خیال کرتا ہون کیونکہ تجربہ کارون نے فرمایا ہی دعوے بی دلیل باطل ہی اسلیے انسان کے انسان ہونے یا نہونے کا جب تک مین ثبوت پیش نکرون آپکو میرے بیان پر ہرگز یقین نہ آئیگا۔

آپ صحیح خیال فرمانے کہ بہت لوگون مین سے جنکو آپ ہر وقت ملاحظہ فرماتے ہین کم ایسے ہین جو انسان ہون۔ جو انسانیت اسوقت مشار الیہ ہی وہ بہت کم لوگون مین نظر آتی ہی۔ کسی شخص کو اگر کہدیا جائے کہ وہ انسان نہین ہی تو کتنا بُرا مانے اور جب یہ کہا جائے کہ بیشک وہ انسان ہی لیکن چند صفات انسانی نہین رکھتا تو شاید کم ملول ہو مگر تاہم کبیدہ خاطر ضرور ہوگا اپنا عیب آپ ظاہر ہوتے ہوتے ہوئے بالطبع لوگون پر شاق گذرتا ہی پس یہی امر ہی جسکو مین خلاف انسانیت کہتا ہون سچا انسان دیوار گِل ہی جبکہ تحمل و وقار کا پلستر چڑھا ہو سچا انسان حاتم آسا و اسطے درستی اپنے اخلاق کے اصم ہی جبکہ برملا اُسکے عیوب بکے جاتے ہون۔

گاو خر شتر وغیرہ وحوش باربردار ہم پر فائق ہین جبکہ ہم اذیت بارکشی کو حکم خدا نہ خیال کرین یعنی راضی برضا کبریا نہون ؎

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | گاوان و خران باربردار | | بہ ز آدمیان مردم آزار | |

ان جانوروں کی حالت کو دیکھو کیسی ردی اور عبرت انگیز ہی بیلون کو گاڑی مین جوتتے ہین اور پچاس من بار لادتے ہین اُسپر ستم یہ ہی کہ گاڑیبان تازیانہ مارتا ہی یعنی وہ تین ماتین چاہتا ہی اول بوجھا نیچلیں دوم منزل پر پہونچیں سوم دوڑکر چلیں یہ تینوں احکام بیل بیچارے منظور کرتے ہین اور بجالاتے ہین چلتے چلتے راستے مین گاریبان انکو جوئے سے نکال کر کسی نہر یا تالاب پر پانی پلانے لیجاتا ہی اور پھر انکو گاڑی کے پاس لاکر اپنی آواز مین اشارہ کرتا ہی کہ جوئے کو کاندھے پر اُٹھالین دیکھا ہوگا کہ گاؤان مذکور گردن جھکا کر جوئے کو کسطرح اپنے آپ گردن پر لے لیتے ہین اور دوڑکر چلتے ہین فدا ٹھہر یہ بھی سمجھو لو سر جھکانا اور جوئے کو گردن پر لینا کیا بات ہی جانو یہ فعل سر تسلیم خم کرنا ہی ع سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ❊ صرف یہ مت سمجھو بیلوں کی عادت یہی ہی یا وہ اپنا کام ہی یہ سمجھتے ہین کہ سر جھکا کر گردن پر بوجھ رکھ لین بلکہ نازک دماغوں اور باریک بینوں کو غور کرنا چاہیے کہ چوپائے حکم خدا پر یون راضی ہون اور ہم شریف خاندان کے نامور بیٹے ہوکر اُسکے امر سے گردنکشی کرین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ❊ انصاف سے کہو باوجود اختیار ظلم وتعدی کسطرح بیچارے بے زبان فرمانبردار ہین اگر تم انکی زبان سے واقف ہو تو لاریب انکی آواز مین سنوگے ع انچہ گفتی رضاے تو چون بکشی قضاے تو ❊ لو فرمنا بارکشی وتسلیم ورضا بیلوں کی جبلی عادت ہی اور یہ کام انکو ازل سے بتلایا گیا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ جب چوپائے اپنی عادت اور اپنے کام پر قائم ہین کیون انسان اپنی ازلی شریعت پر قائم نہین اگر وہ قائم نہین تو لاریب بیش از بہائم نہین جب ہم بھی اپنی عادت اور اپنے کام پر قائم رہین تو رتبہ مین جانوروں کے مساوی ہون کیونکہ جیسے وے کارکن ویسے ہم ـ شرف تو اسمین ہی کہ بہائم پر فرمانبرداری ومسکینی مین سبقت لیجائین مقراض کے دونون پھلون مین سے کونسا حصہ زیادہ کام دیتا ہی یہ بات ہرگز نہ بتا سکوگے اور یہی کہوگے کہ ہماری نظر مین تو دونون برابر ہین پس جب جانوروں نے اور ہمنے اپنے اپنے کام پورے کیے تو ہمکو انپر شرف کا کیا ذریعہ ہی وہ کون دلیل ہی جو ہمارے دعوی انسانیت کو صادق اور مستحکم کرے اگر یہ کہو کہ ہم وحشیون و درندون پرندون پر قابو کر سکتے ہین اسلیے ہستی مین اشرف ہین یہ بات بھی کچھ نہین کیونکر وحشیون

کو وحشی بھی قابو مین لاتے ہین اگر یہ کہو کہ ہم خداشناس ہین اسلیے اشرف المخلوقات ہین یہ بات بھی کچھ نہین کیونکہ چارپائے بھی خداشناس ہین اگر وہ خداشناس نہوتے ممکن تھا کہ ہم ایک مشت استخوان انسان درندگان صحرائی کو کٹھرون مین قید کرلاتے اور پھندون مین پھانس لیتے بلکہ درندے خداشناس اور راضی برضاء الٰہی ہین جو کچھ پردۂ غیب سے ظہور مین آتا ہے اسکو خوشی سے منظور کرتے ہین اگر یہ کہو انسان کا سر جانورون کی نظر مین ایک دیو کا سا معلوم ہوتا ہے اسلیے وہ خوف کھا کر اسکے قابو مین آجاتے ہین یہ کہنا خلاف ہے کیونکہ کوئی نظر ہو انسانی یا حیوانی ہر ایک چیز کو اُتنا ہی دیکھتی ہے جتنی وہ چیز ہے ہم بڑی یا چھوٹی یا کوہ سیمرغ کی ہیئت اور جسامت مین نہین دیکھ سکتے یا سواری کا گھوڑا ہمکو ایک ہیبت ناک دیو نہین دیکھ سکتا اگر دیکھ سکتا تو وہ ہرگز پشت خم نہ کرتا اور نہ چاہتا کہ انسان سوار ہو بلکہ سایہ سے کوسون بھاگتا اگر یہ کہو کہ دھوکے اور فریب سے صحرائی جانورون کو پکڑ لاتے ہین ورنہ واصلا قابو مین نہ آئین بلکہ چیر پھاڑ کر نوالہ کر جائین یا رُوئی کی طرح توم کر رکھ دین یہ بھی درست نہین اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ہماری فرمانبرداری مین ہر روز ریل بست نہ رہتا ایک بالشتی کجک سے چین کرکے کان پکڑی بکری نہو جاتا یون تو بہت سی دلیلین ہین جو برسبیل تسلسل کلام طوالت پکڑتی جائینگی بات یہ ہے کہ خداشناسون کے خیال مین درندون کا انسانی قابو مین آجانا خاص مشیت ایزدی سے ہے یعنی ہر جانور اتنی عقل رکھتا ہے کہ خدا کوئی چیز ہے اور اُسنے جانور کو انسان کے قابو مین آنا چاہا ہے مین اپنے خیال پر زور دیکر اسباب کو کہتا ہون کہ پرندے چرندے درندے سب خدا کو مانتے ہین اور اُسکے احکام بطیب خاطر بجا لاتے ہین اُنکی حرکات سکنات سے بیشک عیان ہوتا ہے کہ نطق کے سوا تمام جسمانی و روحانی طاقتین مثل انسان رکھتے ہین اور اُسکے حکم سے ہمارے حکم بردار ہین کم بینون کی نظر سے کچھ چارہ نہین ورنہ دور اندیش لوگ اس بیان کو قبول کرینگے کہ کل اشیاے کائنات ایک زبردست حاکم کے حکم بجا لانے مین مستعد کھڑی ہین اور پیدا ہوتے ہی اُسکی وحدانیت اور قدرت پر گواہی دیتی ہین

نہالے کز زمین عشق سر برداشت مجنون شد | ہمہ نخل بیابانی نشاند باغبان اینجا

غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ یہ سبزے جو پیش نظر ہین کس رنگ مین ہین اپنی صورت حال سے کیا ظاہر کر رہے ہین یہ درخت جو مستون کی طرح جھوم رہے ہین کس خوشی مین ہین کیون سرسبز ہین کیا کہہ رہے ہین صوفیون کو تو طنین مگس پر وجد و حال آتا ہی پتھرون کی خبر نہین ۔ ؎

| | |
|---|---|
| برگ درختان سبز در نظر ہوشیار | ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار |

اب پتہ ملگیا ہو گا کہ انسانیت کیا چیز ہی اور کل مخلوقات پر انسان کا کیا رتبہ ہی جو کام ہم کرتے ہین وہی جانور کرین تو درجہ مساوی ہی ہمکو وہ کرنا چاہیے جس سے جانور مجبور ہین ہمارے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پانوٴن اُسوقت سلو دبی ہین کہ بڑے بڑے کام کرین اور بڑے بڑے پانوٴن والون سے دو قدم آگے رہین صبر و قناعت جو کتون کی جبلی عادت ہی تسلیم و رضا جو بیلون کی فطری خو ہی ۔ فرمانبرداری جو اونٹون ہاتھیون اور بعض درندون کی خلقی خصلت ہی اگر ہم مین نہین تو یقین کرنا چاہیے کہ ہم جانورون سے بھی بدتر جانور ہین انسانی نطق جو موجب شرف انسان ہو اُسوقت بدنام ہی جب کہ بے نطق والون کے کردار سے ماند ہی اگر نطق پر دار مدار انسانیت ہی تو طوطا اور مینا بھی انسان ہین کیونکہ یہ بھی انسانون کی بولی بولتے ہین انسان کو انسان بننے اور انسان کو سچے وجود مین پہچاننے کے لیے سعدی نے دو شعر خوب کہے ہین ؎

| | |
|---|---|
| نہ بینی شتر بر حُدائے عرب | کہ چونش برقص اندر آرد طرب |
| شتر را چو شور طرب در سر است | اگر آدمی را نباشد خر است |

## مقدمہ پانزدہم

مین سب کچھ ہون اور کچھ بھی نہین یہ مسئلہ نہایت ادق ہی جس مسئلہ مین اثبات ونفی دونون ہون وہ تو بیشک بڑے اُلجھاو کی بات ہی مین سب کچھ ہون سے صرف ایک اُسی قوت کی طرف اشارہ ہی جو انسانی ہستی مین بالفعل پائی جاتی ہی اور وہ بہت بڑے بڑے افعال پر قادر ہی اور جسنے مختلف کوششون سے اثبات اپنے دعوی کا کیا ہی بارہا جو پُر تاثیر اور حیرت انگیز افعال اس قوت نے کیے ہین وہ ہماری نظر کے آگے ہر وقت موجود ہین اور جنمین

ہم دیکھکر تعجب کے دریامین مستغرق ہوجاتے ہین چین والون نے بغرض حفاظت و امن عملداری کے دس ہاتھ اونچی اور سات سو میل لنبی دیوار صرف ۱۵ برس کے عرصہ مین تیار کی بڑے بڑے اور پہاڑ حایل ہوئے لیکن اُنھین پاٹ لیا اور روئی کی طرح دُھن ڈالا سکندر نے دیوار دُین سمندر مین قائم کی اور ہردم خوردن کو آزار خلائق سے روکا بہت سے علامات ہین جو اظہار قوت انسانی کرتے ہین عالم محسوسات کو دیکھو یا تواریخ کی ورق گردانی کرو کتنے بڑے شکر کی بات ہی کہ اللہ جل شانہ نے ہمکو ہونہار بنایا اور ہر کام کے لائق کیا ہماری ہستی سے ایک ادنے ثبوت قدرت کبریائی ملتا ہی سمجھو ہم نمونہ قدرت ربانی ہین اگر ان نعمتون کا شکر نہ ادا کرین تو ہمسے زیادہ کوئی ناسپاس اور ناحق شناس نہین کچھ نہین نہین جب نظر کیجاتی ہی تو ہمارا زہرہ آب ہوا جاتا ہی تمام کام کرکے جب ہمین یہ خیال آتا ہی کہ کچھ بھی نہین تو مانند اُس گوسفند کے حقیقت گذرتی ہی جسے دن بھر خوب کھلاتے اور آرام دیتے ہین لیکن شام ہوتے ہی گرگ خونخوار کے پیش نظر باندھ دیتے ہین تاکہ اُسکا کلیجہ دہل جائے ہماری بہت بڑی انسانیت اور بہت بڑی قوت یہ ہی جب ہم کچھ بھی نہین پر غور کرتے ہین اگرچہ آسمان کو سر پر اُٹھالین لیکن ہر وقت ایک ایسی زنجیر مین جکڑے ہوئے ہین جسکا خیال نہ صرف ہمکو خوف اور افسوس کے گرداب مین ڈالدیتا ہی بلکہ بیابان موت ایک ایسی مُٹھی بھر خاک نظر آتا ہی جسپر قیامت انگیز طوفان باد عنقریب گذرنے والا ہی اور جب ہم طوفان سے اپنے تئین مصئون و مامون نہین رکھ سکتے تو بس ترکی تمام ہی جب ہم بڑھ بڑھکر باتین مارتے ہین تو معاً ہمارا معادی حصہ عقل ندامت انگیز قہقہہ مارتا ہی اور عبرت خیز سوال کرتا ہی کہ کیون میان تم وہی شجاع ہو جو ہفتہ کے اندر لوگون کو دیدار سے ترساؤگے اور ایک کنج تاریک مین تنہائی پسند ہوگے اور کہتا ہی کہ کیون صاحب ذرا اُنکا پتہ بتایئے جو قُم کہکر ہمجنس کو زندہ کرلیتے تھے وہ صاحب کہان ہین جو چشمۂ آب حیوان پر سیر کرنے گئے تھے اُس ایک سیستانی شجاع کا بھی گھر بتلا دیجئے جو دیو دن کو ایک گھونسے سے چکنا چور کر دیتا تھا جب یہ خیال کہ مین کچھ بھی نہین وسعت پکڑتا ہی تو ہم ایک ایسے صحرائے طلسم مین جا نکلتے ہین جہان کی ہوا سے ہماری ہستی کے چہرہ کا نقاب زمانہ کی طرح ایکدم مین

پلٹ جاتا ہی اور ایک وہ پاکیزہ جمال با حسن و خوبی نظر آتا ہی جو ہمکو بڑی عبرت دیتا ہی اور ایک سچی کیفیت پر مستقر کرتا ہی یہ جمال اگرچہ بنہایت دل پسند ہی لیکن دیکھتے ہی ہمارے بدن پر تزلزل اور رعشہ طاری کرتا ہی جب آج یہ خیال ہو تو کل دیکھیے کیا نوبت ہو یہ جمال نہین بلکہ آئینہ حقیقت ہی جسمین ہماری صورت اور بناوٹ سجاوٹ بعینہ نظر آتی ہی جب ہمکو اپنی بدروئی محسوس ہوتی ہی تو یہ تمام اکڑ بیگی اور بانکپن بھول جاتے ہین کسی زشت منظر نے دعا کی کہ مین خوبرو ہو جاؤن تاکہ ایک پری چہرہ شہزادی سے شادی کرون چونکہ خواہش بر خلاف رضاے حق تھی سہذا وہ پوری ہوئی یہ ہوا کہ اُسے بندر کی صورت بخشی گئی جب وہ عجیب الخلقت بنگیا تو شہر کے لوگ جوق جوق جمع ہونے لگے اور سب کو طرفہ ماجرا اور نیا تماشہ ہاتھ آیا آپنے پوچھا بھئی تمھارے اِس مجاؤ اور قہقہون کی کیا وجہ ہی مین نے تو اللہ تعالے کی جناب سے حسن یوسفی پایا ہی لوگ ہنسے اور کہا کہ واقعی آپکا حسن قابل نظر ہی آپ یوسف ثانی ہین اسیلیے خریدارون کی گرم بازاری ہی ذرا آئینہ منگا کر صورت دیکھیے اسپر تو آپ کو شک ہوا اور پانی کی سطح مین منھ دیکھا معلوم ہوا کہ جسم انسانی ہی اور چہرہ میمونی ہیچ ہوئے اور جھلا اُٹھے کہ اُف اللہ بھی کیا چیز ہی کچھ مانگا کچھ دیا اپنی نالائق خواہش پر کچھ نادم ہوا بلکہ جب اصل حقیقت دیکھی تو وہ سب شادی اور شہزادی کی آرزو بھول گیا۔ صرف ایک پردۂ غفلت ہی ہمارا دشمن ہو رہا ہی ورنہ فوراً قلعی کُھل جاے کہ ہم کیا ہین اور کیا ہونگے اُس بوڑھے جنٹلمین کی طرح جب ہمکو کوئی رہبر یا صاف گو یا معلم یا اتالیق ملجاے جو ایک مغرور شخص کو ملا تھا اور اُسنے اُسکی ہستی کی تمام گٹھری کھول کر رکھ دی تو یقین ہی کہ بار دگر اُس مرحلے مین قدم نہ رکھین جو سیدھا راستہ دائمی مصائب کا ہی اور مجل ہون اپنی ظاہری بناوٹ پر یہان پر گو لوگ کہینگے کہ سامعہ کو مشتاق رکھا اس معما کو حل نہ کیا کہ کیونکر بوڑھے جنٹلمین اور مغرور شخص کی روایت ہی لہذا لکھتا ہون کہ ایک شخص اعلے درجہ کا مغرور راستہ چلا جاتا تھا بانکپن مین فرد نہایت بیدرد۔ کجکلاہ مغرور دم اپنی دُھن مین رستم۔ تول تول کر قدم دھرتا مشیخت پر مرتا۔ دم دم پر اکڑتا بموجب لڑتا۔ ایک پیر فرتوت قریب سے گذرا اُسکا دامن اُسکے دامن مین لگا جوان متکبر۔ خود بین خود سر تندی سے بولا ابے بُڈھے دیکھتا نہین

جانتا نہین مین کون ہون۔ بزرگ بتبسم سخن آرا ہوا۔ ہان نور چشم جانتا ہون تم کون ہو اور واقف ہون کہ تم کیا تھے اور خبر رکھتا ہون کہ کیا سے کیا ہو جاؤگے اسپر تو اُس جوان نے حرارت طبعی کا ایک دونگڑا ہی برسا دیا اور غصہ سے پوچھا کہ بھلا بتلا کیا جانتا ہی بزرگ نے فرمایا مین یہ جانتا ہون کہ تم بھی کرور ہا عباد اللہ سے ایک آدمی کے قالب مین ہو اور جانتا ہون کہ تم پہلے ایک ناپاک قطرہ تھے جسکو پیشاب گاہ دو بار نکلنا پڑا اور جانتا ہون کہ تم یا تمھارا وجود انسانی اندرونی نجس اشیا سے ترکیب دیا گیا ہی جنکا نام ہی حیض کا خون تھوک یا بلغم رطوبت ہر قسم۔ ہڈی۔ گوشت اور بہت سی ناپاک چیزین۔ جسپر تم اتنے چٹکتے ہو اور یہ بھی جانتا ہون کہ ایک روز یہ سب شیخی خاک مین ملجائیگی جب تم مروگے سڑو گے اس مٹی مین کیڑے پڑینگے کتے بھی نہ سونگھینگے گنج تاریک ہوگا اور تم تنہا حسرت و بیکسی ہوگی اور وداع دنیا۔ ای عزیز جو یہ چند الفاظ مین نے بیان کیے تمھاری سوانح عمری کا خلاصہ ہی جوان طناز سراپا ناز نے یہ الفاظ عبرت زا سنکر متاثر ہو کر عذر کیا۔

انسان اس لفریب بازیچہ مین ازلی طریقت کو بھولا ہوا ہی اور حقیقی ابدی کو یاد نہین کرتا جب کوئی مرتا ہی تو چند لمحہ کے لیے اُسکی ہستی کا نقشہ آنکھون مین پھر جاتا ہی اور سوچتا ہی کہ مین بھی انھین لوگون مین ہون جو شب تاریک مین بے اعانت غیرے آنکھو بند کیے سیدھے عدم کو چلے جاتے ہین لیکن یہ خیال کچھ بہت دیر نہین ٹھہرتا عوا صان گوہر جو کے آب سر کی طرح آیا کہ گیا البتہ وہ طبیعت جسنے نور معرفت اور انجام بینی سے قوت پائی ہی یا ادراک حقیقت سے کچھ علاقہ اور استعداد رکھتی ہی ایسے خیال کو ذرا مضبوطی سے پکڑتی ہی اور تشریح و تحقیق بھی خوب کرتی ہی وہ دیکھتی ہی کہ ابتدا اور انتہا مین کیا فرق ہی۔ خیر کچھ ہو اسمین شک نہین کہ انسانی ہستی گرداب بلا مین پھنسی ہوئی ہی۔ وہ اپنی حالت پر جہان تک غور کریگا طرفہ مذاق پائیگا اور ایک نئی کشمکش اور جوابدہی مین اپنے تئین ماخوذ دیکھیگا۔

زمانہ کوئی شی نہین اور نہ شی کوئی زمانہ بلکہ ہم اپنے آنے جانے والے نفس مین تینون زمانہ کا تماشا کرتے ہین گو زمانہ ہمکو نہ دیکھتا ہو لیکن دماغ مین قوت ادراک اور دیدون مین نور موفور کا ہونا شرط ہی ایک ہی نفس مین تینو زمانہ کی کیفیت نظر آتی ہی۔ جب ہم اپنی موٹی

تا زے وجود کو فلسفانہ نظر سے جانچین اور تحقیق و تجسس کے ہاتھ سے اُسکی نمانہ تلاشی کرین تو عجیب اسباب ہاتھ لگین اسوقت لغوی طور پر ہکو اپنے وجود انسان نام کے معنی ٹھیک انسانیت سمجھ مین آئینگے اور اُسکا عین الیقین درجہ ہوگا کیونکہ جب تک ہم تحقیق نہین کر سکتے اندھون کی طرح تہیدست بھٹک رہے ہین -

انسان جب اپنے وضعی لفظ کے معنی خوب سمجھنا چاہتا ہی اور سمجھکر یہ آرزو کرتا ہی کہ اپنی تئین اسم با مسمےٰ بنائے تو وہ ایک تخم نیب پر بڑی گہری نظر کرتا ہی اور صورت حال سے ششدر ہوکر سوچتا ہی کہ قدرت نے ایک ایسی قوت نامیہ اس دانہ مین رکھی ہی جو دانہ کو مادہ کا محتاج نہین رکھتی اور ایک ایسی زبردست استعداد سے مملو ہی جو دانہ کو دو نیم کرکے نمو کے ساتھ عالم بالا کو لیجاتی ہی اور مطلق اُسکی پروا نہین کرتی اور خود بلا اعانت غیرے سینۂ زمین مین خواہ وہ شور ہی کیون ہو رخنہ کرتی چلی جاتی ہے -

جب یہان تک غور و فکر کی نوبت پہونچتی ہی تو لاجرم انسان ایک ادنیٰ نبات ہی ترقی کا سبق حاصل کرسکتا ہے خواہ اُس ترقی کا کسی سبب سے تعلق ہو اِس سے بحث نہین بس مسئلہ انسانیت کی تفسیر ہوچکی -

## مقدمہ شانزدہم

یہ بات بیان کرنا کچھ آسان نہین ہی کہ انسانی نیچر کو مخلوقات گوناگون کے نیچر پر کہان تک فضیلت ہی اور انسان فی حد ذاتہ کیا شی ہی فلاسفرون نے اِس بحر ناپید اکنار کے عرض طول اور عمق کی حد تلاش کرنے مین سالہا سال جد و جہد کی لیکن نتیجہ مین وہی کیفیت ہوتی جو عالم خواب مین ہوتی ہی اُن نادرات عدیم المثال کو جو عالم خواب مین دیکھ چکا ہی ہنگام بیداری ڈھونڈھتا پھرتا ہی لیکن پتہ نہین ملتا اور اسوقت ایک عجیب حیرت اور سکتہ کا عالم اُسپر طاری ہوجاتا ہی - ہرچند کہ خود انسانی ماہیت محققون کو ایک بڑے الجھاؤ مین ڈالدیتی ہی لیکن ازادہ ترجیح اس خیال کا پیش کرتی ہی کہ وہ قادر جس نے یہ گورکھ دھندھا بنایا ہی کیسا حکیم اور کیسا توانا ہی - انسان بہت کچھ کوشش سے بہت کچھ حاصل کرسکتا ہی بلکہ یون کہو کہ کوئی شی نہین جسپر انسانی دسترس نہو لیکن وہ اپنے نیچر کی تحقیقات سے اِس طرح عاجز ہی جسطرح پیک نظر افلاک کی اشیاء کی حقیقت

دریافت کرنے سے - ہرچند کہ اسلاف نے اس راہ مین بیشتر قدم رکھا ہو لیکن انکی رہ نوردی کا میدان کو انسانی تجربے سے وہی مناسبت ہو جو قیاس کو نادیدہ و ناشنیدہ شی کی جستجو سے -

حکمت کا خاتمہ صرف اسی پر ہو کہ سمند خیال جب اُسے گرم مہمیز کرین بے قابو ہو جائے گو ہر شہسوار مختلف النسل گھوڑون پر سوار ہو کر فنون شہسواری دکھاتا ہو لیکن عمدہ ترین اپنے تھامنے اور تاج سر قائم رکھنے مین ہو -

جب ہم اپنے وجود اور اُسکی حقیقت پر نظر کرتے ہین تو فی الفور ایک ایسا تیز قدم اور خوش رفتار خیال پیدا ہوتا ہو جو دور دراز راہ مین لیجا کر چھوڑ دیتا ہو اور وہان محسوس طور پر ہماری ازلی کیفیت کھل جاتی ہو لیکن ذرا تامل کے بعد پھر کچھ نظر نہین آتا کہ ہم کون ہین اور کہان سے آئے ان خیالات کی بنیاد صرف ایک انسانی ہستی کی جانچ ہی نہین ہو بلکہ غور کرنے آسمان پر نظر اُٹھانے سے بھی یہ خیال بہت تعلق رکھتا ہو -

ہماری ہستی گو ایک بے نظیر یا ایک ایسی شی ہو جسکی حقیقت سے خود ہم ماہر نہین لیکن اس ماہیت کے موجد کی قدرت اُس سے کہین زیادہ تر ثابت ہو جسمین ہم کسی وقت خاص مین غلطان و پیچان رہتے ہین - اگرچہ زمانۂ حال کے بعض فلاسفرون نے اپنی دُھن مین مذہب و دین کو کوئی شی قرار نہین دیا اور خدائے موجودات کے وجود کو نہین مانا لیکن یہ صرف اُنکے خیالات کی طغیانی ہو ورنہ خدا کے عدم کو کائنات کی ہستی سے کیا نسبت بلکہ کائنات ہی قوی دلیل ہستی خدا ہو - اگر یہ لوگ خیالی طوفان کے جوش سے اپکو تھامے رہتے تو ہرگز اپنی جگہ سے ڈگمگا نہ جاتے - قوی نیچر انسان تو وہی ہو جو وقت بحث اور غلیان شدت اپنے آپ کو قابو مین رکھے خدا کا عدم اُسوقت بیشک تسلیم ہو سکتا ہو جبکہ ہم یا ہمارے اسباب تمامہ معدوم ہو جائین اور تمام زمین و آسمان کے طبقون مین خلا ہی خلا نظر آئے -

فلاسفہ کی اصل راہ کو بھول کر جن لوگون نے ایک نئی وحشت ناک راہ مین قدم رکھا ہے اور قدم رکھتے ہی یہ کہنا شروع کیا کہ کل وجود اشیا اور زندگی چکنی مٹی سے ہی زمانہ مین خود بخود پیدا ہو گئے تھے بعد اُسکے اُسی مٹی سے جانداز چیزون کی سادی شکلین از خود نمایان ہو گئین اور پھر کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اُنھین سادی اشکال اور نمونون سے اور زیادہ پیچیدہ اور

وفیق تشکیلیں پیدا ہونے لگیں اور اشیاء کے سنجانے کا سبب یہ بیان کرتے ہین کہ موسم کے تغیرات اور آب و ہوا کی تاثیرات وغیرہ سے ہر ایک شی اپنی زندگی کے دورے کو تمام کرتی ہے۔ وکہتی ہین کہ دنیا کی کل مخلوقات نہ تو کسی خدائی منشا اور غرض سے ہی اور نہ اس خلقت کا کوئی مالک اور خدا ہی جسنے اپنے دست قدرت سے بعد الید شئہ کو پیدا کیا ہو۔

ایسے لوگ انسانی نیچر کی عمدگی و فضیلت کا لائق ثبوت اس سے زیادہ نہین پا سکتے کہ انکا نیچر ایسی ہستی قدرت اور پابند توجہ سے بنایا گیا ہے جو بلند پروازی مین اپنے آپکو نہین دیکھ سکتا۔ انھون نے جب اس حیرتکدۂ عالم مین قدم رکھا تو انپر ایک حالت طاری ہوئی جسکی مشابہت حیرت اور سکتہ سے ہے وہ آنکھ کھول کر چارون طرف دیکھنے لگے کہ یہ کیا کیا اشیا ہین اور اس مقام کا نام کیا ہے۔ ہمکو کہان سے کہان کون لایا اور اب کیا کرنا چاہیے۔

وہ ابتدا مین بہرے تھے کوئی کچھ کہے مگر کچھ نہین سنتے۔ وہ ابتدا مین گونگے تھے صرف اشارہ و مین اپنا ما فی الضمیر سمجھاتے تھے جسکو دنیا کے لوگ کبھی سمجھتے اور کبھی نہین سمجھتے تھے وہ ابتدا مین چوپایون کی طرح محدود جگہ مین دو چار قدم چل پھر سکتے تھے اور ہاتھون سے پانون کا کام لیتے تھے۔ وہ ابتدا مین اتنا بھی تمیز نہ رکھتے تھے کہ پھول اور انگارے مین کیا تفاوت ہے رسی اور سانپ مین کیا فرق ہے۔ اور وہ ستر عورت کی خوبیون سے بھی آگاہ نہ تھے۔ لیکن جیسا جیسا دن چڑھتا گیا اور آفتاب بلندی پر پہونچا اُنکے حواس ظاہری اور باطنی مین قوت آئی اور اب اس لائق ہوئے کہ انسانی نطق مین اپنا مطلب بیان کرین ماں سے کہنے لگے آ آں بھوک لگی ہی باپ سے گویا ہوئے دو پیسہ کی جلیبی منگا دو بعد اسکے اُنکی تعلیم کا زمانہ شروع ہوا پڑھنے لگے شروع کرتا ہون مین او پر نام اللہ کے وہ کیسا ہی رحمن اور رحیم رفتہ رفتہ تعلیم سے نیک و بد کے تمیز کی قابلیت حاصل ہوئی اور اُنکے خیالات پر لوگون کو توجہ ہونے لگی۔ غرضکہ وحشت سے نکل کر رفتہ رفتہ انسانیت مین آئے۔ اگرچہ ابتدا اُنکی پیدایش کی وحشت و حیوانیت سے ہوئی مگر زمانہ کے گذرنے پر اُنکا وجود باقیمت اور اُنکا خیال قابل قدر ہو گیا جس سے اُنکو انسانیت کا تمغہ ملا۔

اہل فلسفہ کا وجود کچھ اسی زمانہ مین نہین بلکہ قدیم زمانہ سے پایا جاتا ہی کیونکہ علم کے

واسطے عالم کا ہونا ضرور ہی اور انسانی ماہیت پر جس سے قدرت آلہی کا بالکل تعلق ہی ہر زمانہ مین علما اور عقلا نے چشم تحقیق کھولی ہی لیکن زمانۂ حال اور زمانۂ قدیم مین صرف اتنا انقلاب یا اختلاف عارض ہوا کہ زمانہ گذشتہ کے فلاسفر وجدانی حالت مین خودی سے نہ گذر جاتی تھے اور یہ لوگ بیخود اور بدمست ہوجاتے ہین ہر چند کہ کل حالتون کا انجام ایک ہی لیکن بندش خیالات مین بالضرور تضاد ہی اُن لوگون نے واجب تعالے کے دلائل ہستی کی ترتیب مین کوشش کی اور انھون نے صرف اسکے عدم کو ثابت کرنا چاہا اوقات غور و فکر اور طریق تامل دونون کے یکسان ہین مخالفت صرف نتیجہ مین ہی۔ ان عارضی اسباب کی قوی وجہ یہی ہی کہ جن ظرفون مین خیالات کی گنجایش ہو یکسان نہین ہین یعنی چھوٹے بڑے ہین ہر ایک ظرف سے وہ شئ بالاخر ریختہ ہوتی ہی جو ظرف مین ٹھونس ٹھونس کر بھری گئی ہو۔

مولوی عبد الرحمن جامی کے فلسفہ اور عقائد کا ایک عالم گواہ ہی انھون نے بھی وہی خیالات ظاہر کیے ہین جو ہر شئ کے نیچر سے مترشح ہین یہان پر اُنکے عقائد سے چند اشعار نقل کرون تو شاید میرے بیان کے ثبوت کو کافی ہون۔

## ابیات مولوی جامی

| | |
|---|---|
| ز ہر ذرہ بدو روئی دراہے ست | بر اثبات وجود او گواہے ست |
| بود نقش ہر ہوشمندے | کہ باشد نقشہا را نقشبندے |
| بہ نیم گر ہزاران نقش پیداست | نیاید بے قلمزن یک الف راست |
| درین ویرانہ نتوان یافت خشتے | برون از قالب نیکو سرشتے |
| بہ خشت از کاک انگشتان نوشتست | کہ آن را دست دانائی سرشتست |
| ز لوح خشت چون این حرف خوانی | ز حال خشت زن غافل نمانی |

مین بیشک اُس راہ مین اپنے باپ کی تقلید کرونگا جس راہ مین اُسنے اپنے باپ کی تقلید کی ہو اور اسطرح سلسلہ تقلید کا جناب مورث اعلی تک پہونچا مین بالاعلان کہتا ہون کہ مین قیا توسی عقائد کا مقلد اور قدیم شریعت کا پابند ہون اسلیے اپنی قدیم عادت اور خاندانی رسم کو کسی جدید رواج اور خیال سے اسوقت تک نہین بدلتا جب تک اس سوال کا جواب نہ ملے کہ بے طلوع

خورشید عالم سفلی کیونکر روشن ہو سکتا ہی اور بے تحریک کیونکر کوئی شی نمو اور بالیدگی پا سکتی ہی اور پھر موسم وہوا کی تاثیر خاصیت مین کیونکر یہ تغیر ہوتا ہی کہ ایک وقت مین کسی شی کو موجود کرے اور ایک وقت لین معدوم میرے خیال مین جو شی محرک اجزا ہی خدا ہی موسم وہوا کے مزاج مین جو شی تغیر انداز ہی خدا ہی - آفتاب کو روشن کرنیوالا جو شخص ہی خدا ہی کوئی شی حالت محسوس مین معدوم نہین کہی جا سکتی حالانکہ وہ شی جو معدوم قیاس کی گئی ہی بالفعل ہر شی مین موجود ہی اور اسلیے ہر شی ہی شی ہی

ہر چند کہ بقول بعض فی الاصل مذہب و دین کوئی شی نہو بلکہ انسانی نیچرل آزادی کا قاطع ہی لیکن خیال یہ ہی کہ جسطرح نیچر کے کل اسباب ایک سلیقہ پر پائے جاتے ہین ضرور ہی کہ انسان کو زندگی بسر کرنے کے لیے چند قاعدے اور ضابطے درکار ہون کیونکہ ہر انسان جو کسی زمانہ مین بالکل وحشیانہ ہستی رکھتا ہی اور یہ ہستی بچپن کا زمانہ ہی اپنے علم و عقل مین ایسا لائق نہین ہی کہ بے رہبر منزل پر پہنچے اور نہ ایسا کوئی انسان ہی کہ گذشتہ اکابر کی فضیلت مین حصہ دار ہو پس اُس طریقہ کو جو ہماری زندگی کے لیے آلہ فضیلت ہی بیشک اختیار کر سکتے ہین -

قدرت نے تمام اشیا ایک قاعدہ و سلیقہ پر پیدا کی ہین اور جو بے سلیقہ ہین اُنکی کانٹ چھانٹ انسان کے ہاتھ مین دی ہی اگر مذہب کوئی شی نہوتا تو ہندو ہرگز نہ کہتے کہ کنھیا ایک بڑا اوتار تھا جسنے گوال کے ہان پیدا ہو کر قدرت کے بہت سے تماشے دکھائے یا رام اوتار ایک ایسا جامع صفات الوہیت اوتار ہوا جسنے دنیا کے گنہگارون اور ظالمون کے پنجہ سے بہت سے ہندون کو نجات دی اور ان دونون اوتارون کا وجود انسان سے مشابہ تھا اور نہ مسلمان معتقد اس بات کے ہوتے کہ خدا ایک ایسی جگہ ہی جہان کوئی شی نہین اور نہ کوئی ایسی شی ہی جسمین خدا نہین اور خدا باوجود ہی یا بے وجود یعنی اُسکی حقیقت پر پورا پورا ادراک نہین اور نہ یہ معلوم کہ فی نفسہ خدا کیا شی ہی نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی اس عقیدے کے قائل ہین کہ صحیح صحیح بھید خدا کا ابتک کسی معلوم ہوا لیکن مذہب ایک ضروری زینہ عبادت و معرفت کا ہی اہل ہند اگر یہ اقرار نہ دیتے کہ کنھیا کے سر پر مُکُٹ تھا اور رنگ سانولا اور شنکھ چکر گدا پدم یہ چار ہتھیار اُنکے ہاتھ مین تھے اور چند اُنھین صفات سے رامچندر موصوف تھے تو کس صورت کے دھیان پر فرائض عبادت ادا کرتے اور کس شی کا نام لیتے جو اُنکے عقائد مین

خالق خیال کیا جاتا ہی حال مسلمانون کے مذہب سے اُنکے عقائد کا ہی ہر شخص عالم تصور مین ایک ایسی شی موجود قرار دیتا ہی جو اُسکے عقائد مین قوی و نا متغیر ہو اور پھر اُس سے ہر قسم کی التجا اور آرزو کرتا ہی ایسے سچے خیال کا معلم صرف ہمارا ایک مذہب ہی ورنہ کس جہت سے ہم اپنے ڈانوا ڈول خیال کو ایک جگہ قائم کر سکتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ ہر چند اہل اسلام خدا کو بے وجود قرار دیتے ہین لیکن ضروری کہ جب وہ خدا کا نام لیتے ہین یا اُسکے حضور کسی قسم کی التجا پیش کرتے ہین تو اُسکی صورت قائم کر لیتے ہون کیونکہ بغیر صورت قائم لیے ہوئے انسانی خیال ہرگز قرار نہین پکڑتا جب ہم خدا کی درگاہ کا نام لیتے ہین تو یقین اسبات پر جم جاتا ہی کہ آسمان پر کوئی مکان محرابدار مسجد نما جسکا بڑا وسیع کمرہ درگاہ کہلاتا ہی اور وہین کہین خدا رہتا ہی جسکے پاس تک کوئی نہین پہونچ سکتا اور شاید خدا ایک پیر ضعیف کی صورت مین ہی اُسکی ریش و ابرو سفید ہی لیکن صاحب قوت ہی کیونکہ خدا کے نام سے پایا جاتا ہی کہ وہ طفل یا جوان نہین ہی بلکہ ایک بوڑھا شخص ہی جو اپنے بندون پر ہمیشہ کی عادت سے فوراً رحم لاتا ہی۔

ہر چند کہ مذکورہ بالا خیال صرف میرا خیال ہر اسے خیال ہی لیکن میرا یہ کہنا تو بے تحاشا ہی کہ ہر شخص فکر اور پرستش کے وقت اپنے معبود کی ہیئت قائم کر لیتا ہی خواہ جھوٹون کوئی نہ مانے اگر کسی مذہب خاص پر ہمارا عقیدہ قائم نہین ہی تو لاریب ہم اپنا کوئی معبود قرار نہین دے سکتے اور نہ کوئی خالق مان سکتے ہین وہ عقیدہ خوب ہی جسنے ایک شی کو کسی خاص صنعت سے منسوب کیا نہ کہ وہ عقیدہ جو اُسی صفت مین چند اشیا کو حصہ دار سمجھا اور ان دونون عقیدون مین قوت و ضعف کا ایک امتیاری تفاوت ہی مثلاً یہ کہنا کہ خالق کل اشیا کا خدا خدا نہین ہی بلکہ فی حد ذاتہ خدا کوئی شی نہین خالق تمام مخلوقات کا نیچر ہی اور وجود نیچر کے اعضا ہوا پانی۔ زمین۔ زمان موسم۔ وقت اور بہت سی شئین ہین جب ان اشیا کا خواص باہم امتزاج قبول کرتا ہی تو اس مزاج مجموعی شکل کو نیچر کہتے ہین اور نیچر بالترتیب تمام اشیا کو جہانتک ہماری نظر مین آتی ہین پیدا کرتا ہی اب ان دونون عقیدون پر غور کیجیے کون کون قوی ہی کون ضعیف کون پایدار ہی کون سریع الزوال کون طویل ہی کون مختصر کون موزون ہی کون ناموزون۔ اس نیچر کی طوالت سے درگذر کر میری رائے مین بھی مان لینا

کہین اچھا ہی کہ خدا کوئی شی ہی جو اہل نظر کی نظر مین سب جگہ موجود اور معتقدان صورت کے واسطے کائنات کی ہستی سے ثابت۔

## مقدمہ ہفتادہم

یہ مسئلہ کہ ایک سچے انسان کی کیا تعریف اور کیا کام ہی جیسا کہ ادق و پیچیدہ ہی ویسا ہی سہل اور آسان تر ہی پیچیدگی اسمین یہ ہی کہ انسان کو زندگی کے دنون مین تمام غور و فکر اسی تحقیق اور جستجو مین مصروف رکھنا پڑتی ہی کہ کون سے مختلف علامات ہین جو جمعیت و احد سوسائٹی کے خیالات پر ایک فرد خاص کی وقعت و فروغ کا اثر ڈالین۔ اور آسان اس معنی سے کہ تمام اپنے کام مانند نور آفتاب کے روشن تر ہین ضرورت دریافت و جستجو نہین۔

انسان کے تمام فعل خواہ اچھے ہون یا برے لاجرم ایک اثر خاص پیدا کرتے ہین ہر شخص اپنی بھلائی اور برائی سے دنیا کی بھلائی اور برائی کے سلسلے کو گھٹاتا بڑھاتا ہی کیونکہ جسطرح ہوا ے محیط کل دنیا کو گھیرے ہوئی ہی یا یون کہو کہ یہ ہوائی سمندر ہی جسکے بیچ مین دنیا معلق ہی اور اسی اعتبار پر حکما کے نزدیک خلا محال ہی اسیطرح ساری کائنات گویا ایک سلسلے مین مربوط ہی سلسلے کی جس شی کو حرکت پہونچیگی بالضرور تمام چیزون پر خفیف یا ثقیل اثر مترتب ہوگا ہمارے بزرگون کے اقوال و افعال کا اثر جس طرح کہ ہم پر پڑا خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری اسی طرح ہمارے اعمال کا اثر آنے والی نسلون پر پڑیگا خواہ اچھے ہون یا برے پس بزرگون کے قدم پر ہمکو قدم رکھنا چاہیے یعنی جس طرح اُنھون نے ہمارے واسطے مختلف اسباب شائستگی و تربیت مکمل چھوڑی ہین اسیطرح ہمین بھی اپنی اولاد کے واسطے بھلائیون کا کارنامہ آراستہ چھوڑنا چاہیے۔ انسانی مخلوق کچھ آناً فاناً ترقی نہین پکڑتی بلکہ مانند ایک پودہ کے سالہا سال کی آبیاریون سے نشو و نما اور بالیدگی پاکر شگفتگی و بار آوری پر آتی ہی تو بادہ کو اسی امید سے سینچتے ہین کہ کسی زمانے مین اس سے میوہ پینگے یا خوشرنگ پھولون سے دماغ کو معطر کرینگے یا صرف باغ کی زینت و زیبائش مین ترقی ہوگی یا کسی مرض کا علاج ہوگا یا کوئی اور کام نکلیگا معصوم بچون کو بھی امید سے پالتے ہین کہ والدین کو ضعیفی مین راحت پہونچائینگے خاندان کی عزت کو شہرت سے

ترقی دینگے دنیا مین خود نیکنام ہونگے اور پالنے والون کو نیکنام کرینگے نتیجہ یہ ہی کہ آیندہ راحت و عزت کی امید پر بالفعل طرح طرح کی سختیان گوارا کرنا پڑتی ہین اور حسب ضرورت ایک ممنوع کام بھی کرنا پڑتا ہی لیکن جب ان کوششون مین برائی پیدا ہوگی تو بالضرور اُنکا نتیجہ بھی تلخ ہوگا ایک چھوٹی سی نظیر یہ ہی کہ جو والدین اپنے پیارے بچون کو اوستاد کی تنبیہ و تادیب سے کنارہ رکھتے ہین اور تعلیم و تلقین کی سختیون کو بجائے ناز و نعم سے مبدل کرتے ہین وہ گویا ایک ایسے درخت کی آبیاری کرتے ہین جو فصل پر بجائے ثمر شیرین زہریلے پھل لائیگا یا اُسمین جگرخراش کانٹے پیدا ہونگے اس طرح کی بہت سی کوششین ہین جنکا نتیجہ خوفناک اور مضر ہی بیشک اُن لوگون کے احساس کُند ہین اور اُنکی قوت ممیزہ بالکل مسلوب ہوگئی جو حالت مذکورہ بالا مین ماخوذ ہین جن لوگون کی نگاہین بلند ہین اور اُنکو انسانی ادراک خوب حاصل ہی وہ ایک کام کو اُسوقت شروع کرتے ہین جبکہ اُسکے انجام کو نظر غائر سے جانچ لیتے ہین ع سمجھ لیتے ہین بیوپاری تمتع سے ضرر پہلے :-

جو قوت اللہ نے انسان کو بخشی ہی اور جو بصارت محسوس طور پر دی ہی اگر انسان اُسکو فعلیت کے درجے پر نہین پہونچاتا تو وہ ایک ایسا شخص ہی جسکو بے استحقاق کوئی دولت دیگئی ہی حالانکہ قدرت کا منشا کچھ اور تھا مگر یہان عمل کچھ اور ہوا آنکھین ہین مگر سوجھتا نہین عقل ہی مگر بوجھتا نہین ایسا انسان فی الحقیقت انسان نہین ہی بلکہ ایک حیوان مطلق قالب انسان مین ہی اگر انسان اس قسم کے مضامین پر غور کرے تو اسے معلوم ہوجائے کہ وہ کن باتون سے ان کہلایا اور خاص کام اُسکا کیا ہی - انسان وہی جو اچھے کامون مین عمر صرف کرے اور اُنھین کو اپنی روح کی غذا سمجھے کیونکہ بُرے کامون کا ہمیشہ بُرا ہی نتیجہ ہی -

جو لوگ اچھے انسانون مین گنے جاتے ہین وہ ہمیشہ اپنی نیکنامی برقرار رکھنے اور حفظ آبرو مین کوشش کرینگے سوا اور کسی شغل کو بہتر نہین جانتے کیونکہ اُنکے دل مین ایسی حوصلہ دلانے والی اور جگرخراش فکر موجود ہی جو قدرتی طور پر اُنکی عیش و آرام کو بھی پسند نہین کرتی اچھے بُرے نہین کرتی اچھے بُرے انسانون مین صرف اتنا ہی فرق ہی جتنا کہ گلدستہ کے چند اُن پھولون مین جو بعض خوشبودار ہون اور بعض صرف خوشرنگ لیکن بے خوشبو -

اچھے انسانون کی اچھائی صرف اُنکے اقوال و افعال ہی سے نہین ٹپکتی بلکہ اُنکے قدم قدم سے

بھلائیون کا نشان ملتا ہی وہ جا ہے جتنا اپنے تئین چھپائین لیکن مشک و عشق کی طرح ہرگز چھپ نہین سکتے وہ چاہتے ہین کہ عالم شہود مین اپنے تئین نہایت ذلیل اور حقیر رکھین لیکن قوم کی نظر اُس حقارت و ذلت صوری کو بشکل رفعت و عزت دیکھتی ہی۔

جب انسان اپنے آپکو بڑی گہری نظر سے نہین دیکھتا اور اپنے خیالات کا تصفیہ نہین کرتا تو نہایت پیچیدہ بھرم جال مین پڑا رہتا ہی ظاہری آنکھین صرف اتنا دیکھ سکتی ہین کہ زید و عمر و ایک وجود ہین جسمین دو کان ہین دو چشم ہین دو ہاتھ۔ دو پانون ایک ناک ایک سر اور علی ہذا لیکن جب عقل کو زور دیا جاتا ہی کہ زید و عمرو کی ہستی سے منشاے قدرت ربانی کیا ہی اور اُس خاکی پتلے کو کہان تک مستعد بنایا ہی تو صاف کھل جاتا ہی کہ انکی ہستی ایک بڑی قیمتی ہستی ہی جسکو بقراط اور سقراط ایسے حکماے نے بھی جانچ نہ پایا اور بیشک وہ اُس قوت اور لیاقت کا مخزن بنایا گیا ہی کہ انسانی توانائی کی حد تک جو چاہتا ہی کر سکتا ہی۔

## مقدمہ ہشت دہم

ہر چند کہ از روی علم تحقیق نیک و بد انسانون کے قواے دروی کی ساخت مین تفرق ہو لیکن ظاہری آنکھون مین تو ہر قسم کے انسان یکسان نظر آتے ہین اور صورت حال سے یہ تمیز ہو تا کہ انمین کیا فرق ہی۔

اچھے بُرے انسانون کا تمیز صرف اُنکے افعال اور خیالات سے ہوتا ہی۔ انسانی مجلس مین اچھے بُرے سبھی قسم کے انسان ہوتے ہین اور بلحاظ اُنکی قدرت اور قوت کے جو انکو دنیا کے اسباب پر اختیاری طور پر حاصل ہی وہ تین قسم پر تقسیم کیے گئے اعلی اوسط ادنی ان ہر سہ قسم کے انسانون مین اچھے بُرے انسان ہوتے ہین۔

اچھے بُرے انسان ایک ہی سا رنگ روپ اور اعضا رکھتے ہین لیکن ان دونون مین فرق باریک ہی اچھے انسانون کے خیالات اُس مخرج سے نکلتے ہین جو اُنکی دائمی سعادت و رشادات کا چشمہ ہی اور بُرے آدمیون کے افعال و خیالات کا وہ مخرج ہی جو اس فانی زندگانی کو دائمی بدبختی و شقاوت مین اسیر کرتا ہی گو کہ دونون کے افعالی قواے ایک مین لیکن خواہش

اور فہم وارادہ بین مراحل بُعد ہی۔ اچھے آدمیون کی نظر بدلی کی طرح گل و خار پر یکسان پڑتی ہی اور وہ جانتے ہین کہ زندگی کا قیمتی زمانہ ہرکسی کے لیے عزت و قدر کا یکسان استحقاق رکھتا ہی اور جس طرح کہ دریا مین موتی پیدا ہوتے ہین سیپی اور گھونگھے بھی پیدا ہوتے ہین وہ یہ بھی سمجھتے ہین کہ نیچر مین انسان کا یکسان مرتبہ ہی خواہ ایک گورا ہو دوسرا کالا۔

استحقاق مین کمی پیدا کرنے والی کوئی شی ہی وہ صرف ناپسندیدہ افعال اور مذموم خیالات کی زنگ ہی اس قسم کے خیالات والے انسان انسانیت کے زینہ پر جلد پہونچ جاتے ہین اور عنقریب ایک بڑا درجہ حاصل کر لیتے ہین اُنکے لیے ہر وقت دماغی و اخلاقی کے اسباب پیش نظر رہتے ہین اور برکتین کہتی ہین نعمتین پکارتی ہین کہ انسانی دسترس کا ہاتھ کہان ہی بڑھے ہمکو نے وہ ہاتھ بڑھاتے ہین اور اُنکو لے لیتے ہین۔

اچھا انسان ہر وقت صرف یہ سوچتا ہی کہ گو قدرت نے کسی مصلحت سے مجھے دستار نہین بخشی لیکن دو پیسہ والی کلاہ کو دونون ہاتھون تھامنا چاہیے مبادا سموم کے تھپیڑے سے سر برہنہ ہو جائے وہ خیال کرتا ہی کہ انسان کی ارجمندی و ناموری مالداری مین نہین ہی بلکہ بزرگی اسمین ہی کہ جو کچھ قدرت نے دیا ہی اُسے دانائی اور دوراندیشی کے ساتھ صرف کرے اور کامل احتیاط اس امر کی رکھے کہ دولتمندون کے حضور دامن سوال نہ پھیلانا پڑے۔ وہ دولت اور نعمت کی افزایش کو جنجال سمجھتا ہی اور فقر و فاقہ اور صبر و قناعت کو داد آلہی اور فضل نامتناہی جانتا ہی۔ وہ دنیا کی مختلف دولتون کو ایک دھوکا دینے والی شی خیال کرتا ہی اور نیکی و نیک اندیشی کو سچی خوشی اور خوش نصیبی جانتا ہی جانتا ہی۔ ظاہری دولت کی قدر و قیمت نہین کرتا مگر انجام اندیش خیال کی مدد سے نیکو شعاری و نیک افعالی کو دوست رکھتا ہی۔

اچھا انسان ہر وقت یہی سوچتا ہی کہ گو غرور اور خود پسندی کے خیالات خوش آیند ہین اور دل کو بھلے معلوم ہوتے ہین لیکن چونکہ ابنائے جنس اس قسم کے خیالات سے گریز اور نفرت کرتے ہین اور بچشم حقارت اہل خیالات کو دیکھتے ہین اسلیے انکسار اور فروتنی کا مسلک عمدہ ہی کہ ہر شخص خواہ وہ دوست ہو یا دشمن پیار اور محبت کرتا ہی اور یہ کلیہ ہی

کہ اہل انکسار کا کوئی شخص دشمن اور بدخواہ نہیں ہوتا وہ بخوبی جانتا ہے کہ وقت اور قوی کو صحیح طور پر انکے محل اور موقع پر استعمال کرنا چاہیے تاکہ حکمت اور عدالت مین فرق نہ آئے اور جو طریقہ کہ حکما نے انسانون کے لیے بتلایا ہے اس سے مو تفاوت نہو۔ خواہ دولتمند ہو یا غریب یا کوئی اوسط درجہ کا آدمی اگر اسمین اچھاپن موجود ہے اور اگر وہ حکیمانہ خیالات رکھتا ہے اور اگر وہ پورا پورا انسان ہے تو لا محالا اپنے وقت کی قدر کریگا اور اپنے فرائض بالوازم یا خدمات مستعدی سے انجام دیگا اور کسی دوسرے وقت اور دوسرے کی مدد کا منتظر نہ رہیگا وہ باوجود جسمانی ناتوانی کے ایسا پر دل اور عالی ہمت ہوتا ہے کہ مصائب کے ٹالنے مین نیچر کے بخل کی اذیتون کو کچھ بھی خیال نہین کرتا اور خوشدلی سے خندہ دہن اور شگفتہ جبین رہتا ہے۔ وہ اپنی حالت کی درستی کو اگرچہ ایک ضروری امر خیال کرتا ہے لیکن استقلال کی وجہ سے ابتری و تنگدستی کو خیال مین نہین لاتا اور نادرستی حالت کو بمنزلہ درستی کے سمجھتا ہے کیونکہ جہان تک ممکن تھا کوشش و تدبیر پر قوت آزمائی کر چکا۔ ہر چند کہ اسکو بود و باش کے لیے کوٹھی اور محل میسر نہین آتا لیکن وہ سدا اپنی جھونپڑی ہی کو ایسی عمدگی سے خوش وضع بنا لیتا ہے جسمین اسکی فالغانہ نظر سے تمام وہ اسباب مہیا ہوتے ہین جو ایک عالیشان محل اور کوٹھی کے احاطہ مین ہونا چاہیے یعنی صفا ہونا۔ روشنی۔ نفاست۔ اور فضا۔ گو کہ وہ اپنی ناداری و مفلسی کی وجہ سے اپنے تئین حلوا سوہن کے مزے اور قورمہ و ملنجن و پلاؤ کی چاٹ سے محروم پاتا ہے لیکن حقیقت مین وہ باسی سوکھے ٹکڑون کو نمک کی ڈلی لیکر ترا مے سے چکھتا ہے اور وہی مزا پاتا ہے جو حلوا سوہن اور قورمہ پلاؤ مین تھا اور حکیمانہ طرز سے عوام کو بھی یقین دلاتا ہے کہ اُسنے امیرانہ غذا نوش کی ہے اور جب وہ تمام ترامیرانہ اور غریبانہ حالات پر ریویو و نظر ثانی کرتا ہے تو اپنی تندرستی کی لذتون کو تمام خوش ذائقہ اشیا سے بہتر سمجھتا ہے اور بمقابلہ حالت اُن امیرون کے جو دائم المرض ہین اپنی بہتر حالت صحت کو غنیمت جان کر شکر الٰہی بجا لاتا ہے اور کہتا ہے ؎

نعمت او بیشتر از شکر ماست ‖ شکر ہم از نعمت ہاے خداست

وہ نفیس اور ملائم پوشاک نہین پاتا لیکن موٹے جھوٹے کپڑے کو قطع بریدہ چست اور شوب درست سے ایسا پاک و صاف اور خوش وضع رکھتا ہے کہ اُسکے خیال مین زربفت

و بافتہ کچھ بھی نسبت نہین رکھتا - وہ اپنی کوڑیون کو درم اور دینار سے نہ صرف نسبت دیتا ہی بلکہ انکو اُنسے عمدہ سمجھتا ہی - وہ متکبرانہ امیری اور عاجزانہ فقیری کے درمیان سے ایک ایسی حالت کو چُن لیتا ہی - جو بہرکیف قابل انتخاب ہی اور اگر اُسکا خیال بلند بینی پر نہین ہی تو لامحالہ سال خوردہ گودڑی کو لحاف کے رتبہ پر پاکر خود باخود غُنغناتا ہی ٥

گاہے خود را بر اوج چون مہ دیدی — گشتی دلشاد
گہ چون یوسف فتادہ در چہ دیدی — کردی فریاد
سیدا ندرت چنانکہ ہیچ اندرت — افسوس کن
کار تو بجد نیست صدرہ دیدی — میباش آزاد

وہ سقفہ نہین رکھتا اور اُسکے پاس محل اور باغچہ نہین لیکن اپنے خس پوش سرا کو اپنے ہاتھ کے نصب کیے ہوئے درختون کی تروتازگی اور آبیاری سے اُمرا کے نظر باغ اور خوش فضا گلزارون سے بدرجہا بہتر اور تفریح زار رکھتا ہی جو لطف اُسکو اپنے ہاتھ کے رکھے ہوئے پودھون اور سجی ہوئی کیاریون سے حاصل ہوتا ہی بادشاہ کو اپنے فرحت بخش باغچہ اور رضوان کو فردوس سے نصیب نہین ہوتا - گو وہ گرمی مین خس کی ٹٹیون اور پنکھا قلی کے رکھنے کی استطاعت نہین رکھتا لیکن جوانمردی نے ٹھنڈی سانسون کو آرام اور آسودگی کا سبب سمجھتا ہی - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشگوار سایہ سے جو اسکو گھر کے درختون مین نصیب ہوتا ہی جنٹلمینون کی خس کی ٹٹیون سے سوا سفید اور راحت افزا خیال کرتا ہی کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہی جو چیز بدشواری و مصیبت نصیب ہوتی ہی آسانی کے ساتھ ملنے والی شے سے کہین زیادہ پیاری اور دلنشین معلوم ہوتی ہی -

تعلیم و تربیت کا اثر اُسکے دل پر اور اُسکا ازلی شوق اُسکی طبیعت مین ایسا سرایت و جاگزین ہوتا ہی جیسا کہ بہتر حالت والون کا عیش و آرام بھی بہمہ صفت موصوف نہوگا اور وہ اپنے قدم کو سلامت روی و انکسار کے میدان مین ایسا تول تول کر رکھتا ہے جیسا کہ وہ بہتر سمجھتا ہی -

ہرچند کہ سچے اور پکے انسانون کا وجود انسانی سوسائٹی مین کچھ کم نہین ہی لیکن افسوس صرف اتنا ہی کہ حیوانون یا حیوان سیرتون سے زیادہ نہین ہی - یہ بات کہ ہر شخص اپنے تئین کیونکر عروج انسانیت اور اوج شرافت پر پہونچائے بدون اعلی تعلیم اور اعلی

صحبت کے ہرگز ممکن نہین - فرد کی خرابی چندان مضر نہین ہی جیسی کہ سوسائٹی کی -

## مقدمہ نوزدہم

### انسان کی بیرونی حالت

بنتا اگر مین ظرف نکلتا ہی کوئی کام
انسان بنکے کیون مری مٹی خراب کی

ہم اگر بڑے باپ کے بیٹے ہوئے دولت و مال اور سامان کروفر امیرانہ پایا لیکن کس کام کا جس ذریعہ سے ہمارے باپ نے یہ اسباب امارت پایا تھا وہ ہمارے ہاتھ نہین - اور یہ سچ ہی کہ پرائی دولت پر مزے اُڑانا اور فیاض بننا کسی دلاور شجاع انسان کا کام نہین جو لوگ صاحب عقل باہمت اور اہل حیا ہین وہ دوسرون کے مال و دولت پر سرداری اور امیری کی ناموری کو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ خاص قوت بازو سے پیدا کیے ہوئے سُوکھے ٹکڑون کو قارون کے مفت مال و خزانہ اور حاتم کے شہد و شکر سے افضل سمجھتے ہین لیکن بے شرم اور کمزور انسانون کو صرف مزہ اوڑانے اور تجمل امارت سے غرض ہی اس سے کچھ غرض نہین کہ یہ زر یہ گنج یہ ثروت غیرون کی پیدا کی ہوئی ہی یا چوری کی ہی یا لوٹ کی ہی

اگر انسان اپنی حالتون کو دنیا کی حالتون کے ساتھ مطابق کرے تو معلوم ہو کہ ان تمام ظاہری نمایشون اور مصنوعی بناوٹون کی مکروہات اور خرابیون سے زیادہ ہرگز وقعت نہین لیکن یہ افسوس ہی کہ انسان کو غور کرنے کا موقع حاصل نہین ہی وہ اپنی سرداری کے کاروبار سے فرصت نہین پاتا غور کون کرے ادنے درجہ کے لوگون کو فکر معاش سے نجات نہین وہ کیونکر غور کر سکین - صاحبان دولت اور خداوندان نعمت کا یہ حال ہی کہ بگھی پر سوار دوڑے چلے جاتے حوالی موالی دائین بائین - آگے پیچھے ہٹو بچو کی آواز بلند - فقیر نے سوال کیا بابا بھلا ہو کچھ فقیرون کو بھی دیے جا - خبر سے بنا شد - عوام شہر اور مساکین جھک جھک کر دائین بائین سلام کر رہے ہین مگر یہان کچھ پروا نہین یا توجہ نہین کرتے یا چلمن مژگان مین ایجاب سلام کی جگہ ہی - اسوقت یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ انسان کی بیرونی حالت بھی ویسی ہی ہی جیسی اندرونی حالت ہی اللہ غنی

اپنے بندون کو انکے عیش و آرام اور مفالیس و مساکین کی آسایش کے لیے دولت و ثروت بخشتا ہی مگر
مگر بندگان ناقابل اُس بخشش کے ساتھہی اندھے بہرے اور گونگے ہوجاتے ہین یہانتک کہ گھمنڈ غرور زعم
امتیاز۔ اور نخوت اُنکے دلون کا محیط ہوجاتا ہی کہ کسی سے کلام و سلام خلاف شان امارت معلوم ہوتا ہے۔

نہایت رنج و افسوس کا مقام ہی کہ کیسے کیسے خوبصورت اور تندرست جوان لیکن نشہ امارت
وبحران دولتمندی نابینا مفلوج گنگ اور صم ہو گئے۔ وہ غریبون بیچارون بیکسون اور مصیبت
آشناؤن کی اندرونی و بیرونی کیفیت سے کیا واقف اُنھین کیا معلوم بیکسی کسکو کہتے ہین آنکھی
پیادہ یا اردلی مین دوڑنا کیا کام ہی غریبی کی حالت کے ارمان کیسے جگر خراش ہوتے
ہین۔ جس شخص کا سلام رد کردیا جائے اُسکا دل کیا کہتا ہی۔ فاقہ کشی کیا شی ہی اور ضعف
و ناتوانی کا کیا نتیجہ ہی اگر ایسے متکبر ناخدا بین اور سرشار جام نخوت لوگون کو چند قدم گرمی
دھوپ اور گرم بالو مین دوڑایا جائے جیسا بزرجمہر نے ہرمز کو دوڑایا تھا۔ اگر انکو بیابان
غربت مین بے آب و دانہ چھوڑ دیا جائے۔ اگر انکو گرمی و سردی کے شدید موسم مین آسایش
لباس اور سامان عشرت سے محروم رکھا جائے۔ اگر انپر بیجا و بیجا ظلم کیا جائے تو انکو انپر
نوکرون غلامون اور غریبون کے تلخ زندگی کی قدر و عافیت معلوم ہو اور اُسوقت وہ
ہستی کے متعلق غور و فکر کا کافی موقع پائین اور اُسوقت بخوبی اُنکے ذہن نشین ہوجائے
کہ بیکسی و تونگری مین کتنا فرق ہی غریبی کسے کہتے ہین اور امیری کیا ہی۔ دنیا مین کیا کرنا چاہیے اور
کسطرح رہنا چاہیے یہان تو دو دم جینا محال ہی ع بیکسی ہم تو ادھر ہین کہ جدھر کچھ بھی نہین
جو لوگ مشکوے امارت مین پیدا ہوئے اور مہد عیش و آرام مین پرورش پاکر جوان
طناز سراپا ناز ہوگئے اور اُنکو زندگی کے دورہ ختم ہونے تک انواع و اقسام کے امیرانہ
ذوق و شوق اور کھیل تماشے موجود ہین اُنھین غور کرنے کا موقع کب حاصل ہوسکتا ہی
غریبی سے جو شخص امیر ہوجاتا ہی وہی غریبون کی حاجتون ضرورتون اور مصیبتون کو خوب
پہچانتا ہی علی ہذا امیری سے جو شخص غریبی کے جامہ مین آتا ہی وہ امیرانہ عیش و آرام
سے بخوبی آگاہ ہوتا ہی پس اگر امیرون کو تہذیب و شائستگی کافی طور پر سکھلانا منظور ہی تو
تو ایک مدت اُنکو بیکسون کی طرح حاجتون کی گلیون مین لاوارث چھوڑ دیا جائے اور

کہدیا جائے کہ ایک عرصہ بعیدہ تک گلی گلی خوار و آوارہ پھر کر اپنی ہستی پر بخوبی غور کر لو امارت
مین فرصت غور و فکر نہین ہے ـ

انسان خواہ کیسا ہی فارغ البال اور تونگر ہو لیکن محتاجین شکستہ دل اور بیکسان
تہیدستیت کے بلند خیالات اور پر مغز معنی کو نہین پہونچ سکتا جو تہذیب اور حکمت کسی بیکس
کے خیالات مین ہی دولتمندون کے خیال مین ہرگز نہین کیونکہ دولتمند کا دماغ امیرانہ اشیا
مین پرورش پاتا ہی امارت ہی کے متعلق کسی غور کو پسند کریگا اور بیکس کا دماغ سوئی پنکی
گھری اُتھل سبھی حالتون کو سوچتا ہی پس بیشک محتاجی کی عزت اور بزرگی کو تونگری و
فارغ البالی نہین پہونچ سکتی ـ جب تک ناک تک پیٹ نہین بھرا ہی تمام تر عمدہ خیالات
اور گہرے معنی سوجھتے ہین اور جون ہی کہ یہ ظرف پُر ہوا النفس ملعون نے آنکھون پر پٹی
باندھ دی اسمین کچھ شک نہین کہ جن انسانون نے خواہ بعوارض عارضی یا باسباب اولی
اپنی ہستی پر اور دنیا کی ہستی پر غور کرنے کا موقع حاصل نہین کیا وہ ایسی شئی کے ڈھانچے
ہین جو سب کچھ دیکھتے ہین مگر کسی فعل پر قادر نہین اور نہ وہ انسانی زندگی کی جانچ پرتال
کی قابلیت رکھتے ہین جو ایک قیمتی اور ضروری زندگی ہی ـ

انسان انسان تو باہم بھائی ہونے کا درجہ اور رشتہ رکھتے ہین پس وہ کیون بتہذل
اور خستہ حال انسانونکو دیکھکر نفرت کرتے ہین وہ اگر غور کرین تو فوراً یہ راز منکشف ہو جائے کہ
ایک باپ کے یہ سب بیٹے ہین اگر ایک نے دولت و ثروت پائی ہی اور دوسرے نے خرابی و
خستگی ـ تو اُس ایک پر ہرگز یہ فرض نہین ہی کہ اپنا ہی پیٹ بھرے اور آپ ہی دنیا کی عیشون
کے مزے اُڑائے بلکہ لازم تر ہی کہ اپنے دوسرے بھائی کو بھی اپنے عیش و آرام اور لطف و راحت
مین شریک کرلے اور اُسکے مصائب سے خود حصہ لے یتیمون بینواؤن بیوؤن بیکسون اور
تمام تر مصیبت آشنا انسانون کی نظر با استطاعت انسانون کے دست کرم پر لگی رہتی ہی
وہ ایسی امید پر جیتے ہین کہ خداوندان نعمت اُنکے درد کا علاج کرینگے اور نامبارک زمانہ کی سختیون سے چھڑا دینگے
بات یہ ہی کہ انسانون مین باعتبار رنگ و روغن و اعضا و جوارح اور خون و گوشت اور زبان
و استخوان اور آفرینش دنیا کے باہمی مغائرت و تناقص بالکل نہین ہی اور گویا ایک ہی باپ کے

بیٹے یا ایک ہی درخت کے پھل ہین اور یہ ممکن نہین کہ سب کا زمانہ رنج وراحت کا ساری عمر یکسان گذرے ممکن ہی کہ کسیوقت ایک بادشاہ گدا ہو جائے اور تخت شاہی پر پہونچ جائے کیونکہ خدا کی قدرت ہمیشہ رد وبدل کرنے والی واقع ہوئی ہی ایک سکون پر ثبات عالم نہین لیکن ان مضامین کو وہی لوگ سمجھتے ہین جو ادنے درجہ والے ہین بڑے لوگون کو تو یہ بھی خبر نہین کہ کسنے کیا لکھا اور ملک مین کونسی نئی کتاب شائع ہوئی ہے

## مقدمہ بستم

### انسان کی اندرونی حالت

انسان کو قدرت نے بوقلمون حکمتون سے بنایا ہی اور اُسکی سرشت مین بہت بڑی بڑی آفتین رکھی ہین اسلیے قدرت کے رموز اور نکات کا سمجھنے والا انسان کے سوا کوئی بندہ نہوا اُسی کو اشرف المخلوقات کا خطاب عطا ہوا اور اسی نے اُسکی بارگاہ مین آبرو پائی یہ وہ شخص ہی جس سے ہم اشخاص روے زمین کانپتے ہین حال آنکہ سب اِسکے دشمن ہین۔ یہ وہ شخص ہی جسنے آب و آتش وخاک و باد پر سکہ حکومت قائم کیا حال آنکہ وہ انھین چار چیز کا پتلا ہی۔

انسان ایک عجیب خلقت الٰہی ہی جسکی دل کی حالتون۔ انقلابون۔ نیرنگیون۔ چالاکیون اور دریا جوش موجون سے وہ خود بیخبر ہی وہ نہین جانتا کہ اُسکا چنچل اور پُر اضطراب دل ایک آن مین کیا رنگ پکڑ لیگا اور کدھر اُسکو دامن کشان لیجائیگا۔

یہ دل ایک عجیب شی ہی جسمین قطرہ خون سے زیادہ کوئی اور چیز نہین ہی لیکن انسان کو غلام اور مطیع بنائے ہوئے پھرتا ہی اور اپنی خواہشون اور ارادون پر اُسکی نہین دیتا بلکہ انسان کو ہر وقت دھوکے مین رکھتا ہی ابھی اُسنے ایکطرف جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مگا کسی دوست کو خط لکھنے بیٹھ گیا یا ایکدوست کی ملاقات کو جاتا تھا کہ راستہ مین بازیگر کا تماشا دیکھنے لگا بس جو کچھ کہ وہ کیا چاہتا ہی اُسپر خود اُسکو علم نہین۔ نئی نئی خواہشات کی طرف اُسکو ایسا رجحان رہتا ہی جیسے گھڑی کی سوئی ایک سے گذر کر دوسرے اور دوسرے سے گذر کر تیسرے خط پر جاتی ہی اور یہ بجنسہ مانند گھنٹہ گھڑی کے ہر ساعت جنبش اور اضطراب مین رہتا ہی اسکی حالت مانند سیماب کے ہی اور انسان کی طباع مین تمام خواہشات کا موجد یہی ہی۔

مگر ہم ان سب باتون سے در گذر کر صرف انسان کی خباثت پر متوجہ ہوتے ہین جو ایک بڑی
صفت اُسکی شان مین واقع ہوئی ہے۔ جیساکہ ہم ان الفاظ کے کہنے سے خوش ہین کہ قدرت
بہت ضروری اور شریف خلقت انسان کو بنایا ہو ویسا ہی یہ کہتے ہوئے رنج ہوتا ہی کہ جیسا
انسان شریف ہی ویسا ہی خبیث ہی قدرتی طور پر اُسمین تمام علامتین شریف ہونے کی
موجود ہین مگر وہ اکتسابی مادّہ سے روز بروز خبیث اور پلید تر ہوتا جاتا ہی وجہ یہ ہی کہ
انسانی طبائع فی زمانناً برائیون کو زیادہ اخذ کرتی ہین بمقابلہ بھلائیون کے۔ اور اُسکے
قوا اندرونی گو وہ ہر فعل کے اختیار کے لیے مساوی قوت رکھتے ہین مواہب اور ذمائم کی
طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہین تا آنکہ اُسکی روحانی روشنیان غبار کدورت مین دبجائین۔
چونکہ ہندوستان مین بےعلمی وجہالت کا زیادہ رواج ہی اور بےعلمی وجہالت سے کہ وہ ایک عارضی
تاریکی ہی قدرتی جوہر فطرت کا چھپا رہتا ہی جیسے خاک مین شرر۔ اسلیے خبث پسند طبائع یہان
زیادہ واقع ہوئی ہین اگر وہ واقف ہوتے کہ خباثت سے کیا کیا قدرتی طاقتین گھٹ جاتی
ہین اور روحانی برکتین جاتی رہتی ہین تو خبیث نہوتے یا خباثت کا علاج تلاش کرتے۔
طبائع اہل ہند فی زمانناً چند خباثت کو کثرت سے رواج دے رہی ہین اور اُنکو بہت
پسند کرتی ہین مثلاً اعلیٰ درجہ کا پایہ حاصل ہوا کہ خبث نے طبیعت مین جگہ لی۔ سلام کے منتظر
تعظیم کے امیدوار پلکون مین طرز ایجاب سلام۔ دوم کسی اہل قوم کو ترقی پر دیکھا کہ خبث نے
پانون پھیلائے شب و روز اُسی کے افعال و حرکات پر نظر رہنے لگی کوئی عیب اور برائی اُس
سے پیدا ہو کوئی موقع نکتہ چینی کا ہاتھ آئے۔ غیر ملک اور غیر قوم کا بشر چاہے جیسے مرتبہ اعلیٰ پر پہونچ
جائے خصوصاً ایک شہر ایک قصبہ اور ایک خاندان کا بھائی تو ہرگز زینہ ترقی پر نہ پہونچنے پائے۔
حیف ہی کہ مین محرری و محافظ دفتری پر زندگی بسر کرون اور فلان کل کا لونڈا تحصیلدار مجسٹریٹ
ہو جائے اور مین اُسکو سلام کرونگا کیا مجال۔ اِس جینے سے تو مرنا بہتر۔ وہ ناک ہی کیا جو پرائے
شگون پر نہ کٹوا ڈالی جائے۔ سوم ایک سرکار مین نوکر ہو کر ہمجنس کا رسوخ پانا قہر جان ہی ہر دم
یہی سودا رہتا ہی کہ کسی نہ کسی طرح اُسکا رسوخ گھٹ جائے۔ چہارم جو بات مین کہون وہی
تسلیم کیجائے بے محل ہو یا خلاف عقل اور یہ تو ممکن ہی نہین کہ میری رائے خطا پر ہو مین عقل

محل اور مین سرگروہ عقلاء زمان ہون ہیرا دماغ سرستی کا گھر ہی۔ غرضکہ اسی قسم کے چند خیالات ناقص انسانی طبیعت کو ہر وقت کدورت و ملال مین رکھتے ہین اور اُسکو خبث کہتے ہین۔

خبیث الطبع بشر ہرگز قابل اعتبار نہین وہ ایک زبردست قزاق ہی جب موقع پائیگا دغا کریگا ہرچند کہ یہ ذمیمہ ادنے درجہ کے لوگون مین بھی بشدت مروج ہی اور اسی وجہ سے وہ اپنی خراب حالت کو درست نہین کرسکتے مگر بڑے پایہ کے لوگون مین بھی اُسکا نشان پایا جاتا ہی بڑے پایہ کے لوگ خود تو سیکڑون ہزارون روپیہ رشوت اور سرقہ مین ہضم کرجاتے ہین مگر ماتحتون کے ایک ایک پیسہ کی نگرانی رکھتے ہین خود تو تمام دن جھوٹ بولتے ہین مگر ماتحتون کے جھوٹ پر چڑھتے ہین اور جرمانہ کرتے ہین اس طرح اعلان سیاست سے اُنکا عندیہ یہ ہی کہ عوام الناس اس دھوکے مین پڑین کہ حضرت رشوت خوار اور دروغگو نہین ہین بلکہ دونون برائیون کے نام پر لاحول پڑھتے ہین اور دوسرونکو جبرًا اُن برائیون سے بچاتے ہین۔ بس یہ ایک قسم کا نہایت ہی بُرا خبث ہی خبیث آدمی سے خدا بچائے وہ ایک چھُری بھونکنے والا جلاد ہی اگر زندگی بھر مین ایک دفعہ بھی قابو ملے تو اپنے رقیب کو زندہ نہ چھوڑے اور یہی ایک برائی ہی جو انسانی طبائع مین شیر و شکر ہوجاتی ہی اور اُسکے ہونے کا تمیز ہرگز نہین ہوتا مگر وہ اپنے موقع پر فورًا موجود ہوجاتی ہی چنانچہ حضرت سعدی فرماتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| توان شناخت بیک روز از شمائل مرد | کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم |
| دلے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو | کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم |

خبیث آدمی بظاہر چکنی چُپڑی باتین کرتا ہی لیکن باطن مین یا تو منتظر موقع اور وقت کا ہی یا خدا سے التجا کرتا ہی کہ حریف کو روے ادبار دکھا۔ یا منعم حقیقی سے شکایت کرتا ہی کہ تو بڑا نامنصف ہی مجھ جیسے صاحب علم و لیاقت بشر کو دولت و حکومت سے محروم رکھا اور نا قابل و کم ظرف حریف کو نعمتون سے مالامال کردیا۔ وہ ہمعصرون کی حالت کو اپنی حالت سے مقابل کرکے دل ہی دل مین گُھٹتا رہتا ہی اور گرداب معصیت مین پھنستا جاتا ہی کیونکہ یہ امر سخت گناہ ہی کہ جس واردات کو خدا پسند کرے بندہ اُس سے ناراض اور بددل ہو

حکماء کا قول ہی کہ حسد و خبث سے سوا اسکے کہ حاسد کے دل کو رنج پہونچے کچھ حاصل نہین یہ ایک روحانی عارضہ ہی جو روحانی روشنیون اور برکتون کو زائل کرتا رہتا ہی - خدا جس بشر کو دولت و نعمت منکاشرہ دے رہا ہی تم مت خواہش کرو کہ خدا کا دست فیض اسکی طرف سے کوتہ ہو بلکہ یہ چاہو کہ خدا بہت عمدہ حکمت بین ہی اور اسکی حکمتون کو دیکھکر راضی ہو جاؤ اگر تمکو یہ رنج ہی کہ ہم کیون دولتمند اور صاحب حکومت نہوئے تو معاً اپنے سے کمتر درجہ کے لوگون کی شکستہ حالت کو دیکھو اسوقت بالضرور صبر و شکر کا خیال تمکو پیدا ہوگا - اگر ہم تجربہ نہ کر چکے ہوتے کہ جہان خبث وغیرہ زمانہ نے زیادہ روز دیا ہی وہان علم کی قوتون کا میدان پٹ پڑا ہی تو اسمین شک نہین کہ ہم علم و فن کی - روشنیون کو یہ خطاب دیسکتے کہ یہ روشنیان انسانی خباثت کی مٹنے والی اور روحانی تاریکیونکی دور کرنے والی ہین انسان سب کچھ جانتا ہی اور ہر طرف دیکھتا ہی کہ بُرائی کا نتیجہ بھلائی نہین ہوتا بلکہ گندم سے گندم اور جو سے جو اوگتا ہی لیکن جب اُسکی طبیعت پر خبث کا دیو سوار ہوتا ہی تو یہی سوچتا ہی کہ جو کچھ ہونا ہوگا دیکھا جائیگا دشمن پر ایک وار کیا ہی چاہیے ؎

| | |
|---|---|
| شکست و فتح نصیبوں سے ہی و لے اے میر | مقابلہ تو دلِ ناتوان نے خوب کیا |

ہمارا ملک اسی نفسی نفسی اور کشاکشی سے موجودہ حد خرابی تک پہونچا ہی کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہین سکتا باڑھ کھیت کو کھاتی ہی اعضاے جسم ایک دوسرے کے دشمن ہین اگر اسکی موجودہ خصائل کو ترقی اور بقاے ہوئی تو آیندہ یہ ملک زیادہ تر تباہ ہوگا - یورپ مین ہمچو مقسم رزائل و عادات مذموم کا کہین نشان نہین ہی وہان فرد کی حمایت پر تمام قوم آمادہ ہو جاتی ہی اور ہر کسی کی کامیابی کو بعینہ قومی ترقی سمجھتے ہین امر یہ سچ ہی کہ فرد فرد کی ترقی سے کوئی - خاص قوم تمامہ ترقی پر پہونچ جاتی ہی اور قومی ترقی سے ملکی ترقی متصور ہی -

اگر انسان ذرا سے غور کا محتاج ہو تو وہ ادنے ادنے اور ناقابل برائیون کا ہرگز عادی ہو اور اس بیتابانہ پر اضطراب شی کو جو ایک قطرہ خون سے زیادہ نہین ہی رزائل کی جانب مائل ہونے دے وہ صرف اس بات کو سوچے کہ دوسرے کا نقصان امر بے اختیاری ہی اور

یہ نقصان بعینہٖ اُسی کا نقصان ہی - رشک وحسد اور خبث سے اُسکی طبیعت مکدر اور ملول ہوتی ہی اور فی نفسہٖ اس کدورت وملال کو اُسکی طبیعت پسند نہین کرتی تو اس خراب عادت کے اختیار سے کیا حاصل - بس ضرور ہی کہ جسوقت انسانی دل خباثت کی طرف رجوع کرے اُسکو با زجر وملامت اُس طرف سے روکا جائے -

درحقیقت انسانی دل ہی انسانی دشمن ہی نفس لعین اور شیطان کے نام کی بُرائیون سے دنیا کی بیشمار کتابین بھری ہوئی ہین وہ درحقیقت اسی کی بُرائیان ہین یہ ننھی سی فطری ملا انسان کو لیے لیے پھرتی ہی اور اس طرح اُسپر حکومت کرتی ہی کہ جو وہ چاہتی ہی انسان بسر وچشم حاضر کرتا ہی - شیر - ہاتھی - دیو جن اور تمام زور آور - قوتون کو انسان قابو مین کر لیتا ہی مگر خود اپنے دل کے قابو مین ہو جاتا ہی ہان اگر کوئی بڑی قوت اور بڑی ہنش کا آدمی ہی وہ درندون اور دیو زاد جانورون کی طرح اپنے دل کو بھی مسخر بنا لیتا ہی اور جب یہ مسخر ہو جاتا ہی تو جنون دیو دن اور دیونون کی طرح انسان کو طرح طرح کے فائدے پہونچاتا ہی پس ایک دل کا قابو مین لانا انسانی زندگی کے وسیع اور دشوار گذار ملک پر فتح حاصل کر لینے کے برابر ہی -

## مقدمہ نسبت ویلم

جب انسان نے اس حیرتکدۂ عالم مین چشم بصیرت کھولی اور گرد وپیش نظر کی تو اُسکو یہ فکر وحیرت پیدا ہوئی کہ مین کون ہون کیا کرون کہان سے کدھر جاؤنگا - یہ کائنات کیا ہی اِسکا موجد کون ہی - کاخ ہستی کس بنا پر ہی - روح کیا ہی - خدا کون ہی وہ کہان رہتا ہی کیسا ہی کب سے ہی کب تک رہے گا - اسی جستجوی دیرینہ اور کشاکش بدیعہ مین شب نے روز ششدر وحیران رہتا ہی قابل تسکین اُسکے سوال کا جواب ایک بھی نہین ملتا - جبتک نطق وعقل کی نعمت سے بہرۂ وافی نہین پاتا بیزبانون کی طرح "صم وبکم" رہتا ہی اس حیرت افزا عالم کو طفلی یا بچپن کہتے ہین گو بچہ اپنی حاجات کو اشارون سے بخوبی ظاہر کر سکتا ہی اور اسلیے اُسمین قوت ادراک کے شائبہ کا ثبوت ہی مگر بیشتر اِس سکوت کا سبب حیرت ہی اور حیرتکدۂ عالم چونکہ ایک نیا تماشا گاہ ہی یہان تک موثر ہوتا ہی کہ قوت ادراک کا حصہ جیرانی مین جب جاتا ہی اسلیے تمام قوتین فعلیت سے معطل ہو جاتی ہین اور بتدریج نمو قبول کرتی

ہین ـ جب بصارت کے ذریعہ وہم و فہم تسکین پکڑتے ہین اور جان لیتے ہین کہ حقیقت مین ہمارا اصلی گھر اور وطن یہی ہی جسکو ہم حیرتکدہ سمجھتے ہین اور ہماری بود و باش کے لیے موزون مناسب یہی مکان ہی تو انسان قدیم حقیقی کیفیت بالکل بھول جاتا ہی اور اُسکی یاد مین نہین آتا کہ مین سابق کیا تھا اور کہان تھا کیونکہ بطن سے خروج کرتے ہی ہوائے محیط عالم جسمین ما یا سوہلا ہوا ہی اُسکی تمام اصلی قوت سلب کر لیتی ہی اور ایک ایسا اثر خاص ڈالتی ہی جسسے سابق از ین بیخبر تھا ـ

بعض لوگ سوال کرتے ہین کہ مین دیکھتا ہون اس جہان مین ہر ایک فرقہ اور ملت اور مذہب اور کفو کے لوگ ایک مکتی یا نجات یا شال ذیشن کے عاشق ہین اور ہر جانب یہی بڑے صادق اور وافق ـ اور ایسا قدیم زمانہ سے ہوتا چلا آیا ہی مگر اُسکا پتہ نہین لگا ہی کہ وہ کیا چیز ہی اور کہان ہی اور اُسکی کیا شکل ہی کیا رنگ ہی کیا ڈھنگ ہی اور کسکو وہ ملی ہی اور کہان جا کر ملی ـ ظاہر آدمی یا حیوان کا جسم گرم رہتا ہی زندگی کہی جاتی ہی اور ٹھنڈا ہو جانا موت و اربعہ عناصر تو ضرور سمجھ مین آتے ہین اور برابر اُنھین دیکھا جاتا ہی پھر اُس سی آگے کچھ نہین فرمایئے تو یہ اسرار کیا ہی ـ کوئی کہتا ہی کہ بہشت دوزخ یا بیکنٹھ نرک ہین بعد مرنے کے روحون کو وہان جانا پڑتا ہی لیکن وجہ نہین معلوم ہوتی کہ روحین کیون نرک مین جائینگی انھون نے کیا قصور کیا ہی جو مرتکب نافرمانی و جرم ہو وہ تو جسم ہی روح جسکو مانا بائے وہ گرم رہنا جسم کا ہی پھر اگر بیکنٹھ مین روح پہونچی بھی تو ایک ہوا پہونچی وہ بیکنٹھ کی لذات و حظات سے کیا بہرہ اُٹھا سکتی ہی کیا اُسکو لطف مل سکتا ہی جیسا عالم رویا مین ـ مگر عالم رویا تو جسم ہی کو ہوتا ہی پھر عالم سفلی و علوی وغیرہ بہت سی حالات ہین اور نکات ہین جنکے سمجھنے ہی کو ایک زمانہ چاہیے عقل حیران ہی کہ ماجرا کیا ہی کچھ فرمایئے تو جس سے تسکین ہو دل بچین ہی ـ

مذکورہ بالا سوالات کا جواب گذشتہ صدیون مین لوگون نے مختلف طور سے دیا ہی روح کی صفات اور دوزخ و بہشت کی کیفیت ایک یقینی خیال سے واضح طور پر بیان کی ـ تمام مختلف صنائع کے لیے بعض لوگون نے ایک خدا تسلیم کیا ہی اور بعضون نے اپنے عقیدہ مین تین خدا مفہوم کیے ایک وہ جو تمام صورتون کو بناتا اور عدم سے نمایشگاہ وجود مین لاتا ہی دوسرا وہ جو ایام حیات مین پرورش کرتا اور نمو دیتا ہی ـ تیسرا وہ جو تمام موجودات کو اُنکے وقت پر معدوم کرتا ہی ـ اور کسی نے نیکی و بدی کا خدا علیحدہ علیحدہ تسلیم کیا اور کسی نے ہر رنگ مین ایک ہی نور دیکھا ـ مولانا جامی کا عقیدہ ہی سے

یکے بین و یکے دان و یکے گوی ؛ یکے خواہ و یکے خوان و یکے جوے ؛ وصالی کہتا ہی ؎

| | |
|---|---|
| کہ بچشمان دل مبین جز دوست | ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست |

مگر بمقابلہ وسعت خیالات انسانی وصدور اعتراضات اہل تشویش و عدم تسکین محققین ان خیالات نے کافی عظمت و وقعت حاصل نہ کی گو نظر تعمق و وقت سے غور کرکے تمام دلائل متعلقہ ترتیب فی لیل ہستی واجب تعالے سے قطع نظر کرکے صرف صنائع و بدائع سے ثبوت وجود صانع کرنا چاہا مگر بلحاظ ان سوالات کے کہ وہ کون ہی کہان سے آیا کب آیا اور کب تک رہے گا کہان ہی بعضون کو علم کے عالم بھیلا اُکی حالت مین تسکین ہنوئی آخر کار محققون نے قدرت پر علمی اصول کے ذریعہ سے غور کرکے خاموشی اختیار کی یا صرف یہ کہا کہ جہان علم کی حد ہی وہین اعتقاد کی بناے ہی کیونکہ ان باتون کی تحقیقات تجربہ و توانائی انسانی سے خارج ہی یعنی انہون نے بہت کچھ چھان بین کی مگر راے صائب کے نزدیک اُنکی کوششین کامیاب ہنوئین سعدی فرماتی ہین ؎

| | |
|---|---|
| فرس کشتہ از بس کہ شب راندہ اند | سحرگہ خروشان کہ وا ماندہ اند |
| شب و روز در بحر سودا و سوز | ندانند ز آشفتگی شب و روز |

خیر اس نوشین خیال کا لطف اپنے سمجھ اور بعد پر خود ادا ہوگا یہ موقع ایسا نہین ہی کہ روح کی صفات سے کنارہ کرین جو خاص نور خدا ہی ؎

| | |
|---|---|
| ای نور خدا در نظر از روے تو مارا | پیش آ کہ بدیدی تو ببینم خدارا |

بانیان علم اخلاق نے روح کو ایک جوہر بسیط قرار دیا ہی کیونکہ جتنی اشیاے ممکن الوجود ہین وہ سب جوہر ہین یا عرض - جوہر قائم بالذات شی کو کہتے ہین یعنی اُسکا وجود محتاج بالغیر نہو خلاف عرض کہ وہ بغیر دوسری چیز کے موجود نہین ہوتا پس انسان کی روح بسیط ہی کہ نہ وہ محتاج اپنی جسم کی اور نہ خود دو یا زیادہ چیز سے بنی ہی واحد لا شریک لہٗ ہی - جتنی چیزین عقل مین آتی ہین یا آنکو وہ اپنی ذات سے جانتی ہی اور تمام اشیاے محسوسات جنکو حواس خمسہ ظاہری و حواس خمسہ باطنی سے معلوم کرتے ہین اپنے تابع آلات سے پہچانتی اور معلوم کرلیتی ہی اور یہ آلات وہی حواس ہین جو اوپر مذکور ہوئے - روح جسم خاکی سے الگ ہی جسطرح فانوس مین شمع - اور جسوقت جسم سے بے تعلق ہوتی ہی جسے اہل جہان موت کہتے ہین تب بھی باقی رہتی ہی لیکن بعد فنا جسم [illegible]

تفریق ذرات معدوم نہین ہوتا کل اجزا اپنے مادہ مین مل جاتے - علم کیمیا سے ثابت ہی کہ دنیا مین ایک ذرہ بھی لاشی یعنی معدوم نہین ہوتا صرف تبدیل اشکال و تغیر حالات عمل مین آتا ہی حکما استقدمین کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ جب کوئی شی جلائی جاتی ہی تو اُسکے بعض ارکان معدوم ہوجانے کے سبب سے اُسکے اصلی وزن مین کمی آجاتی ہی - زمانہ حال کے محققین نے تجربہ کیا ہی کہ جو اجزا غبار ہوکر مفرور ہوجاتے ہین اگر اُنکو بھی جمع کرکے مع پس ماندہ خاکستر کے تولا جائے تو کم ہونے کے برخلاف جلی ہوئی چیز کا وزن بڑھ جائیگا اور اُسکا سبب یہ ہی کہ جب کوئی چیز ہوا مین جلتی ہی تو وہ حموضیہ موجودہ ہوا سے مرکب ہوتی ہی اور جسقدر وزن بڑھ جاتا ہی وہ وزن حموضیہ کا ہی - اجسام کی حالتین مستقل نہین ہین بلکہ گرمی کی کمی و بیشی پر مدار جسم ہے یعنی حرارت کی زیادت سے جامد سے سائل اور سائل ہوا ہوجاتا ہی اور حرارت کی کمی سے ہوا سائل اور سائل جامد ہوجاتا ہی حالتون کی تبدیل کو استحالہ کہتے ہین - چونکہ اس قسم کے استحالے یعنی ایک صورت کو چھوڑنا جسکو فنا اور دوسری صورت کو قبول کرنا جسکو کون کہتے ہین دنیا مین ہروقت ہورہے ہین - اِسلیے دنیا کو حکماے قدیم عالم کون و فساد کہتے ہین - حکماے ہند جو تناسخ کے قائل ہین اُنکے دلائل و عقائد کا بڑا ثبوت یہی ہی کہ استحالہ قدیم اور دائم ہی -

حواس ظاہری ہین باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ اور حواس باطنی ہین حافظہ ذاکرہ متخیلہ واہمہ متفکرہ ہی - اللہ پاک نے روح کو تین قوتین دی ہین عقلی شہوی غضبی - بمشارکت روح یہ تینون قوتین مع اور دو صفتون کے جنکا نام تمیز اور ارادہ ہی تمام نیک اور بدفعلون کی فاعل ہین قوت عقلی کا کام ادراک کلیات و دریافت ماہیت ہستی ہی اور قوت شہوی کے متعلق لذائذ دنیوئ و تجسس بالاستیعاب فوائد - علی ہذا قوت غضبی تمام خوفناک امور اور شجاعتون سے تعلق رکھتی ہی -

روح نزد اطبا بخار لطیف ہی جو دل مین پیدا ہوتا ہی اور باعث حیات و حس و حرکت ہی اور نزد فقہا امر الٰہی کہ بفور ارادت و نفاذ حکم وارد ہوا - اہل کیمیا لکھتے ہین کہ کل اجسام مادہ سے بنتے ہین مادہ اُسکو کہتے ہین جو بعض یا کل حواس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے - اور مادے دو قسم کے ہین اول مادہ آلیہ یا اعضائی یعنی جسکی ہر چیز کے واسطے ایک خاص وظیفہ

بقاے حیات یا نموے جسم کے واسطے مقرر ہو جیسے کہ نباتاتی اور حیوانی مادے ہین۔ دوسرے
غیر آلیہ یا غیر اعضائی جیسا کہ حجریات فلزات ہوا اور غیرہ ہین۔ حکماے متقدمین کی راے ہین
تمام اجسام کا مادہ ایک ہی جسکو ہیولاے ادنی کہتے ہین اور ہر جسم ہیولے اور صورت جسمیہ سے
مرکب ہی اسطرح پر کہ یہ دونون ایک دوسرے مین حلول کیے ہوے ہین انہین سے صورت
کو حال یعنی حلول کرنے والا اور عناصر اربعہ کو محل حلول کہتے ہین ہین۔ حکماے
مذکورو نیا کے کل اجسام کو چار چیز یعنی آب آتش خاک باد سے مرکب سمجھتے تھے اور ہر ایک کو
عنصر بولتے تھے لیکن حکماے ہند علاوہ اربعہ عناصر مذکورہ آکاش یعنی سن کو بھی ایک عنصر
سمجھتے ہین اور اُسکو اجسام کی ترکیب مین داخل جانتے ہین۔ اس زمانہ مین فیلسوفان یورپ
کے نزدیک تجربہ سے ثابت ہو چکا ہی کہ تمام اشیاے مادی بحر و بر کی اور اُن طبقات زمین
کی جنکو کھود کر تحقیقات کے گئی اور اُس ہوا کی جو کرہ ارض کو گھیرے ہوئی ہی اور کل اشیا نباتاتی
و حیوانی دو قسم کی ہین۔ بسیط یا مرکب بسیط جسم سے وہ جسم مراد ہی جو ابھی تک اجسام مختلف
الصفات اور مختلف الخواص مین تقسیم نہین ہو سکا ہی اور نہ اجسام مختلف الصفات
و مختلف الخواص کی ترکیب سے بن سکا ہی یعنی نہ مصدر ہی نہ مشتق۔ ایک شی قائم بالذات
ہی یا یون کہو کہ ابھی تک یہ جسم دوسرے جسمون سے جو اُسکے غیر ہین بن نہین سکا ہی اور نہ
اس جسم سے دوسرے جسمون کو جو اس جسم کے غیر ہین کچھ حاصل ہوا ہی کیونکہ یہ بات ممکن ہی
کہ آئندہ زمانہ مین ان بسائط مین سے کوئی بسیط دوسرے نئی بسیطون کا یا بسائط موجودہ کا مرکب
ثابت ہو جائے بر تقدیر اول بسائط کا عدد بڑھ جائیگا اور بر تقدیر ثانی گھٹ جائیگا۔
بعض کیمیا والے کہتے ہین کہ بسائط موجودہ ایک ہی شی کی مختلف صورتین ہین۔
الحاصل اس زمانہ مین جو سٹھ سے زیادہ چیزین ایسی ہین جو کیمیائی علوم کے معلوم طریقہ
سے اُنکا غیر یا مرکب ثابت نہین ہو سکا ہی اور اُنھین کو بسیط یا عنصر کہتے ہین اور جس
شی مین دو یا زیادہ چیزین ملی ہون اُنکو مرکب کہتے ہین۔ عناصر انسانی سے حکماے متقدمین
کے نزدیک تین عنصر مرکب ثابت ہو چکے ہین اور چوتھا عنصر یعنی آتش ایک کیفیت یا مادہ غیر
قابل الوزن ہی اور یہ کیفیت اکثر کیمیائی ترکیب سے ترکیب کی حالت مین واقع ہوتی ہی یعنی اکثر

کیمیائی ترکیب کے ساتھ حرارت اور روشنی پیدا ہوتی ہو اور اسی کیفیت کو آتش یا جلنا کہتے ہین
حکماے متقدمین کے عناصر مرکب ثابت ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ عنصر جسم مرکب کو کہتے ہین بلکہ بسیط ہی کو عنصر بولتے ہین کیونکہ کل اجسام مین ترکیب کی ابتدا بسائط ہی اور جب حکماے مذکور نے آب و آتش خاک و باد کا نام عنصر رکھا تھا تب وہ انکو بسیط سمجھتے تھے۔

بعضون کا عقیدہ ہو کہ شکتی یا قدرت کاملہ یا روح یا مایا ایک ہی چیز ہو جو ست است سے بری اور یہ حرکت معکوس دنیا ہو گئی ہو امور خارج العقل کر دکھاتی ہو نمودی ہو وجودی نہین تجھ مین مجھ مین اسمین اسمین اور کل اشیاے محسوس مین وہی وہ ہو جیسا کہ پرہلادنے ہرناکس سے کہا تھا کہ تجھ مین مجھ مین کھڑگ مین کھمبہ مین موجود وہ رام ہو سب جگہ رما ہی سرب بیاپک ہی

ز ارض تا بفلک ہر کجا کہ می نگرم | کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

لیکن بعضون کی تسکین نہین ہوتی وہ کہتے ہین کہ جو شی وجودی نہین قابل پرستش نہین خیالی پلاؤ پکانا لاحاصل ہو اور یہ بھی کہتے ہین کہ جب وہ سرب بیاپک ہو تو ایک مٹی کے ڈھیلے کو آفتاب کے مرتبہ پر کیون نہین ملنے کل اشیا کی پرستش تھی نہ صرف پتھر اور آگ وغیرہ کی۔ مگر اس تعریض کا جواب فورًا ملتا ہو کہ اگرچہ کل اشیا نور الٰہی سے مملو ہین لیکن عقل نے فرق کیا قوت ور چیزون کو جو ایک اعلیٰ نمونہ قدرت ہین ضعیف اشیا پر بالفطرت فوق دیا عقل باور نہین کرتی کہ ایک ہنڈیا مین چراغ رکھین اور اسکی روشنی ہنڈیا سے خروج کرے البتہ شمع کی روشنی کانچ کی ہانڈی پھیلا سکتی ہو یہی حال دل کا ہو کہ دل روحانی روشنیون سے متمتع ہوکر اظہار صفات روح کرتا ہو پس ظرف گلی و ظرف فلزی مین یہی ایک امتیازی فرق ہو اور فرق مقصود اصلی کے مقصود پر قادر نہین ہو۔

بعض کہتے ہین کہ ایشر لازوال اور دنیا ساری مایا ہو ہمارا وجود اور ہماری روح اور کل چیزین شکست سے پیدا ہوئین وجود منجاتا ہو اور روح شکست مین ملجاتی ہو۔ دنیا اس لیے عالم خواب و خیال ہو کہ انسان اپنی ہستی کی اغراض اور صحیح حقائق سے بیخبر اور غافل ہو جاتا ہو۔
خیال اگرچہ اہل خیال ہی کے لیے صانع اور فیاض ہو لیکن فی الواقعہ دنیا باوجود موجودی عالم خیالی ہو صرف باعتبار مایا سوہ اور بیشمار بھرم جالون کے پس انسان اپنی انسانیت کی

تحقیقات مین مصروف رہسکتا ہی اگر اُسے تحقیق ہستی کی تمنا ہو سکو اپنی تلاش مین بہت دور نہ جانا چاہیے وہ اپنے جسم سے تمام مقصود تحقیقات حاصل کرسکتا ہی ؎

دل کے آئینہ مین ہی تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

## مقدمۂ بست و دوم

خیال ہی کہ جب قادر ذوالجلال عناصر متضاد سے وجود بشر بنا چکا تو خواہش ہوئی کہ اس ہیولاے خاکی مین حکمت بالغہ کا کوئی کرشمہ ہونا چاہیے جو اغراض ہستی کو بخوبی پہچانے اور صانع کی ذات پر پہنچ جائے لامحالہ وجود کو قدرت یا شکت سے (کیونکہ اُسکی خواہش مین تمام اشیا موجود ہین) روح اور روح کو نفس اور نفس کو نطق بخشا اسلیے انسان اشرف المخلوقات مشہور ہوا اور حیوان ناطق کہلانے لگا (کیونکہ کل جاندار وجود حیوانات مین شامل ہین) نفس انسانی نے جب نعمت نطق سے کامیابی حاصل کی تو نفس ناطقہ کہلایا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ نطق فی نفسہ کیا شی ہی اور اُسکی ترتیب و تقسیم کے کیا اصول ہین ظاہر ہی کہ گویائی نفس کی ایک ضرب شدیدہ ہی جو کشش وصعود نفس پر منحصر بالآخر اس ضرب کا نام آواز ہوا۔ آواز کیا ہی دو شی متفرقہ جب باہم سختی سے متصل ہوتی ہین یا دو شی متصلہ جب آپس سے نفصل قبول کرتی ہین تو بباعث تحرک و تموج ہواے محیط ایک کیفیت خاص پیدا ہوتی ہی جسکو۔ آواز کہتے ہین۔ بباعث تعرض کیفیات دیگر بنظر امتیاز مطلب خاص اس آواز کی تقسیم لازم آئی تقسیم سے یہ مُراد نہین کہ آواز کی تبعیض یا تنصیف ہو بلکہ کیفیت ضربیہ نفس کے اُصول بالتنسیق منصوب کرنا لازم آئے کیونکہ نظام عالم آفرینش کا کوئی امر ناحق اور بے اُصول نہین ہی چونکہ زبان آلہ النطق ہی بس اسی آلہ کی تہذیب پر سائر اُصول نطق منحصر ہوئے

اب یہ خیال کرنا چاہیے کہ روح ایک ہوا ہی اور کترہ سی پیدا ہوتی ہی اور اپنے موسم پر گرم و سرد ہو جاتی ہی بالفطرت ہوا کے ساتھ خواہشات پیدا ہو جاتی ہین جیسے آفتاب اپنے ساتھ دھوپ اور روشنی۔ انھین خواہشات مین روحانی حواس ملے ہوئے ہین یا یون کہو کہ ایک مجمع سے کل اعضاے بجاے خویش ایک جز کہلائے اور اُن جزون کا نام عقل ہوش وہم فکر وغیرہ جیسا کہ اخلاقی کتابون مین مشرح گذرا ہی قرار پایا۔ مگر نطق ہوا کی

حرکت ہے کیونکہ ہوا بالخواص ساکن نہین رہتی کہ ہمیشہ بنام نہاد دم یا سانس زیر و بالا چلا کرتی ہے جسکا رشتہ اتحاد آکاش سے ملا ہے اور وہ حکماے متقدمین ہند کا پانچوان تت ہے۔ اوپر آنے والے نفس سے انسان بولتا ہے اور فرو جانے والے سے تفریح پاتا ہے۔ ہنگام تکلم اوپری نفس رُک جاتا ہے اگر دم کو ضبط کرین دل و دماغ کو صدمہ پہونچے بیتاب ہو جائین گھبرا اُٹھین تفریح زائل ہو۔ اور غور کے وقت چونکہ دم کو ایک قسم کا سکوت ملتا ہے اس لیے دماغ مین حرکت معلوم ہوتی ہے اور وہ بجانب معنی مطلوبہ کے متوجہ ہو کر اُسے حاصل کر لیتا ہے۔

دل ایک عضو ہے متحرک اور بیچین چونکہ یہ سینہ مین مرکز ہے اور خواہشات پر حکومت کرتا ہے اسلیئے دل کو ہر خواہش کا بانی قرار دیتے ہین جسطرح عقل و وہم وغیرہ حواسون کا نظر آنا امر محال ہے اور مجسم شے نہین اسی طرح یہ بھی مجسم ہے اور نہ نظر آسکتی ہے مگر خیال ہے کہ کوئی ہمارا بیدار کرنے والا ضرور ہے جسنے کرہ ہوا اور کرہ خواہشات پیدا کیا اگر ہم خود با خود ہوتے تو اپنی خوا بیشمات
پیدا کیا اگر ہم خود با خود ہوتے تو اپنی خواہشات پر ضرور قدرت رکھتے اسلیے کہا جاتا ہے کہ نیچر آزاد نہین بلکہ غلام ہے جو منتظر حکم غیر رہتا ہے۔ تمام کُرے نہر کے بیسون کی طرح ایک دوسرے سے قریب تر اور لاحق تر ہین جن مادون سے ہمارا وجود ہے کرہ ہوا اُنسے متصل اور متحد ہے ادھر وجود بنایا گیا کہ اُدھر ایک حصہ ہوا کا دم کیا گیا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

بعضون کے نزدیک کل روح مین ایکبار پیدا ہوئین اور بدستور تبعیض اپنے قالب مین ممتاز دکھلائین لیکن بعضون کا سوال ہے کہ بعد ترک قالب روح کہان جاتی ہے گور مین وجود کے ساتھ موجود کیونکر رہتی ہے اگر وجود مین جاتی ہے تو مردہ گور سے کیون نہین نکل آتا یہ امر قابل غور ہے کہ نور بے شمع۔ دھوپ بے آفتاب۔ اور سایہ بے جسم کیونکر ہوتا ہے بالفرض روح یعنی ہوا کرہ مین ملجاتی ہے تو روز محشر قبرون سے کون اُٹھیگا اور صور اسرافیل ؑ کی آواز کون سنے گا۔ پس ظاہر ہو وہ قدیم تحقیقات قابل ترمیم ہے

علم کمسٹری کے نزدیک کوئی شے معدوم نہین ہوتی اسلیے شاید روحون کے دو کھتے ہین ایک وہ جہان سے اجسام کو تقسیم ہوتی ہین اور دوسرا اور جہان اپنے اپنے وقت پر پہونچتی ہین لیکن سزا و جزا اسکے لئے ہے روح تو قالب کا ایک آلہ معین الاحساس

ہی اور جو گمراہ کرتا ہی انسان کو وہ اُسکی خواہشات بدہین قالب مرگیا روح اپنے گرہ مین
پہونچی جزا کو پائیگا اور اگر روح نور خدا ہی تو ممکن نہین کہ خدا اپنے آپکو ایذا مین ڈالے اور
اور نہ یہ ممکن ہی کہ نیکی خدا کرے اور بدی بندہ جیسا کہ کہا ہی ~

| | |
|---|---|
| تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام | کہ بد رحوالت بخود کردہ ام |

اگر بندہ بدی کرنے والا ہی تو یہ عقیدہ غلط ہی ع بے رضائے تو یکے برگ جنبد
ز درخت ٭ بشر کو اگر کسی اختیار سے منسوب کیا جائے تو لاریب نیکی و بدی دونون
کا ارادۃً فاعل ہی اور اگر وہ بے اختیار محض ہی تو اسمین شک نہین کہ بدی کا محرک
بھی کوئی اور ہی یا تو خدا وہین ایک محرک نیکی دوسرا محرک بدی کیونکہ روح نور خدا ایک ہی
جو کل کام اپنی مرضی پر کرتا ہی نہ سزا ہی نہ جزا۔ نہ دوزخ ہی نہ بہشت۔ لو فرضنا یہ کل باتین
سہی تو آیا ممکن ہی کہ ہمارا خدا آج کا کام کل پر چھوڑے روح کو اُسکے افعال کی جزا فوراً نہ دے
یہ امر تو خلاف از انصاف ہی کہ ہم صرف تین قرن گنہ کرین لیکن ہزارون لاکھون برس
انتظار سزا و جزا مین بیتاب پڑے رہین اللہ جل شانہ جبکہ منصف اور رحیم ہی تو فوراً کردار
کا پھل دے سکتا ہی لیکن تعجب یہ ہی کہ سزا و جزا کا سزاوار کون ہی کیونکہ عالم ممکنات مین
تمام چیزین وہی ہین جو اُنکی اصل ہین۔

بعضون کا خیال ہی کہ روح تا بقیام زمین و آسمان ہزارہا قالب بدلتی ہی اور
یہ بات سالکان طریقت نے بڑے غور و فکر سے دریافت کی ہی جیسا کہ حضرت سعدی فرماتے ہین

| | |
|---|---|
| اگر طالبے کین زمین طی کنے<br>تامل در آئینۂ دل کنے | نخست اسپ باز آمدن پی کنی<br>صفائے بتدریج حاصل کنی |

اور ایک سالک اپنی دُھن مین کہتا ہی ~

| | |
|---|---|
| مثل سبزہ بارہا روئیدہ ایم | ہفتصد و ہفتاد قالب دیدہ ایم |

کبیر کا عقیدہ ہی ~

| | |
|---|---|
| مرنا مرنا سب کہین مرجانی نا کوے | ایکبار جیتا مرے پھر مرنا نہین ہوے |

نفس کو مارنا اور خودی سے گذرنا ہی ایک معنی ہی جو اسپ باز آمدن کے قوی کاٹتا ہی

ہندوؤن کا نرک بیکنٹھ کہان ہی؟ شمال مین ایک پہاڑ پر۔ اور وہ صرف ایک چیز ہی
جو شکل کی نیکوکارون کو مفرح اور گنہگارون کو مُفسِدّ ع ہے ۵

| | |
|---|---|
| گلستان کند آتشے بر خلیل | گروہے بآتش برد ز آب نیل |

جب بُرائی نرک یا بیکنٹھ مین جاتا ہی تو جیون مرن کیسے ہی تیر دیو کون ہوتا ہی اور جب یہ مانا جاتا ہی کہ اعمال کی جزا دنیا ہی مین مل جاتی ہی دنیا مین برائی طرح طرح کی مصیبت پاتا ہی اور یہی ایک نرک ہی تو یہ امر ماننا فضول ہی کہ شمال مین نرک بیکنٹھ ہی اور پھر جب کہ قالب خاکی دنیا مین مصیبت جھیل چکا ہی تو خوف عاقبت کیا۔ آیا ایک گناہ کی دو سزائین جائز ہین کیا چوراسی بھوگنے کو نرگ کہتے ہین؟ لیکن یہ نہین معلوم کہ نرک مین کون جائیگا روح یعنی آتما تو پرمیشر ہی وہ خود نرگ باسی کیونکر ہوگا۔ رہا قالب وہ ایک مٹی کا ڈھیر تھا جو کچھ نہ کرسکتا تھا مرت کال مین دھول ہوگیا۔

یہ خیال غلط ہی کہ روح سے جسم گرم رہتا ہی روح خود بیخواص ہی نہ گرم نہ سرد گرمی اور سردی اس شی مین ہوتی ہی جسمین کئی اجزا ملے ہون جسم کا گرم رکھنے والا صرف خون ہی روح اگر ہوا ہی تو موسم کے خواص پر گرم و سرد ہوتی رہتی ہی۔ روح کے ساتھ خواہشات مثل سایہ با جسم یا نور با خورشید ہین خواہشات ہی کا نام اچھا اور بُرا کام ہی قوا البصارت و سماعت وغیرہ اقسام خواہشات ہین کا غذ ایک بیجان چیز ہی لیکن گنبد کا غذی ہوا کی رُخ پر ضرور متحرک اور ہر آن ہوتا ہی ہوا کی طاقت ایک بیجان چیز کو متحرک کرتی ہی۔ حقہ مین کیا بولتا ہی؟ دم اور پانی کا اتصاق۔ پس نطق النسانی سب چیزون کا وجود مین ہوتا ہی۔ علم تشریحات و طبیعات سے اسکا بخوبی پتہ ملتا ہی کلون کے زور سے اگر مٹی کی ایک مورت ہوا بھر دین تو وہ ہرگز متحرک نہوگی کیونکہ جو ہوا ہمارے جسم مین ہی وہ روزمرہ کی ہوا نہین ہی بلکہ قدرتی کُرہ سے جسکا نفود و خروج صرف اسی کی خواہش پر ہی ان ہواؤنکے گھٹے بھرے ہین۔

مسئلہ روح مین سقراط کا ایک لاویز بیان شنیدنی ہی۔ میرے دوستو مین یہ بات نہین چاہتا ہون کہ تم میری موت یا دفن کرنے کے وقت کسی قسم کا رنج و ملال ظاہر کرو اور کہو کہ ہائے ہم کو اس طرح بد قبر مین لٹارہے ہین یا اس طرح سے کفن پنہاتے ہین میرے

خیال مین ہرگز افسوس اور غم کو دخل نہ دو کیونکہ جھوٹے الفاظ خود ہی خراب نہین بلکہ اپنی برائی کا اثر روح پر بھی ڈالتے ہین پس رنج والم کو دور کرکے دل کو تسکین دو اور یہ کہو کہ ہم لوگ صرف سقراط کے مردہ جسم کو نہ کہ خود سقراط کو دفن کرتے ہین اور اُس نقش کیساتھ وہی سلوک کرو جو عموماً معلوم ہو

خیال ہی کہ ہمارا جسم انسان پر اختیار نہین رکھتا جبتک کہ اُسکا محرک آمادہ نہو خواہشات ہی محرک ہین جنکو سزا جزا کا دھڑکا لگا ہی اگر ہماری خواہشات عاقبت بین ہوتین اور کسی ذی اختیار رنج کے تازیانۂ تعزیر سے خوف کرتین تو برے کامون کی طرف اُنکا رجحان ہرگز نہوتا۔

مرت لوک کی ہوا مین ایک ایسی تاثیر مخلوط ہی کہ خواہشات کو اصل مطالب کی راہ سے گم کر دیتی ہی اس زمین سے جو پیدا ہو مجنون ہوا یہ نہین کہہ سکتے کہ جنون کا راستہ کدھر ہی ؎

نہالے کز زمین عشق سر برداشت مجنون شد
ہمہ نخل بیابانی نشاند باغبان اینجا

خواہشات ہی کو سزا و جزا کی زنجیر لٹکائی ہی اور بالیقین وہ مفید ہونگی اگر ایسا نہوتا تو ہمکو سزا و جزا کا کبھی خیال بھی نہ گذرتا۔ چور کو تاریک شب مین خوب سوجھتا ہی دماغ و اجسام کو ضرب لگتی ہی۔ روح راحت و رنج سے بری ہی نیچر کی آزادی مسلم الثبوت ہی اور یہ بڑی قوت والا ہی جیسا کہ بعض وقت گھمنڈ سے کہا جاتا ہی کہ انسان سب کچھ کر سکتا ہی کوئی شی نہین جو غیر ممکن الحصول ہو ہمکو صرف اپنا پہچاننا ہی دشوار ہو رہا ہی و میدان صاف ہی فلاسفر اور حکیم انسان کی ماہیت اور وجود کو اُسیوقت خوب دریافت کر سکتا ہی جبکہ وہ جانتا ہی کہ مین بھی آدمی ہون اور میری اصلیت کیا ہی۔ پوپ کہتا ہی کہ آدمی کی سچی تعلیم آدمی ہی یا آدمی خود اپنا معلم ہی پس یہ بات بھی سچ ہی کہ انسان کی اصلیت اور ماہیت کو انسان ہی خوب جانچ سکتا ہی کیونکہ اسکے سوا دوسرا چارہ کار ممکن نہین ہی۔ ہمارا نیچر آلۂ خوردبین سے تو دریافت بھی نہین ہو سکتا اور نہ علم ریاضی کے قواعد سے اور نہ کسی کیمیائی ترکیب اور تجربہ سے اسکی ماہیت کی تحقیق اور آزمایش ہو سکتی ہی۔

روح بہشت مین اور دماغ خواب مین ہم حالت و ہم صورت نہین ہین عالم متغیر و مختلف ہین کل عالمون کی کیفیت سے روح کو خبر ہونا ضرور ہی جسطرح دماغ بیداری مین

کوئی اور عالم دیکھتا ہی اور عالم رویا مین کوئی اور عالم - اسی طرح روح کے لیے بھی جُدا جُدا عالم اجسام مین اگر وہ مقید ہی تو عالم روحانی مین آزاد - لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ کسی عالم مین خواہش نجات سے آزاد رہے - شمع ہر جسم مین جلتی ہی لیکن سچی تسکین اُسکو گرہ باد مین پہونچ ملتی ہی -

نجات روح مختلف قالب اور مختلف مقلاّت کی بود و باش سے آزاد ہونیکو کہتے ہین جس آفتاب سے یہ نور پیدا اسمین جبتک کہ نہ جاملے ساکن نہین ہو سکتا اسی اِتصال کو سالکان طریقت نے بلفظ وصال شاہد حقیقی تعبیر کیا ہی

طائرِ دولت اگر باز گذاری بکند | یار باز آید و با وصل قراری بکند
دوش گفتم بکند لعل لبش چارۂ دل | ہاتف غیب ندا داد کہ آری بکند

ایک کیفیت خاص کے عالم مین حافظ لکہتا ہی

طایرِ گلشن قدسم چہ دہم شرح فراق | کہ درین دامگہ حادثہ چون افتادم
من ملک بودم و فردوس برین جایم بود | آدم آورد درین دیر خراب آبادم
سایۂ طوبی و دلجوئی حور و لب حوض | بہ ہواے سر کوی تو برفت از یادم
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار | چہ کنم حرف دگر یاد نداد استادم
کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت | یارب از نادر گیتی بچہ طالع زادم

اس آخری شعر مین نیچر کی گتھیون کو کیسے اُلجھاؤ مین ڈالدیا ہی جنکا سلجھنا مشکل ع کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت ؛ سبحان اللہ - ہم خود اپنے آپکو نہین پہچان سکتے آیا کون ہین اور جب کبھی چشم خیال نیچر کے دیدار پر پڑ جاتی ہی تو بے اختیار کہ اُٹھتے ہین -

خمسہ

ابا مرغ بودی طہارت سرشت | بود آشیانت بباغ بہشت
دریجا گرفتی عجب خوی زشت | چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

لیکن جانتے ہین کہ آزادی و رضامندی کی طاقتین ہمکو عطا کی گئی ہین (ہم کا لفظ خواہشات پر دلیل کرتا ہی حقیقتاً روح کی طرف قصداً و فطرتاً اشارہ نہین) ہر ایک کارروائی آپنے

کانشنش کی ہدایت اور دور اندیشی کے مطابق کرتے ہین۔ یہ تفاوت اسی زندگی تک محدود نہین ہی جسمین ابھی وہ زندہ پایا جاتا ہی بلکہ آیندہ زمانہ تک اُسکا اثر پہونچتا ہی کیونکہ گرہ ہوا برقرار ہی اور عام اثر کتب خانہ ہوا مین منقوش رہتے ہین اس غنچۂ سربستہ کی کامل شگفتگی بعد مرگ حاصل ہوتی ہی۔

بعضون کا قول ہی کہ انسان ٹھیک خدا کی شکل و صورت پر پیدا ہوا ہی اور وہ انسان جو جینے مرنے سے ازاد ہی پس انسانی نیچرل کی باریک راہین چشمۂ ظلمات کی راہون سے بھی زیادہ تر باریک اور صعب گذار ہین۔

## مقدسہ بست و سوم

جب تک انسان پختہ خیال نہین ہوتا خام خیالی سے کچھ کا کچھ سمجھتا ہی کیونکہ یقین کرنے کی خواہش اب تک اُسکے خیال مین پیدا نہین ہوئی اور یہی وجہ خام خیالی ہی۔ خوشنما بتون مین وہ چیز نہین ہی جسکو ہم عالم خیال مین موجود قرار دیکر بتون کا سجدہ کرتے ہین۔ جبتک کہ پایۂ یقین درجۂ کمال پر نہ پہونچے اور خیال پختگی نہ پکڑے صورت پرستون مین ہرگز یقین کرنیکی خواہش پیدا نہین ہوتی وہ تو ایک لکیر کے فقیر ہین اور بتون کو پتھر سمجھتے ہین حالانکہ معبود قرار دیتے ہین۔ گتعلک والے اس بات کے قائل ہین کہ اصلی خوبی کسی حکمت کی ایک زید خیال اس بات کا ہی کہ یہ منجانب اللہ ہوتی ہی لیکن کوئی اسبات کو باور نہین کرسکتا کہ جتنی حکمتین بظاہر خوشنما ہین وہ سب کی سب سچی ہین کوئی متنفس جنت کے ہرے بھرے کھیتون پر یقین نہ کریگا جبتک کہ آنکھوں سے نہ دیکھ لے اگرچہ اول سے آخر تک سب نے وجود کا اقرار کیا ہی ؎

| | |
|---|---|
| ہمکو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن | دل کے خوش کرنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہی |

یقین بنفسہٖ ایک تسلی بخش اور دل کی بھلانیوالی شی ہی لیکن اُسکا حاصل کرنا دشوار ہے اور بے یقین کوئی انسان کامیاب نہین ہوتا یقین مورث خیالی اور مبدع تشویش ہے ایک برہمن کو تشویش پیدا ہوئی کہ "گو بندگی گت گو بند جانے"۔

اس جملہ کے کیا معنی ہین برسون اسی خیال مین مشوش رہا آخر خیال نے کہ وست فیض قدرت ہی پختگی حاصل کی اور لب دریا عالم خیال مین قالب چھوڑا کسی شہر کے ساہوکار کے ہان جنم لیا چونکہ ہنوز ساہوکار کا مکان بے فرزند۔ خانہ بیچراغ اور دل رنج وغم سے پرداغ تھا دیدار فرزند سے محظوظ اور شادمان ہوا ہزارون روپیے اس خوشی مین لٹادیے ہنگامہ رقص وسرود بہجت ونشاط چند مدت تک گرم رہا رفتہ رفتہ طفل مذکور دس بارہ برس کی عمر پر پہونچا اپنے پیشہ کے طور وطریق اور علم سے بہرہ ور ہو کر ایک قابل اور شائستہ خلف نمایان ہو دکانداری کے سارے کام بذاتہ طی کرنے لگا کیونکہ جلد فنا ہونے والے لڑکون کا یہی حال ہی۔ ایک روز دو جوگی آنکلے انھون نے ساہوکار زادے کو دوسو اشرفیان دیکر کہا کہ یہ رقم امانت رکھیے ہم منزل مقصود سے واپس آکر لیجائینگے اُسنے کیسۂ دینار اپنے پلنگ کے پایہ تلے مدفون کر دیا اور بعد چلے جانے جوگیون کے چند روز بعد راہی ملک ولین ہوا صراف کے محلون مین کہرام مچگیا سارا جہان نظرون مین شب یجور دکھلایا غرضکہ قالب ولین مین آکر بدستور عبادت کرنے لگا اور اس کیفیت خیالی پر بڑا متحیر اور ششدر رہنے لگا یہان ابھی وہ پھر بھی نہین دُھلی اور وہان بارہ برس کی میعاد کاٹ آیا اتفاقاً وہ دونون جوگی واپس آکر ساہوکار سے طالب زر امانت ہوئے اور پوچھا کہ طفل جوان بخت کہان ہی عرض کی اُسے مرے ہوئے برس گذر گئے آپ کا زر امانت کسی بہی اور بیاض مین درج نہین ہی اور نہ یہ پتہ لگتا ہی کہ وہ اشرفیان دکان مین آکر کہان گئین مین مجبور ہون اور اگر آپ سچے ہین تو مجھسے دیگر دوسو اشرفیان لیجائیے لیکن امانت جمع ہونے کا اقرار نہین کر سکتا جوگی بولے کہ نہین بابا ہمکو ایسے دینار لینا منظور نہین جن پر تیری بدگمانی ہی تیرا الزکا گیا افسوس ہی ہماری اشرفیان گئین کچھ غم نہین ”گوبند کی گت گوبند جانے“ دو جوگی چلے اور اُسی راہ سے گذرے جہان کہ برہمن زادہ لب دریا مصروف عبادت تھا دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو وہی ساہوکار زادہ ہی پوچھا کہ ای طفل تو یہان کیونکر آیا ہماری اشرفیان کہان ہین عرض کی کہ میرے آجانے کی کیفیت نہ پوچھیے ”گوبند کی گت گوبند جانے“ لیکن آپ کی اشرفیان میرے پلنگ کے پایہ تلے دفن ہین چلیے اودے آیئے جوگی پھرے اور دکان پر آئے کہا کہ ای ساہوکار جہان تیرا بیٹا سوتا

تھا اُس مقام پر پلنگ کے پایہ تلے دینار مدفون ہین کھود کر نکالدے ساہوکار نے اِس مقام کو کھودا
دیکھا کہ کیسۂ زر موجود ہی اشرفیان گنین پوری نکلین جوگیون کو خوشی سے واپس دین اور پوچھا
کہ تمھین یہ راز مخفی کیونکر معلوم ہوا جوگی بولے کہ ہمارا زر امانت خوشی سے کیون واپس دیا
حجت و تکرار کی ہوتی ساہوکار بولا کہ شئو امانت کے واپس دینے مین رنج و غم حجت و تکرار یعنی چہ
جوگی بولے کہ جب تجھمین اتنی عقل ہی تو بیٹے کے مرجانے پر کیون رنج کرتا ہی بھگوان کی امانت
تھی واپس لی۔ جوگیون نے اپنی راہ لی۔ ساہوکار کو حیرت و تشویش نے گھرا ناچار
دیدار فرزند کی اُمید مین سایہ کی طرح جوگیون کے پیچھے چلا۔ لب دریا آئے برہمن زادہ سے
کہا کہ ہم اپنی امانت بجنسہٖ واپس لائے رسید آ اطلاع کرتے ہین ساہوکار کہ ردیف مین موجود
فرزند کو ماکر بے تحاشا چمٹ گیا اور زار زار رونے لگا ای بیٹا تو کہان ہا ہی مجھ بوڑھے کو دغا
دیکر چلا آیا تو مرا نہین بلکہ روٹھ آیا ہی ای نور چشم گھر چلو اور بتاؤ کہ یہ عالم اسرار کیا ہی ہاے مین نے
تو تیری نعش جلا دی تھی اب تو مجسم کیونکر ہی برہمن زادہ عجیب بلا مین پھنس گیا اب
کیا کے ساہوکار کے ساتھ کیونکر جائے شور ہوا جوق جوق خلق جمع ہونے لگی برہمن
نے سُنا کہ تیرے بیٹے کو ایک ساہوکار لب دریا تنگ کر رہا ہی اور زبردستی اپنے گھر کو کھینچا لیے
جاتا ہی کہ بیٹا میرا ہی برہمن اور اُسکے لواحق سراسیمہ دوڑے اور دریا پر آئے دیکھا کہ لڑکا میرا
بلا ہی ساہوکار چمٹا ہوا اپنے گھر کھینچے لیے جاتا ہی برہمن بھی چمٹ گیا اور کہا کہ واہ یہ تو بیٹا
میرا ہی طرفین سے مخلوق جمع ہونے لگی ایک خلقت کا بیان ہی کہ یہ لڑکا ساہوکار کا ہی
اور دوسری خلقت با علان کہتی ہی کہ نہین صاحب یہ لڑکا برہمن کا ہی غرض کشمکش مین
برہمن زادہ کی حالت متغیر ہونے لگی بڑی ضد و کد اور شور و فساد کی حالت مین ایک بھلے رہنے
والے خنثیٰ پیدا ہوا اُسنے کہا کہ سُنو بھائیو آپس مین جنگ و فساد مت کرو ہم تصفیہ کرتے ہین فرا ہماری
بات اطمینان سے سُنو لڑکے کا ایک بازو برہمن پکڑے اور دوسرا بازو ساہوکار۔ اپنے اپنے بازو
کو اپنی اپنی طرف کھینچو اور ایک زبان ہوکر باواز بلند کہو گوبند کی گت گوبند جانے"۔
غرضکہ دونون باپ نے ایسا ہی کیا خدا کی قدرت سے وجود پھٹا اور ہو بہو شکل و صورت کے
دو لڑکے نکلے۔ بیر عاشق یا منظر العجائب۔

ساہوکار اور برہمن ایک ایک بیٹا لیکر گھر گئے لیکن مخلوق دریاے حیرت و تعجب مین گویا غرق ہو گئی کہ یہ کرشمہ کیا ہوا ایک موجود سے دو وجود ہمشکل کیونکر نکلے سچ ہی گوبند کی گت گوبند جانے جس مقدمہ کی سماعت و تجویز حیطۂ اختیار سے باہر ہو کوئی جج اُسمین حکم اخیر نہین دے سکتا سچ یون ہی کہ کارخانجات آلہی کے راز سواے اسکے اور کون جانتا ہی اللہ کا علم محیط ہی ہمارے فہم نے خیال اس بھرم جال اور گورکھ دھندے سے زیادہ وقیع نہین۔

ہمارا محدود خیال وہان تک پہونچ سکتا جہان کہ کچھ نہین ہی اور سب کچھ ہی جو چیز کہ ہمنے نہین دیکھی خیال مین نہین آسکتی۔

اگرچہ مسئلۂ وحدت الوجود ایسا دلچسپ اور دلکش مسئلہ ہی کہ بالطبع انسانی رغبت اُسکی جانب لگی رہتی ہی جیسے زنبور گل خوشبو پر جن لوگون کو اس مسئلہ کا مذاق لگگیا ہی وہ اُسی کے ہو رہے جیسے مکھی شہد مین پھنس رہتی ہی نہ دنیا و مافیہا سے خبر نہ اہل دنیا سے تعلق اُنھون نے زاویۂ عزلت و گوشۂ تنہائی مین زندگی بسر کی ہی اور چونکہ جوئندہ یابندہ ایک مشہور بات ہی محنت کرنے والے اپنا ثمرہ پالیتے ہین اسلیے وہ لوگ ناکام اور محروم نہ رہے جو کچھ نتائج مذاق حاصل ہوئے وہ وہی خوب جانتے ہین بیان کی طاقت اُنکی زبان مین نہین اور نہ اُنھین عقل و ہوش ہی کہ صحیح بات بیان کرین۔ع

اگر سالکے محرم راز گشت
بہ بندند بروے در باز گشت

کسے را درین بزم ساغر دہند
کہ داروی بیہوشیش در دہند

یکے باز را دیدہ بر دوختست
دگر باز را بال و پر سوختست

کسے رہ سوے گنج قارون نبرد
وگر برد رہ باز بیرون نبرد

بمردم درین بحر دریاے خون
کزو کس نبردست کشتی برون

خوب غور سے ثابت ہوا ہی کہ مسئلہ وحدت الوجود محبت پر مبنی ہی اور محبت ہی کے جوش نے اس مسئلہ کو موجودہ حالت تک پہونچایا ہی محبت اور خیال کی پختگی خالق مخلوق عبد معبود اور علت معلول کو ہمرنگ بنا دیتی ہی۔ ہندوستان کی وحدانیت مین حسن پرستی کا ذکر ہی جس سے دنیاوی حسن ناکمل کے سبب سے ساوی کمال کا خیال کیا جاتا ہی لیکن بنیاد اُس کی

کی حسن مجازی بہی مجازی حسن کے ذریعہ سے عشق حقیقی اور فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ صوفیون کے خیال مین چونکہ خود روح خدا کی ذات کا مظہر ہے پس جسقدر روح کو خدا سے قربت ہو اسیقدر روح کو زیادہ کمال ہے اور جسقدر دور ہو اسیقدر نقص ہے پس اُنکے نزدیک اعلیٰ ترین مقصد انسانی یہ ہے کہ روح اپنی اصل مین پھر مل جائے خالق اور مخلوق کی تفریق جاتی رہے۔
صوفی اپنی وجدانی حالت مین صاف کہتے ہین مگر چونکہ ہم ویسے نہین ہین سمجھ نہین سکتے کہ کیا ہے وجد و حال والون کو جو کچھ نظر آتا ہے اور بحالت غشی جو کچھ کہہ جاتے ہین ہم اُنکی منشا اور نشا کو اچھی طرح نہین سمجھ سکتے حافظ کہتا ہے

| | |
|---|---|
| ز آواز مرغ طرب بشنوم<br>یا باد حدیثے زلبش میگوید | یا نفحۂ گلزار ادب بشنوم<br>القصہ حکایتے عجب می شنوم |

چونکہ تعین صورت خیال ہے اسلیے عالم تصور مین کوئی خیالی شکل چاہیے جیسی مقرر کرلین لیکن یقین کرنا محال ہے اختلاف آرا کی حالت مین کوئی فیصلہ اخیر نہین ہو سکتا ہان ایک بڑے گروہ نے اس بات کو مان لیا ہے کہ انسانی ہستی ایک نہایت ناچیز اور بیقیمت شئی ہے خدا کے کارخانون مین دست اندازی کی صلاحیت نہین رکھتی اور یہ ہستی ایک رسی مین بندھی ہوئی ہے باندھنے والا جتنی مہلت دیتا ہے انسان ہاتھ پانون نکالتا ہے آزادی سے کچھ نہین ملتی نیکنامی و بلند پروازی کی توقع رکھتا ہے لیکن ایک ہمسایہ بھی اسکے نام سے واقف نہین پر آدمی سپنے سکوڑتا ہین۔ جب ہمکو کل کام دوسرے کی مرضی پر کرنا پڑتے ہین جو ہماری پس پشت موجود ہے تو کیونکر خود مختاری و آزادی کی دُھن مین مست ہین۔ سعدی نے توانائی کو ایک محدود شئی بتلایا ہے بلکہ تمام بلند نظر اسلاف نے۔ بوستان کے یہ اشعار عمدہ خیالات کا ثبوت ہین۔ ع

| | |
|---|---|
| بشر ماورائے جلالش نیافت<br>نہ براوج ذاتش پرد مرغ وہم<br>نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد | بصر منتہائے کمالش نیافت<br>نہ در ذیل وصفش رسد دست فہم<br>نہ فکرت بغور صفاتش رسد |

لیکن یہ گروہ اُن خیالات بلند سے بہت دور ہے جو مسئلہ وحدۃ الوجود مین مستغرق اور اصلی مقصود انسانی کے قریب تر ہین مذکورہ بالا خیالات

کی حد ہائی و توئی تک اور ثبات عقل و حواس تک ہی لیکن خود سے گذرتے ہی ہمہ اوست نظر آنے لگتا ہی۔ سچ ہی جب پردہ ہی درمیان نہین تو تجلیات ربانی کیا دواہین ؏

بدر و یقین پردہاے خیال | نماند سراپردہ الا جلال

تم اگر کسی طریقہ کے پابند ہو تو تمھارے لیے وہی طریقہ رہنمائی کو کافی ہی تم یقین نہین کر سکتے اُس بات پر جسکی گنجایش قیاس مین نہو لیکن جب تمھارا معمولی طریقہ تمکو زیر حکومت رکھتا ہی تو لامحالہ جبراً قہراً یقین کے عادی ہو جاتی ہو مگر یہ یقین ایک لاوارث شی اور عارضی خواہش ہی۔ یہ قاعدہ کی بات ہی کہ اگر مین کسی شی کی صحت کے لیے مشوش ہونگا تو مین اپنے آپکو اسکے یقین کرنے مین بہ نسبت مستعدی و تیزی کے کاہلی و سستی مین زیادہ گرفتار پاؤنگا۔

اسلاف جس قول کو غلط قرار دیتے ہین وہ قول اِس زمانہ مین قرین صحت و راستی پایا جاتا ہی آدمی اُس شی پر یقین کرتا ہی جو اُسکی دل لبھانے والی ہوتی ہی دیدہ بر مقابلہ شنیدہ کے فوراً یقین جمتا ہی کیونکہ حقیقت دیدہ مین شک کی ایک رتی بھی نہین ہوتی اگر ہم دنیا کی نمایش گاہ مین عجائب و غرائب اشیا کا تماشا نہ کرتے جو ایک بڑے بازیگر کے دست قدرت کے شعبدے ہین تو البتہ ہم خدا کی ہستی پر یقین نہ لاتے کیونکہ ایک شنیدہ بات ہو جاتی نہ کہ دیدہ۔ لیکن یقین کا مرتبہ علی العموم یکسان نہین ہی بعضون کا یقین غلط اور بعضون کا صحیح ہوتا ہی یقین گو بظاہر خوشنما اور دل کی لبھانے شی ہی لیکن حقیقت مین کوئی سی جسپر بالفعل ہم یقین کر چکے ہون صرف ہمارے یقین سے اصلی شی نہین ہو سکتی مثلاً۔

ایک پتھر کو اگر ہم سونا یقین کرین تو ہرگز وہ پتھر سونا نہین ہو سکتا ہی یقین کی غلطی ہی ایک طبیب کو کافی یقین تھا کہ اُسکی دوا سے عموماً شفا حاصل ہوئی ہی آسنے درد سر والے سی پوچھا کہ اب تو میری دوا سے درد باقی نہ رہا ہوگا کہا کہ باقی ہی طبیب بولا کہ غیر ممکن ہی میری دوا کی درد سر جاتا نہ رہا ہو تم یقین کرو اور مان لو کہ اب درد سر نہین ہی اگر تمنے ایمانداری سے میری دوا کا استعمال کیا ہی۔

ہر چند کہ امید امین ناتجربہ کاری و ناوقفیت کے سبب انسان مشوش و متردد رہتا ہی لیکن جب اُسے اصلی حقیقت پر علم حاصل نہین ہوتا اور سر ٹپک کر رہجاتا ہی تو بالآخر

یقین ہی ایک شی ہی جو اُسکے مضطرب و بے آرام دل کو تسکین دیتا ہی انسان سے جب کچھ نہین بن پڑتا تو یقین کرتا ہی جس طرح تدبیر کے بعد تقدیر پر صبر۔

انسان اپنی فطری توانائی کی ضد مین درمیان رہ کر ایک عجیب کشمکش اُٹھاتا ہے کیونکہ وہ اُن دونون سے کسی ایک کا بھی دوست نہین وہ لوگ تسکین اور آسودگی سے زندگی بسر کرتے ہین جو صراط المستقیم پر قایم ہین وہ نہین جانتے تشویش و حیرانی کیا چیز ہی وہ تو صرف یقین کی مدد سے منزل کی راہ پر چلے جارہے ہین جو آخر کار اختیار سفر اور قطع مراحل کا نتیجہ سمجھتے ہین کیونکہ اُنکو اپنی بار آور محنت کی صداقت اور حقیقت پر یقین ہی یہ ایک فطری خواص ہی کہ عقلمند آدمی گرم جوش اور مستعد ہوتا ہی اور مشکوک مزاج کاہل۔ جو لوگ صرف شکوک کے ہاتھ بکے ہوئے ہین اور اس لیے ایک متزلزل حالت مین رہتے ہین وہ مرتے دم تک اپنے عقائد کی تصدیق کے لیے انتظار مین رہتے ہین۔ مذہبی یقین کرنے والے اشخاص اس قسم کے عمیق خیالات نہین رکھتے اور نہ تشویش اُنکی طبیعت مین واسطے ادراک حقیقت راستی کے ہوتی ہی بس یہی ایک انسان کا کام ہی اور عقائد کی مضبوطی خیالات کی پختگی ہی انسانیت کے نام سے موسوم ہی۔

لیکن خلاصہ زندگی کے تمام کوششون کا یہ ہی کہ انسان کو بامید آسودگی کسی خاص مذہب کا پابند اور کسی خاص شریعت کا مقلد ہو رہنا چاہیے جب تک کسی مذہب کی پابندی نہین ہوتی اندھون کی طرح آدمی بھٹکتا پھرتا ہی مذہب اگر کوئی قدرتی نور ہی یا کوئی زہر ہی تو صرف اندھون ہی کے لیے ہی۔ انسانی فطری وحشت و جہالت پر نظر کرنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہ فطری اعمی ہی اسی لیے مذہب کی روشنی اُسکے فایدہ کے لیے قدرتی طور پر واقع ہوئی ہی وہ اگر اس سے مستفید نہو تو گویا وہ روز پیدایش سے روز وفات تک اندھا ہی رہنا چاہتا ہی

## مقدمۂ بست وچہارم

یہ دنیا جو کشتی کی طرح جاندارون کا کھیوا لاتی اور لیجاتی ہی ایک تماشا گاہ اور کارخانۂ طلسم سے زیادہ مرتبہ نہین رکھتی ہر ملک اور ہر قوم کے اکابر اسی تجسس و سرگردانی مین رہے

اور آخر ناکام چل بسے کہ دنیا کا حال معلوم کرین لیکن آج تک کوئی متفق نہوا کہ اصلیت کیا
ہی اس امر پر البتہ اتفاق ہی کہ عجیب تماشا ہی اچھا خاصہ سوانگ ہی جسکی کوئی بات سمجھ مین نہین آتی
وہ بازیگر جسنے اس تماشاگاہ مین نئے نئے حیرت انگیز تماشے دکھلائے قیاس سے دور اور
نظر سے اوجھل ہی اُسکے وجود کا ثبوت یہی کھیل تماشے ہین جو ہمکو حیرت مین ڈالتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| زلوحِ خشت چون این حرف خوانی | زحالِ خشت زن غافل نمانی |
| چو دیدی کار رو در کارگر آرا | قیاس کارگر از کار بردار |

عمرین اسی تلاش مین گذر گئین کہ ماجرا کیا ہی یہ جو ہم پیش نظر طرح طرح کے سوانگ
مشاہدہ کر رہے ہین فی نفسہ اُنکی اصلیت کیا ہی مگر دور سے کہ گہرے ڈوبے کہ نہ اُبھرے پھر
قوت کی حد تک بہت کچھ زور مارا اور کوششون کے پہاڑ قائم کر دیے مگر آخر بے سود
مثاب ہرگز بہبود۔ ناکامی کی حالت مین کوئی ایسا ذریعہ تلاش کیا جو اُنکی تسکین کا سبب
تھا کیونکہ یہ ایک فطری عادت ہی کہ ہر شخص کسی چیز کو آخر کار اپنا اصل مقصود مان لیتا ہی
لامحالہ محسوسات اور بدیہیات کے اعتبار پر اپنے خیال مین ایک صحیح مقصود کل قرار دیکر
صاحب یقین و یا تسکین ہو بیٹھے اور اسی مقصود کو اپنا معبود تصور کرنے لگے اور نہ صرف
اپنے تئین بلکہ آیندہ نسلون کے لیے بھی یہی راستے صحیح قرار دیگئے اور اپنی اضطرابی حالت
اور کوششہای اشد کی کیفیت کا اسلیے اعلان مناسب جانا کہ آیندہ زمانہ مین پھر کوئی بشر انکی طرح
حماقت مین نہ پھنسے۔ لیکن کوششین بے سود اور ناحق نہین کیجاتین بلکہ ارادت ہی داخل حمق ہی ؎

| | |
|---|---|
| نہ سگ در امن کاروانے در پید | کہ دہقان نادان کہ سگ پروید |

اس زمانہ کے لوگون نے اپنے آپکو دو گروہ پر بالطبع تقسیم کیا ہی ایک وہ جو بر انکی تحقیق
و تفتیش پر صبر کرکے بیٹھ رہا اور ایک وہ جسنے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائے گو یہ آخری
گروہ اپنے خیال مین کچھ اور ہی سمجھا تھا مگر رسوائی سے اپنے تئین نہ بچا سکا تاہم غور سے
معلوم ہوتا ہی کہ بہ نسبت کاہل گروہ اولین کے اس آخری گروہ نے صرف اپنے ہی قوت
بازو پر بھروسہ کیا اور اندھون کی طرح بیدست و پا ہو کر نہ بیٹھا اسکا صحیح خیال یہ ہی کہ
ہر زمانہ مین قوت متخیلہ متغیر و متبدل ہوتی رہتی ہی نہ ایک حالت پر قرار زمانہ ہی اور نہ ایک

صورت پر سکون خیالات جب نیچر مین انسان کا مرتبہ مساوی ہی تو زوال و کمال و اہم یعنی ہیچ۔ کوئی شخص جو سلیم الطبع اور پختہ خیال ہی وہ انقلاب دوران کا قائل نہین اس صورت پر کہ جو کچھ ہوگیا اب ہونا محال ہی بلکہ اُنکے خود فروش اور پرجوش خیالات مین زمانہ کو روز بروز ترقی حاصل ہو رہی ہی انسان جب ہر زمانہ اور ہر موسم مین صاحب قوت رہی تو ناتوانون اور اپاہجون کیطرح اپنی قوت کو معطل نہین رکھ سکتا۔ یہ آخری گروہ پہلے گروہ کو نہ صرف نابینا بلکہ بت پرست اور اعجوبہ گرین کہتا ہی۔

مگر مین خیال کرتا ہون کہ ایسے خیالات کا اعلان اس زمانہ مین مناسب نہین کیونکہ نہ زمانہ موافق ہی اور نہ خیال بلندی صحیح۔ بلند پروازی صرف فطری اُمنگ کی طفلانہ قوت کا تلاطم ہی جسے ہم غلطی سے بڑی قوت خیال کرتے ہین۔

یہ بات مان لینے کے قابل ہی کہ کوئی قوت فی نفسہ معطل اور بےحس نہین رہ سکتی مگر اُسکی حرکات و نمایشات کے طریقے جدا ہین اُسکی زمایش کا معیار اور ہی ہے

پروانہ خس و ہوا شرربار — پرواز چہ گل کند درین کار

آسمان وہی ہی زمین وہی ہی اور آفتاب وہی ہی جو افلاطون اور لقمان کے وقت مین تھا لیکن نیچر کے بعض خواصون مین باعتبار تغیر آب و ہوا کچھ نہایت باریک فرق آگیا ہی جو طبائع مین بالفطرت پیدا ہو کر ایک بڑا بھاری اثر ڈالتا ہی ہر چند کہ نیچر کا اثر ابتک ہی اُس صورت مین کہ ہم نیچر کی اصلی کیفیت اور ماہیت سے بیخبر ہون۔

افلاطون اور لقمان نے اپنے زمانہ مین نیچرل قوت کی آزمایش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور یہ بات اُنکے کارنامون سے پیدا ہی لیکن انجام کو دیکھنا چاہیے کیا ہوا۔ جب ہم اپنے سے آگے چلنے والے کو بے اختیاری کی حالت مین ٹھوکر کھا کر گرتا ہوا دیکھتے ہین تو بالضرور اپنے تئین اُس ٹھوکر سے بچانیکی کوشش کرینگے

پیشوایان را بلاہا در قفاست — وای بر فردے کہ سر دفتر بود

ہم صرف اُسی بات کو مان سکتے ہین جو ہمارے فایدہ کی ہو۔ دولت کا ایک خزانہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہی لیکن ہم مین اسقدر طاقت نہین کہ ایک اور خزانہ پہلے خزانہ کا نظیر مہیا کر سکین تو لاریب اس خزانہ پر ہاتھ ڈال سکتے ہین۔ صرف بامید اس بات کے

کہ ہم بھی کسی زمانہ مین اس لائق ہونگے کہ ایسا ہی ایک خزانہ جمع کرین اُسوقت آسودگی و راحت سے بسر کرینگے فاقہ کشی کرنا اور سختیان اُٹھانا صریح حمق ہے میری راے مین باوصف دست داد دولت۔ مصائب کا جھیلنا کوئی شخص گوارا نہ کریگا ؎

ملحد گرسنہ درخانۂ پر خوان چو رسد
عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

غالبًا تمام دانا و فہیم لوگ اس بات پر متفق ہونگے کہ کم و بیش زیر و زبر نشیب و فراز کا وجود ازل سے ہے جیسا کہ ہم اسوقت آنکھون دیکھ رہے ہین اور یہ امر بھی مخفی نہین ہے کہ ہر کثرت قلت پر غالب آتی ہے پس اس خیال کے ساتھ اتفاق نکرنا کہ جو کچھ ہوگذرا فطرت وطریقت ہے کیسی غلطی کی بات ہے یہ کہنا کہ پہلے دولت کو ہم تصرف مین لا سکتے ہین جیسا کہ ویسی اور دولت کے پیدا کرنیکا مادہ ہم مین نہین ہے۔

فرض کرو جبکہ مین کسی مقام کو جانا چاہتا ہون اور منازل و مراحل سفر سے محض بیخبر ہون تو مین اُس پیشوا کے نقش قدم پر چلونگا جو مجھسے دو قدم آگے اسی مقام کی راہ پر چل رہا ہے اور یا اُس ہدایت پر کاربند ہونگا جو ایک شخص نے مجھے اُسی مقام سے واپس آتے ہوے کی ہے اور بتلایا ہے۔ کہ فلان راہ پر جانا فلان مقام پر گھومنا کیونکہ وہ نشیب و فراز راہ سے واقف ہے۔

ضرب المثل ایک حقیقت بیان کرتا کرتا ہون شنیدنی ہے ایک شخص کو تردد ہوا کہ شعر حافظ مندرجہ غزل اول دیوان حافظ کا کیا مطلب ہے اور وہ شعر یہ ہے ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

وہ سمجھا کیا داروغۂ شرابخانہ کے کہنے سے شراب پی لینا چاہیے۔

اس شعر کے معنی فہمی کو ہر چند اپنے تئین تلاش و جستجو کے حوالہ کیا لیکن قابل تسکین نتیجہ نہ نکلا۔ یوم عقد آیا برات لیکر چڑھا بیاہ ہوا دولھن پاکر گھر لوٹا رہزنون نے راستہ مین مار دھاڑ مچائی برات والے منتشر ہوگئے قزاقون نے تمام مال و اسباب لوٹا اور دولھن کو لیکر چلدیے کسی شہر مین ایک پیر فرتوت عجوزہ تردامن بے وجہ فن کے ہاتھ فروخت کیا اور چلے گئے دولھا بیچارہ آفت کا مارا کتاب دیوان حافظ بغل مین دبا کر بادیہ پیماے جلوہ غربت ہوا نہ یار نہ دوست نہ خویش نہ بیگانہ کوڑی پیسے کو محتاج روٹی کپڑے کا حاجتمند۔ چلتے چلتے

سی شہر مین پہونچا جہان وہ دلھن فروخت ہوئی تھی چونکہ اسے شعر حافظ کے معنی تلاش کرنے کا دل سے شوق تھا اسلیئے آفات روزگار اور اتساد وقت کا تمام رنج والم بھول گیا شہر مین معنی تلاش کرنے کو نکلا چلتے چلتے ایک پیر روشن ضمیر کی خدمت کا بابرکت مین جا نکلا مشرف ہوا حضرت سمجھ گئے کہ شیدائے معنی ہی فرمایا کدھر سے آئے کیا کام کدھر جاؤگے کیا نام حضرت مقصود یہ ہی کہ شعر حافظ کے معنی بخوبی سمجھ مین آئین فرمایا چندے تامل کرو دیر آید درست آید- اتنا کہکر آپ اسے اور باتون مین الجھا دیا اور انتظام نان و پارچہ کرکے روز دم سے مشاغل علمی مین مصروف کیا چندے برین بر آمد پیر بے نظیر صاحب کشف و کرامات نے فرمایا ای آفت زدہ نور چشم خانہ نشینی سے انسان کا دل متوحش اور مضطر ہوتا ہی جاؤ بازار کی سیر کرو گلزار و چمن کی ہوا کھاؤ خدا کی عجائب چیزون کا تماشا کرو اور اس سیر و بہار کا معمول ہمیشہ رکھو- جوان خجستہ بخت بازار کو گیا سیران ادھر ادھر نظر کرنے لگا قصارا اُس خاتون یوسف لقا کے جمال بہین پر نظر پڑی جو اُسکی منکوحہ تھی ور فرزاقون نے ایک بڑھیا کے ہاتھ فروخت کی تھی- نظارہ کی دیر تھی کہ آتش عشق سینہ مین بھڑک اٹھی

| | |
|---|---|
| گل چہرہ وہ کیا نظر سے گذرا | ایک تیر نظر جگر سے گذرا |

بیتابانہ واپس آیا حواس باختہ وحشت پرداختہ- حضرت پیر نے صورت حال ملاحظہ فرمائی سمجھ گئے کہ کچھ آج کیفیت ثانی ہی پوچھا کہ ای فرزند کیسی طبیعت ہی کیسا انتشار ہی عرض کیا کہ ای صاحب کیا عرض کرون ایک پریچہرہ پر نظر کیا پڑی عقل و ہوش ہی سے بیگانہ ہو گیا نہ جانون دل پر کیا صدمہ ہی جو گھلا جاتا ہی مین ضبط نہین کر سکتا جو اضطراب قلب پر ہی شاید اُسکو مرض لاعلاج کہینگے-

فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین عشق و محنت انسان ہی کے لیے ہی جاؤ اور اُس خاتون سے ملاقات کرو- اتنا سننا تھا کہ باچھین کھل گئین تقدیر کو موافق خواہش پاکر افتان و خیزان چلا در معشوقہ پر پہونچا دستک دی خادمہ آئی اور با تواضع و تکریم بالاخانہ پر لیگئی ایک جگہ خاتون اور خاتون پسند کو بٹھلا عین حالت اضطراب مین جوان جگر افگار نے پوچھا کہ ای سرمایہ ناز نذرانہ کیا ہی فرمایا کہ ہزار دینار عرض کیا کہ بس رخصت صرف اتنا ہی

پوچھنے کو آیا تھا اگر مواصلت سرنوشت ہی کل حاضر ہونگا - چلا اور پیر صاحب کے پاس آیا
پوچھا کہ کیوں بھئی صاحبزادہ عجلت کیسی - عرض کیا کہ یا حضرت نہ یکہزار دینار پاؤنگا نہ وصل
شاہد رعنا سے حظ نفسانی اُٹھاؤنگا فرمایا کہ واہ چہ غم یہ ایک ہزار دینار موجود ہیں لے اور
کام میں لا جوان طناز سراپا ناز کیسۂ دینار لیکر چلا اور خدمت معشوقہ میں پہونچا تھیلی آگے
رکھی اور کہا کہ یہ نذرانہ ہی اب کیا حکم ہوتا ہی - کیسہ دیکھکر خاتون حیا پرور عصمت شعار با
نظر بے اختیار رونے لگی اور ایسی روئی کہ گویا چشمۂ اشک خالی ہوگیا کیونکہ دلی رو سے روئی تھی ؎

| | |
|---|---|
| اشک از دیدہ مجوئید ز دل مے آید | نرگس از بیدلی خویش خجل مے آید |

جوان دلدادہ کے قلب میں رحم و رقت نے ایسا جوش مارا کہ بے اجازت وہاں سے
اُٹھ بھاگا اور پیر خرد ور سے ہو بہو کیفیت واقعی عرض کی فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں یہ ہزار
اور لو کل پھر جانا اور بے نیل مرام واپس نہ آنا دوسرے روز نیا کیسہ لیکر خدمت ناظورۂ
پاکدامن میں پہونچا اور پوچھا کہ کل کی گریہ وزاری کا سبب کیا ہی چونکہ مجھے خود آپکے رونے پر
رقت آگئی لہذا بے تامل واپس گیا اب یہ کیسۂ ثانی حاضر ہی - عورت باچشم نمناک ایک پردرد
پیرایہ میں کہنے لگی کہ اے عزیز آج تک اللہ تعالے نے میری عصمت و عفت کا دامن الواث
مکروہہ سے پاک رکھا اور اسی لیے میں نے ہزار دینار مقرر کئے تھے کہ نہ کوئی اس قسم کا امیر پیدا
ہوگا نہ میری پاکدامنی میں فرق آئیگا - لیکن قدرت ربانی سے ایک تو ایسا مالدار نظر
آیا کہ ہزار دینار نذرانہ حاضر لایا میں سمجھی کہ بس آج میری عصمت کا خاتمہ ہی میں کیا کہوں
کون ہوں - اے میرے شوہر کے مشابہ شخص !! میں ساہوکار زادی ہوں - میرا
خاوند بڑے طنطنہ و جاہ و حشم سے مجھے بیاہ لیجاکر گھر کو جاتا تھا کہ قزاقوں نے برات
پر ڈاکہ ڈالا تمام مال و اسباب لوٹ لیا مجھے یہاں لاکر اس بوڑھی کھوسٹ کے ہاتھ
جیسے تم سامنے والے کمرے میں پلنگ پر لیٹا ہوا دیکھ رہے ہو کوڑیوں کے عوض
بیچا - روز اول سے میں بفضل کریم اپنے ننگ و ناموس کو بچائے ہوئے ہوں الا آج تیرے
ہاتھ سے منتہک الناموس ہوتی ہوں بس اسی ایک خیال نے مجھے آٹھ آٹھ آنسو رلایا ہے

| | |
|---|---|
| دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں | روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں رلائے کیوں |

یہ تعجب انگیز حقیقت سُنکر جوان شیدا خوشی سے اُچھل پڑا اور نہایت جوش شادمانی سے قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجائے - عروس پاک دامن کو مرحبا کہتا ہوا آغوش محبت مین لیا گویا بلبل نے گل تازہ پایا ؎

شادی سے ملے ہم وہ ایسے    صفحے خط توامان کے جیسے

سر کے بل دوڑا اور پیر روشن ضمیر کی خدمت عالی مین ماجراے عجیب عرض کیا حضرت نے ارشاد فرمایا ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید    کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بس تیری اُلجھن کو تار تار سلجھا دیا - جس معنی کی تلاش مین تو سرگردان تھا وآج معلم ازل نے حکمت بالغہ کے پیرایہ مین تیرے سامنے موجود کیا اب رخصت ہو جوان عورت لیکر رخصت ہوگیا -

میرے دوستو !! مذہب خوب ہی کوئی ہو مذہب اچھی راہ لیجاتا ہی مذہب وُ بھٹکنے نہین دیتا مذہب ایک بڑے مطلب اور گہرے معنی پر مبنی ہی - مذہب کا اصول خدا شناسی ہی انسان جبلی وحشی اور ازلی جاہل ہی مذہب رفتہ رفتہ اُسے آدمی بناتا ہی - انسان کو مذہب ایسا ہی جیسے اندھون اور بوڑھون کو عصا - مذہب کے سہارے انسان عمدگی سے زندگی بسر کرسکتا ہی اور تمام قدرتی حکمتہاے حیرت انگیز کے نظارہ تردد خیز سے مطمئن اور صابر ہو بیٹھتا ہی - کوئی مذہب جسطرح خدا کی باتون سے خالی نہین اسی طرح کوئی بندہ بے خدا نہین - پیدا کرنے والا ان تمام چیزون کا ضرور ہی اور پیدا کرنے والا تمام چیزون کا ہی وہی ہمارا خدا ہی وہی معبود ہی وہی قادر توانا ہی - ہر شی مادہ سے پیدا ہوتی ہی اور ہر مادہ باشی ہوتا ہی - مذہب صحیح امر پر یقین دلاتا ہی - مذہب والون نے خوب تحقیقات کی ہی - مذہب والون نے اندھاپن سے کوئی کام نہین کیا تحقیق و تفتیش مین عمرین گذرا دین اللہ مین فنا ہوگئے اور ہمکو وہی راستہ بتلایا جو ہماری عبودیت اور موافق ہمارے مزاج ہستی کے ہی -

ایک دانا دل کہتا ہی یہ زندگی بدین وجہ کہ اسکا رشتہ ہماری خیالی مضبوط عظمت سے ہی ایک بڑی پُر قیمت شی ہی اور اسمین انسانی آلام اور خطرات کی تعداد بہ نسبت عیش و آرام

موجودہ کے بحالت نکوکاری زیادہ ہی کیونہی کیون ہنو آیندہ کی خوشیون ور راحتون پر تکیہ کرکے آنے والی زندگی کو موجودہ مصائب سے بہتر سمجھ لیتا بجز ایک ایسی طبیعت کے جو موجودہ حالت پر مطمئن نہین ہی بہ نسبت اسکے کہ پچھلے تجربون کی تکرار کیجا جسکے اخیر مین ہلاکت جاتی ہی وہ ہلاکت جسکی تعمیل مین ندامت و رسوائی کی قباحت ہی

بچہ اُس شخص کو پہچانتا ہی جسکے بطن سے پیدا ہوا خواہ وہ نہایت کم عمر ہو۔ وہ شخص بچہ سے بھی زیادہ بیوقوف ہی جو اپنے آفریدگار کو نہین پہچانتا بے خالق مخلوق کا وجود ناممکن ہی جس طرح بے چراغ نور اور بے جسم سایہ۔ اللہ نے کل چیزون کو اپنی ذات سے پیدا کیا یا خواہش سے نہ کسی [illegible] کے لیے مکان اور مکان کے لیے مکان لازم آتا ہی اور اس طرح [illegible] التسلسل [illegible] ئی چیز نہ رکھتا تھا کَانَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ۔ الا جب اسنے [illegible] کرنا چاہا ایک آن مین بامادہ پیدا کیا صرف اپنی خواہش سے۔ اللہ لامکان ہی اِس دلیل سے کہ عالم نیز لامکان ہی کیونکہ جو مکان ہی داخل عالم ہی بس مکان معدوم ہوا جو کچھ کہ عالم ہی اور مکان عالم متصور نہین یہ ایک وجود قرار پایا اور جب ایک وجود ہی تو کچھ ہو وہی ہی آئندہ مکان خدا نہین ہی کیونکہ بے وجود ہوا اور مکان وجود کے واسطے ہوتا ہی نہ کہ بے وجود کے لیے پس جب مکان معدوم ہوا ثابت ہی جو کچھ ہی مکین ہی اور مکین وہی خدا ہی جو سب سے پہلے تھا اور سب سے پیچھے رہیگا۔

جس شی کو آدمی روح کہتے ہین یا جسکو بلقب مطلب اعلی ملقب کرتے ہین سو فنہور نے اُسکے دو ٹکڑے کیے ہین یعنی خواہش اور فہم۔ لیکن فہم کو وہ بہت کم وقعت سمجھتا ہی بدین لحاظ کہ صرف یہ ایک تماشاگاہ عجائبات ہی جو وابستہ بہ سلسلہ نظام جسمانی کا ہی۔ اور خواہش جو ہمارے نیچر کا اندرونی اصول ہی حقیقت مین وہ ذاتی نہین صرف یہ ایک اظہار مجموعی خواہش کا ہی اسیواسطے اُسکے نزدیک مطالعۂ فن محض فضول ہی کیونکہ اسمین کوئی شی بجز خواہش اور عجائبات کے نہین ہی بلکہ تمام غور و فکر مورث خیال و مبدع خواہشات ہین۔

نجات کے باب مین کچھ کہنا نہین ہی سوا اسکے کہ خودکشی یا نفس کشی ذریعۂ نجات ہی جو خواہشین کہ ہماری روح کے ساتھ پیدا ہوئین اُنکا معدوم ہونا ہی نجات ہی۔ جب تک ہمین خواہشات کا اثر ہی دنیا مین نئے نئے قالب پاتے رہینگے۔ رنج و خوشی۔ امید و بیم۔ بُرا بھلا ہماری نظر مین یکسان ہوا اور کل چیزین ایک وزن اور ایک ہی رنگ کی دکھلانے لگین اُسوقت

ہم آواگون سے چھوٹ سکتے ہیں جب تک ہم جیتے جی نہیں مرجاتے اور ہالی دتو لی کو نہیں بھولتے نجات نہیں پا سکتے اصل میں ملجانا روح کا اور دور رہنا قالب سے اصلی نجات ہی ۔

## تقریظ من نتائج طبع لاثانی منشی عبد العزیز صاحب اعجاز رقم سہسوانی

دانا دل منشی کامتا پرشاد اخلاص ہزار آفرین صد آفرین تحسین ہزار تحسین ۔ ان ہون آپ نے یہ حقائق جنس حیوانی و دقائق شرالف نوع انسانی کیا خوب کتاب نے بے رقم کی ہی ماشاء اللہ چشم بد دور خداقت ذہنی و طلاقت لسانی کی داد دی ہی ۔ خیالات عالیہ خالی از لطافت و بلاغت نہیں ابکار افکار سبغہ و عرائس طبیعت راسخہ پر کس ہنر مند سعادت پیوند حقیقت پسند کو رغبت نہیں ہر چند کہ اول سے آخر تک بنظر عداوت دیکھا کہیں حرف گیری کا موقع ملا ناچار ہر فقرہ پر دم اخلاص بھرنا پڑا ۔ اردو عبارت سلیس مطالب نفیس خاطر انیس ایک ایک فقرہ ہی ایک ایک کتاب کا مضمون کھلتا ہی لفظ لفظ سے طوفان لآلی آبدار ابلتا ہی ۔ سبحان اللہ تحقیقات النسانی نام ہی اسکا ہر ہر مقدمہ شراب و ان افزای معانی کا جام ہی ۔ پینا درکنار دیکھنے سے آنکھوں میں نور سرور آئے تماشا ر نشار لطافت سے مخمور کیا چکنا چور ہو جائے نکتہ آفرینی عبارت پر بار یک بینان دقیقہ سنج کا صاد ہی لطافت گزینی فقرات چند بر لطیف طبعان گزیدنش کو اتحاد ہی ۔ وصفش بہ زبان قلمم راست نیاید ؛ ہر انچہ کہ گویم صفتش باید و شاید ؛ قصہ مختصر مطلب لکھنا کیثر و فرصت کمتر مناسب کہ قطعہ تاریخ لکھوں یادگار یادگار ہوں

### قطعہ تاریخ

| | |
|---|---|
| کامتا پرشاد بحر علم و عقل | خوش رقم کرد این کتاب لاجواب |
| از پی تاریخ آن اعجاز گفت | بحر حسن آما کتاب مستطاب |

۱۳۱۵ھ

## ریویو از جناب مکرم اخ المعظم منشی جانکی پرشاد صاحب مد ظلہ العالی اہلمد محکمہ مال ریاست گوالیار

تمام تر معاملات اور مقدمات کی تحقیقات انتہائی ہی ہر معاملہ موشگافی اور تفحص سے بالآخر حد اور انجام پر پہونچا یا ہی لیکن انسانی زندگانی کی تحقیقات ہی اسکا سلسلہ چھڑنے سے

گے ہی کو طول پکڑتا جاتا ہی یہ قصہ زلف معشوقوں کی طرح بہت دراز ہی یہ داستان الف لیلہ سے بھی بڑھی ہوئی ہی۔ یہ مقدمہ وہ مقدمہ نہیں ہی جسکی تحقیقات پر کوئی جج قادر ہو سلف سے خلف تک ہر شخص نے اس مقدمہ مین انسانی توانائی و دسترس کے اعلے کرشمے دکھلائے لیکن کچھ نہوا منزل دور اور بندہ مجبور۔ دن بھر چلے شام کو جہان کے تہان آگئے۔ فراز ہمت پر بلند خیالی کے پر لگا کر اڑے لیکن آفتاب اسرار نے اُنکے پرون کو جھلس دیا۔

برادر عزیز منشی کامتا پرشاد نے بھی اس راہ صعب مین قدم رکھا اور کچھ ہمت کے حوصلے دکھلانا چاہے لیکن باوجود اس سب کچھ لکھنے کے کچھ بھی نہ لکھ سکے ہان انسان کے خیالات روشن کرنیکے لیے جو کچھ لکھا ہی نہونے سے کسی چیز کا ہونا ہی اچھا ہی۔ مین افسوس کرتا ہون کہ جو اوراق اس عجیب کتاب کے تم گم ہو گئے انمین اعلی درجہ کے مضامین اور خیالات تھے گویا اُنکو انسانی نیچر کا فوٹو کہنا چاہیے۔ اگر وہ بھی اسمین شامل ہوتے تو ایک غور طلب کتاب ہو جاتی بارے موجودہ خیالات بھی قابل قدر ہین انشاء اللہ تعالی عزیز شائستہ تمیز کو ایسے ہی خیالات عجیبہ و غریبہ کا شیدا رکھے فی زماننا یہ غنیمت ہی خاندان کی عظمت ہے۔

رباعی کتاب اچھی ہوئی تصنیف تحقیقات انسانی
بلاغت اور فصاحت در لطافت ہی لاثانی
نشہ کو چاہیے جو کچھ وہ سب موجود ہی اسمین
کہ ہی نوع بشر افضل تر ین جسم حیوانی

## خاتمہ الطبع

المنۃ للہ کہ اس زمانہ برکت اقتران مین کتاب نایاب منتخب لاجواب دستگیر رموز شناسان فضل و برتری ہادی گم گشتگان کوے بے خبری پند آموز صغیر و کبیر لبھانے دلہاے برنا و پیر بے نظیر و لاثانی موسوم بہ تحقیقات انسانی جسمین نہایت فصاحت و بلاغت سے حقائق جنس حیوانی اور دقائق نوع انسانی مفصل درج ہین اور انسانی زندگی کی تحقیقات بوجہ اتم کی گئی ہی حق تو یون ہی اگر اس کتاب انسانی نیچر کا فوٹو کہین تو بجا ہی اور اگر معلم خصائل محمودہ سمجھین تو روا ہی مصنفہ عالم باعمل ماہر اصل پیر مصطبہ حقیقت خضر بادیہ طریقت بلند حوصلہ عالی نژاد منشی کامتا پرشاد صاحب خلف دیواری لال صاحب ساکن قصبہ داؤد گنج حسب تحریک مصنف ممدوح مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین باہ مارچ ۱۹۰۶ء بصد حسن و خوبی بار دوم طبع ہوکر مطبوع طبائع ہوئی

## اعلان

حق تصنیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔